قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ

نماز

میں

خشوع و خضوع

کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

- امام ابن رجب حنبلیؒ
- حضرت مُلّا علی قاریؒ
- مفتی محمد خاں قادری

عالمی دعوت اسلامیہ

ا۔ فصیح روڈ۔ اسلامیہ پارک۔ لاہور

86312

~~68812~~

نام کتاب .... نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟

مؤلفین .... امام ابن رجبؒ

حضرت ملا علی قاریؒ

مفتی محمد خاں قادری

باردوم .... ربیع الاول ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء

تعداد ۱۱۰۰

ناشر .... عالمی دعوتِ اسلامیہ

۱۔ فصیح روڈ لاہور

طابع .... ملک محبوب الرسول قادری

خطاطی .... سید قمر الحسن ضیغم قادری

قیمت .... روپے

انتساب

اپنی اس کاوش کو

سیدۃ نساء العالمین
حضرت فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔
کہ جن کی ساری زندگی "خشوع و خضوع" کی معراج
تھی۔

محمد خان قادری

جامعہ رحمانیہ، شادمان لاہور

ارشادِ باری تعالےٰ!

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ

ترجمہ

یقیناً وہ مومن کامیاب ہیں جو نماز خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں

ضیغم

فہرست

ابتدائیہ	
اسلام میں نماز کا مقام	۱۷
احادیثِ مبارکہ میں نماز کی اہمیت	۱۹
نماز دین کا ستون ہے	″
نماز ایمان کی علامت ہے	۲۰
قیامت میں پہلا سوال	″
نماز درستگیٔ اعمال کا معیار	۲۱
نماز جنت کی چابی ہے	″
خدا کے ہاں محبوب ترین عمل	۲۲
نماز اسلام کا سر ہے	″
حضرت فاروقِ اعظمؓ کا اہم مراسلہ	۲۳
اہم نوٹ	″
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت	۲۴
ہر نبی کی امت کو وصیت	″

ترکِ نماز پر وعید	۲۶
اہلِ دوزخ کا جواب ــــ ہم نمازی نہ تھے	”
ترکِ نماز مشرکین کا عمل ہے	”
نماز مؤخر کرنے والوں کی سزا	۲۷
احادیث نبوی اور ترکِ نماز	۲۹
آدمی اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ہے	”
جس نے نماز ترک کی اس نے شرک کیا	”
اذان سن کر نماز کے لیے نہ آنا کفر ہے	۳۰
دوزخ کے دروازے پر نام	”
اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ختم	۳۱
تارکِ نماز کا کوئی دین نہیں	”
تارکِ نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں	۳۲
بے نماز قارون، فرعون اور ہامان کے ساتھ اٹھیں گے	”
میری امت کا اٹھ جانے والا آخری عمل نماز ہے۔	۳۳
نماز کے فوائد و برکات	۳۴
نماز افلاس و تنگ دستی دور کرتی ہے	”
نماز گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے	۳۶
نماز گناہوں سے کس طرح روکتی ہے!	۳۷
نماز غفلت کا علاج ہے	۳۸
نماز گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے	۴۰
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ	۴۲

حضورؐ کی تمام امّت کے لیے خوشخبری	۴۲
نماز آتشِ معصیّت کو ٹھنڈا کر دیتی ہے	"
نمازی کو ہی روزِ قیامت سجدہ ریزی نصیب ہوگی	۴۴
نماز سے مشکلات و پریشانیاں دور ہوجاتی ہیں	"
پریشانی کے وقت حضور کا معمول	"
من اتنا پرانا پاپی ہے کہ برسوں سے نمازی بن نہ سکا	۴۶
ہمیں کونسی نماز کا حکم ہے !	"
اقامتِ نماز کا معنیٰ	۴۷
قرآن اور نماز کے حقوق وشرائط	۴۹
ظاہری و باطنی طہارت	"
ریاکاری سے پاکیزگی	۵۰
اوقاتِ مقررہ میں نماز ادا کرنا	"
نماز کی محافظت	۵۱
نماز پر مداومت	۵۲
حقیقتِ نماز سے غافل نہ ہونا	"
نماز ذوق وشوق سے ادا کرنا	۵۳
نماز میں حضورِ قلب، خشوع وخضوع کا ہونا ۔	۵۴
خشوع وخضوع کا مفہوم	۵۵
لفظ "خشوع" کا معنیٰ	"
معنیٔ خشوع کے بارے میں مختلف اقوال	۵۶
قرآن اور خشوع وخضوع	۵۸

احادیثِ نبویہ اور نماز میں خشوع ۵۹
نماز سراپا خشوع ہے ؍؍
نمازی کی مغفرت اور بخشش ؍؍
خشوع والی نماز ماقبل گناہوں کی بخشش کا سبب بنتی ہے ۶۰
حضورِ قلب والی نماز سے نمازی ایسے ہوجاتا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہو ؍؍
حضورِ قلب والا شخص ہی مومن ہے ۔ ؍؍
بغیرِ خشوع نماز ، نمازی کے منہ پر دے ماری جاتی ہے ۔ ۶۱
جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا خدا تجھے ضائع کرے ۔ ؍؍
بغیر خشوع نماز پر اللہ نظرِ رحمت نہیں فرماتا ۶۳
خشوع والے نمازی کے ساتھ اللہ کا عہد ؍؍
خشوع کا مرکز دل ہے ۶۴
خشوع نفاق سے پناہ مانگو ۶۵
ہر عمل میں رضائے الٰہی حضورِ قلب کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ ؍؍
نماز میں خشوع اور یکسوئی کے حصول کا طریقہ ۶۸
۱ - اذان کے بعد دل کو متوجّہ کرنا ؍؍
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اجنبی ہوجانا ۶۹
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جسم پر لرزہ ۷۱
امام حسنؓ مسجد کے دروازے پر ؍؍
امام زین العابدین کے رنگ کا فق ہونا ۷۲
۲ - میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے ؍؍
اللہ کی بندے کی طرف توجّہ ۷۳

میری ذات توجہ کے لیے سب سے بہتر ہے	۷۴
نماز میں اللہ کی طرف متوجہ نہ ہونا ہلاکت ہے	؍؍
غیر کی طرف متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں	۷۵
چہرہ مسخ ہونے کا خطرہ	؍؍
توجہ ہٹانے والی اشیاء کی ممانعت	۷۵
پریشان کُن بھوک سے نجات	۷۶
بول و براز سے نجات	۷۷
غلبۂ نیند کے وقت	؍؍
۳ ۔ شاید یہ میری آخری نماز ہو	
۴ ۔ تدبر اور سمجھ کر نماز ادا کرنا	۷۹
اعمال میں تدبر	۸۱
حضورؐ کا رکوع اور خشیتِ الٰہی	۸۲
تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا	؍؍
سجدہ کمالِ قربِ خداوندی ہے	۸۳
۵ ۔ نماز کو رب سے ہم کلامی سمجھ کر ادا کیا جائے ۔	۸۴
۱۔ تعدیلِ ارکان	۸۷
تعدیلِ ارکان نہ کرنے والے کی موت فطرتِ اسلام پہ نہ ہوگی	۸۹
نماز میں چوری	۹۱
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل	؍؍
آپ کا قیام	۹۲
دلچسپ سوال اور اس کا جواب	۹۳

آپ کا سجدہ	۹۳
کہیں وصال تو نہیں ہو گیا	۹۴
آپ کی نماز کے حسن وجمال کا کیا کہنا	۹۵
۷ ۔ اللہ تعالیٰ کے بیشمار احسانات کی یاد	۹۶
تعلق کی پہلی بنیاد شکر ہے	"
۸ ۔ خوف وشوق کی کیفیت میں آنسو بہانا	۱۰۰
دلوں کی سختی اللہ کو پسند نہیں	۱۰۱
حضور علیہ السلام کا آنسو بہانا	۱۰۲
آنسوؤں سے چہرہ، داڑھی مبارک اور زمین کا تر ہونا	۱۰۴
۹ ۔ مقبولان بارگاہ ایزدی کی نماز کا مطالعہ	۱۰۶
نماز میں آنسوؤں کی برسات	۱۰۷
صحبت نبوی سے فیض یاب لوگوں کی نماز	۱۰۸
۱۰ ۔ نماز سے محبت وعشق	۱۰۹
قبر میں نماز پڑھنا	۱۱۱
حضرت ثابت بنانی کا قبر میں نماز ادا کرنا	"

ارشادِ باری تعالیٰ

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ

لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ

ترجمہ

"کیا اہلِ ایمان پر وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس کی طرف سے نازل کردہ حق کے لیے خوف سے دہل جائیں؟"

ارشادِ نبوی!

اول علم
يرفع من الناس
الخشوع
يوشك ان تدخل المسجد الجامع
فلا ترى فيه رجلاً خاشعاً

ترجمہ

سب سے پہلے لوگوں میں سے جس چیز کا علم اٹھا لیا جائیگا "خشوع" ہے حتیٰ کہ کسی جامع مسجد میں بھی کوئی صاحبِ خشوع دکھائی نہیں دے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؒ

گذارش!

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو عبادات کا حکم دیتے ہوئے ان کے کچھ شرائط و آداب بھی بیان کر دیئے ہیں اگر انسان ان شرائط کے ساتھ عبادات بجالائے تو اسے ان کے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوں گے اور اگر ان آداب سے کسی نے غفلت برتی تو اس کا عمل رسم و عادت ہو سکتا ہے مگر عبادت نہیں ہو سکتا۔

نماز اسلام میں اہم و اعلیٰ عبادت ہے مگر جب اسے اس کی شرائط و آداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اگر ان کی پروا نہ کی جائے تو یہ عمل بجائے اللہ تعالیٰ کے قُرب کے دُوری کا سبب بن جاتا ہے۔

آج اوّلاً تو ہمارا معاشرہ نمازی ہی نہیں رہا اور اگر کوئی نماز ادا کرتا ہے تو وہ اس کے آداب و شرائط کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھتا۔ بلکہ نماز اس طرح ادا کی جاتی ہے جیسے اس سے پیچھا چھڑایا جا رہا ہے ___ نہ رکوع پورا نہ سجدہ میں اطمینان، قومہ و جلسہ کا تصور ہی ختم ہوتا جا رہا ہے۔ تقریباً ساری عمر نماز ادا کرنے والے لوگ اسے رسماً اور عادتاً ادا کرتے رہتے ہیں۔ اسے دربارِ خداوندی میں حاضری سمجھ کر ادا نہیں کرتے۔ خشوع و خضوع کا تو نام ہی نہیں، حالانکہ وہ رُوحِ نماز ہے۔ حضرت شداد بن ادلیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس بات کی نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی :

اوّل ما یرفع الناس الخشوع ۔ (مسند احمد ' ۶ : ۲۶) — سب سے پہلے جو لوگوں سے اٹھا لیا جائے گا وہ خشوع و خضوع ہے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: خشوع کے اُٹھ جانے کا عالم یہ ہوگا'

یوشک ان تدخل مسجد الجامع فلا تری فیہ رجلاً خاشعًا ۔ (الترمذی ' ۲۶۵۵) — تم جامع مسجد میں جاؤ گے تو وہاں ایک نمازی بھی خشوع والا دکھائی نہیں دے گا ۔

امام احمد بن حنبل نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک فرمان بھی نقل کیا ہے :

یاتی علی الناس زمان یصلون ولا یصلون (الصلاۃ و مایلزمھا) — لوگوں پہ ایسا وقت آئے گا کہ لوگ نماز پڑھتے ہوئے نمازی نہ ہوں گے ۔

آج ہمارے دَور میں یہ صورتِ حال اپنے عروج پہ ہے ۔ نماز بالکل رسم بن کر رہ گئی ہے ۔ نہ اس میں ظاہری آداب کا خیال اور نہ باطنی آداب کا ۔ لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ اس موضوع پہ لکھا پڑھا جائے تاکہ بھولا ہوا سبق یاد آجائے ۔ کافی عرصہ ہوا ہم نے اس موضوع پہ کچھ کام کیا مگر اس کی طباعت کی ہمت اس شرمندگی کی وجہ سے نہیں ہوئی کہ ہماری نماز دوسروں سے بھی کم درجہ کی ہے بلکہ اب تک اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا ڈھنگ بھی نہیں آیا ۔ اس لئے شاید مؤثر نہ ہو۔ اس کے بعد تین کتب میرے مطالعہ میں آئیں ۔

- الخشوع فی الصلاۃ ' شیخ ابن رجب حنبلی ۷۹۵ھ ۔

۲۔ فصول مهمه فی حصول المتمه ۔ حضرت ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ

۳۔ الرحمة المهداة فی فضل الصلاة ۔ امام یوسف بن اسمٰعیل نبھانی ۱۳۵۰ھ

اولین کتاب "نماز میں خشوع وخضوع" دوسری تعدیلِ ارکان "نماز کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا" اور تیسری نماز کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں تھی۔

اب ارادہ کیا کہ ان کتب کے تراجم شائع کئے جائیں تاکہ اسلاف کے کام سے لوگ مستفید ہوں۔ الحمد لِلّٰہ اس میں کامیابی نصیب ہو رہی ہے۔

امام نبھانی کی کتاب کا ترجمہ فاضلِ نوجوان الحافظ الحاج محمد طاہر نجمی نے کیا ہے اور وہ الگ "اہمیت وفضیلتِ نماز" کے عنوان سے شائع ہو گیا ہے۔ جبکہ دوسری دونوں کتب کا ترجمہ زیرِ نظر مجموعہ میں ہے ہم نے اپنا کام بھی اس میں شامل کر دیا ہے تاکہ ان بزرگوں کی وجہ سے ہماری کاوش کی خامیوں کا ازالہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہم سب کو ہمیشہ اپنی بارگاہ میں حاضری اور اس کے آداب کو ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

جامعہ رحمانیہ، شادمان لاہور

۲۴ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ (۲۵ اپریل ۱۹۹۵ء)

بروز منگل بعد نماز مغرب

ارشادِ نبوی

یأتی علی الناس زمان یصلون ولا یصلون

ترجمہ

لوگوں پر ایسا دَور آئے گا کہ وہ نماز پڑھنے کے باوجود نمازی نہ ہوں گے۔

(الصلاۃ لاحمد : ۵۶)

اسلام میں نماز کا مقام

اسلام نے شہادت توحید و رسالت کے بعد جس قدر نماز کی ادائیگی پر زور دیا ہے کسی اور فریضہ کی ادائیگی پر نہیں دیا۔ قرآن مجید میں نماز کا ذکر، اس کے قیام پر ترغیب اور اس کے احکام و مسائل کا صراحۃً یا اشارۃً تذکرہ بقول مفسرِ قرآن حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی سات سو جگہ موجود ہے۔

اسلام میں نماز ہر مسلمان عاقل، بالغ، امیر و غریب، عورت و مرد، بیمار و تندرست نوجوان و بوڑھے، مسافر و مقیم پر ہمیشہ ہر حال میں فرض ہے۔ نماز اسلام کا وہ واحد عملی فریضہ ہے جس سے کوئی بالغ مسلمان، جب تک اس کے ہوش و حواس قائم ہیں، سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی کھڑے ہو کر اس فرض کی ادائیگی پر قادر نہیں تو بیٹھ کر ادا کرے۔ اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو لیٹ کر پڑھ لے۔ اگر منہ سے بول نہیں سکتا تو سر کے اشارے سے پڑھ لے۔ اگر رک کر پڑھنا دشوار ہو تو چلتے چلتے پڑھے یہانتک کہ میدانِ جنگ اور حالتِ جنگ میں بھی فرض ہے اور اس نماز کو صلوٰۃِ خوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

حَافِظُوْ عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ	نمازوں کی حفاظت کرو (خصوصاً)
الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا	درمیانی نماز کی اور خدا کے حضور

لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا۔ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔

(البقرہ)

عجز کے ساتھ کھڑے ہوا کرو اگر خطرے کی حالت میں ہو تو پیدل یا سوار نماز ادا کرو۔ جب خطرہ دور ہو جائے تو اللہ کو اسی طریقہ پر یاد کرو جس کی اس نے تمہیں تعلیم دی اور تم اسے نہیں جانتے تھے۔

مذکورہ بالا آیات میں حالتِ امن اور خوف دونوں میں حفاظتِ نماز کا واضح حکم موجود ہے بلکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ تلقین کی ہے کہ اگر مشکلات تمہارا راستہ روکیں تو ان کا مقابلہ صبر و نماز سے کیا کرو۔

ارشادِ ایزدی ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ (البقرہ)

اے اہلِ ایمان (مشکل وقت میں) صبر اور نماز سے مدد حاصل کیا کرو۔ اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں نماز کی اہمیت

نماز کی اہمیت جاننے کے لیے درج ذیل احادیث کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تاکہ واضح ہو جائے کہ اسلام میں نماز کو کیا مقام حاصل ہے۔

۱۔ نمازِ دین کا ستون ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الصلوۃ عماد الدین من اقامھا اقام الدین ومن ھدمھا ھدم الدین۔ (کنز العمال ، ۸ ـ ۴)	نماز دین کا ستون ہے جس نے اسکو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے منہدم کر دیا اس نے پورے دین کو منہدم کر دیا۔

اس حدیث پاک میں حضور علیہ الصلوٰۃ نے نماز کو مرکزی ستون قرار دیا ہے۔ جس طرح کوئی بھی عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی اس طرح دین کی عمارت اقامت صلوٰۃ کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

۲ - نماز ایمان کی علامت ہے

لکل شیئ علم وعلم	ہر ایک شے کی ایک علامت ہوتی ہے
الایمان الصلوٰۃ۔	اور ایمان کی علامت نماز ہے۔

مسلمان نماز چھوڑ کر بے رنگ و بو پھول کی طرح رہ جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اسلام کا ایک شعار اس سے رخصت ہوجاتا ہے۔

۳ - قیامت میں پہلا سوال

حضرت حریث بن قبصیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اچھی سنگت اور رفاقت کی دعا کی جس کے نتیجے میں مجھے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت نصیب فرمائی تو میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنی ہیں ان میں سے مجھے بھی کوئی سناؤ تاکہ میں بھی ان پہ عمل پیرا ہو کر خدا کو راضی کر دوں۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے یہ فرمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا جس میں آپ نے فرمایا:

ان اول ما یحاسب بہ	قیامت کے دن بندے کے اعمال
العبد یوم القیامۃ من عملہ	میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب
صلاتہ فان صلحت فقد	ہوگا۔ اگر نماز میں پورا اترا تو کامیابی
افلح وانجح وان فسدت	اور نجات پا جائے گا اور نماز پوری
فقد خاب وخسر۔	نہ ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔

(الترمذی ۔ حدیث ۴۱۲)

حضرت شرف الدین بخاری نے اس فرمانِ نبوی کا ترجمہ اس شعر میں کیا ہے:

روزِ محشر کہ جاں گداز بود — اوّلیں پرسشِ نماز بود

(روزِ محشر جب جان پگھل رہی ہوگی تو سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا)

۴۔ نماز درستگیٔ اعمال کا معیار

قیامت میں نماز کے متعلق پہلا سوال ہونے کے ساتھ ساتھ اس کو دوسرے اعمال کی درستگی کا معیار بھی قرار دیا گیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول ما یحاسب به العبد	قیامت کے دن سب سے پہلے بندے کی
یوم القیامة الصلوٰة فان	نماز کا حساب لیا جائیگا۔ اگر وہ پوری
صلحت صلح سائر عمله و	اتری تو باقی اعمال بھی درست ہوں
ان فسدت فسد سائر عمله	اور اگر اس میں کوئی کوتاہی نکلی تو
(مجمع الزوائد ، ۱ : ۲۹۱)	بقیہ اعمال بھی ضائع ہونے کا
	خطرہ ہوگا۔

اس ارشادِ مبارک سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے اعمال جانچنے کے لئے میزان نماز ہی ہے۔ جس شخص کی نماز جتنی اعلیٰ ہوگی اس کی باقی زندگی بھی اسی قدر بہتر ہوگی اور جو شخص نماز میں کوتاہی کرے گا وہ بقیہ معاملات میں اسی قدر ناقص ہوگا۔

۵۔ نماز جنّت کی چابی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

مفاتیح الجنۃ الصلاۃ و نمازیں جنت کی چابیاں ہیں اور نماز
مفاتیح الصلاۃ الطہور کی چابی طہارت ہے۔

(مسند احمد، ۲: ۲۴۰)

یعنی جنت کے دروازے کا تالا اسی کے لیے کھلے گا جو نمازی ہوگا۔ بے نماز کے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھل سکتا کیونکہ اس کے پاس نماز کی صورت میں چابی ہی نہیں۔

۶۔ خدا کے ہاں محبوب ترین عمل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

ای الاعمال احب الی اللہ تعالیٰ خدا کے ہاں محبوب ترین عمل کونسا ہے؟
قال الصلاۃ علی وقتہا۔ تو آپ نے فرمایا وقت پر نماز کا ادا کرنا۔
(مسند احمد، ۲۱: ۳۵۹)

۷۔ نماز اسلام کا سر ہے

ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے نماز کو دین اسلام کا سر بھی قرار دیا ہے۔

• حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا دین لمن لا صلوٰۃ لہ انما نماز کے بغیر دین نہیں۔ دین میں نماز
موضع الصلوٰۃ من الدین کا مقام وہی ہے جو جسم انسانی میں سر

86312

موضع الرأس من الجسد کا مقام ہے ۔
یعنی جس طرح انسان کی تمام طاقتوں اور صلاحیتوں کا مرکز و منبع سر ہے اور اگر اس کو تن سے جدا کر دیا جائے تو باقی جسم ایک لاشہ رہ جاتا ہے۔ جس کو انسان نہیں کہا جا سکتا تو بعینہٖ یہی حیثیت نظامِ دینی میں نماز کی ہے ۔ یہ پوری زندگی کے لئے سرچشمہ ہے لہٰذا جب وہ نہ ہوگی تو دینی زندگی بھی موجود نہ ہو سکے گی ۔

حضرت فاروقِ اعظم کا اہم مراسلہ

صحابہ کرام نے چونکہ نماز کی اس حیثیت اور مقام کو خوب سمجھ لیا تھا اسی لیے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ہر صوبہ کے افسرانِ اعلیٰ کو نماز کے بارے میں یہ مراسلہ روانہ فرمایا :

ان اھم امورکم عندی الصلوٰۃ من حفظھا او حافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع ۔

(کنز العمال ، حدیث ۲۱۶۱۹)

میرے نزدیک تمہارے تمام کاموں میں سب سے زیادہ اہم اور ضروری نماز ہے جس نے نماز کی حفاظت کر لی اس نے پورے دین کی حفاظت کر لی اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دین کے دیگر کاموں کو تو بہت زیادہ برباد کریگا۔

اہم نوٹ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ مراسلہ اسلام کی اصل روح کو اجاگر کر رہا ہے ۔ واقعۃً اسی شخص کی زندگی دینی ہو گی جو نماز کا اس طرح محافظ ہو کہ وہ ہر کام پر نماز کو فوقیت دیتا ہو ۔ ہمارے ہاں دیگر تو کجا بڑے بڑے نام نہاد مذہبی

لیڈر اپنے ذاتی چھوٹے چھوٹے کاموں کو نماز پر فوقیت دے دیتے ہیں۔ ہر میٹنگ کو نماز سے افضل قرار دیتے ہوئے نماز کو اپنے وقت میں ادا نہیں کرتے۔ بلکہ ظہر، عصر کے قریب اور عصر مغرب کے قریب ادا کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ نماز با جماعت کا ان کے ہاں کوئی تصور ہی نہیں۔ بقول مولانا امین احسن اصلاحی

"وہ نماز ادا کرتے ہیں مگر اس کی جان نکال کر"

مذکورہ ضابطہ ہر جماعت کے درکروں کے لیے ایک پیمانہ بھی ہے کہ انہیں یہ چیز دیکھنی چاہیئے کہ اگر جماعت کا سربراہ نماز کو ہر معاملہ پر ترجیح دیتا ہے تو اس سے بھلائی کی امید ہوگی لیکن اگر اس کے ہاں اپنی تقریر، جلسہ، میٹنگ نماز سے زیادہ اہم ہے تو اس سے آج ہی کنارہ کشی کر لیجئے کیونکہ وہ کسی وقت بھی جماعت کا بیڑا غرق کر دے گا۔ بقول حضرت فاروق اعظم کے جو نماز کو ضائع کرتا ہے وہ باقی امور کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوتا ہے۔

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت

نماز کا مقام و اہمیت اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت اپنی امت کو جن اشیاء کی وصیت فرمائی ان میں سے سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی بلکہ صحیح روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آخری الفاظ جو آپ کی زبان مبارک پر بار بار آتے وہ یہی تھے

اتقوا اللّٰہ فی الصلوٰۃ وما ملکت	نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔
ایمانکم ۔ الصلوٰۃ وما ملکت	اور اپنے غلاموں اور باندیوں کے
ایمانکم ۔ (کنز العمال ۴: ۱۸۰)	ساتھ ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ وصال کے وقت آپ کی زبان پر صرف یہ کلمات

جاری تھے۔

الصلوٰۃ الصلوٰۃ		نماز، نماز

۹۔ ہر نبی کی امت کو وصیت

بلکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب الصلوٰۃ میں نقل کیا ہے:

ان الصلوٰۃ اخر وصیۃ کل نبی		کہ ہر نبی نے اس دنیا سے جاتے وقت

واخر عهده ايهم عند خروجه		اپنی امت کو آخری وصیت نماز ہی

من الدنيا. (الصلاة ، ٦٧)		کے متعلق کی تھی۔

ترکِ نماز پر وعید

اوپر قرآن وسنت کے حوالے سے آپ نے پڑھا کہ نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کر لیا وہ کامیاب اور جس نے اسے گرا دیا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ اس پر قرآن وسنت کی یہ نصوص بھی شاہد عادل ہیں :

اہلِ دوزخ کا جواب ــــــ ہم نمازی نہ تھے

سورۂ مدثر میں اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں بتایا ہے کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں دوزخ میں کونسی چیز لے گئی تو وہ جواباً کہیں گے :

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۔ (المدثر ۴۳، ۴۵)	ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور دین کے بارے میں کٹ حجتیاں کرتے تھے اور روز قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے۔

ترکِ نماز مشرکین کا عمل ہے

ایک مقام پہ قرآن مجید نے ترکِ نماز کو مشرکین کا عمل قرار دیا ہے :

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔	اور نماز صحیح صحیح ادا کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

(الروم ، ۳۱)

اس آیتِ مبارکہ سے ایک تو توحید و ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ثابت ہوتی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترکِ نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جب تک دل کی کیفیت کو ہم بیرونی اعمال کے ذریعہ سے بڑھاتے نہ رہیں خود اس کیفیت کے زائل ہو جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

نماز مؤخر کرنے والوں کی سزا

اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک واضح فرما دیا ہے کہ نماز بالکل چھوڑنے والے تو کجا نماز وقت سے مؤخر کرنے والے دوزخی ہیں:

سورۃ الماعون میں ارشاد فرمایا:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِہِمْ سَاھُوْنَ	ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں

(الماعون، ۴، ۵)

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے " الذین ھم عن صلاتہم ساھون " کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ھم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا۔	یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔

(الرحمۃ المھداۃ ، ۵۷)

ترکِ نماز پر وعید

اوپر قرآن و سنّت کے حوالے سے آپ نے پڑھا کہ نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے ۔ جس نے اسے قائم کرلیا وہ کامیاب اور جس نے اسے گرادیا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔ اس پر قرآن و سنت کی یہ نصوص بھی شاہد عادل ہیں :

اہلِ دوزخ کا جواب ـــــ ہم نمازی نہ تھے

سورۂ مدثر میں اللہ تعالیٰ نے اہل دوزخ کے بارے میں بتایا ہے کہ جب ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں دوزخ میں کونسی چیز لے گئی تو وہ جواباً کہیں گے :

لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَائِضِيْنَ ـ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيوم الدِّيْن ـ (المدثر ، ۴۳ ، ۴۵)	ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے، مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے ۔ اور دین کے بارے میں کٹ حجتیاں کرتے تھے اور روز قیامت کو جھٹلایا کرتے تھے ۔

ترکِ نماز مشرکین کا عمل ہے

ایک مقام پر قرآن مجید نے ترکِ نماز کو مشرکین کا عمل قرار دیا ہے :

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

اور نماز صحیح صحیح ادا کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

(الروم ، ۳۱)

اس آیت مبارکہ سے ایک تو توحید و ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ثابت ہوتی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ جب تک دل کی کیفیت کو ہم بیرونی اعمال کے ذریعہ سے بڑھاتے نہ رہیں خود اس کیفیت کے زائل ہو جانے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

نماز مؤخر کرنے والوں کی سزا

اللہ تعالےٰ نے تو یہاں تک واضح فرما دیا ہے کہ نماز بالکل چھوڑنے والے تو کجا نماز وقت سے مؤخر کرنے والے دوزخی ہیں:

سورۃ الماعون میں ارشاد فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ

ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز کو بھول جاتے ہیں

(الماعون، ۴،۵)

مسند بزار میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے " الذین ھم عن صلاتھم ساھون " کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

ھم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا۔

یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔

(الرحمۃ المھداۃ ، ۵۷)

دوسرے مقام پر فرمایا :

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ	ان کے بعد آنے والوں نے نماز
اَضَاعُوْا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوْا	ضائع کردی اور شہوات کے پیچھے
الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ	پڑ گئے تو وہ عنقریب غیّ میں داخل
غَيًّا اِلَّا مَنْ تَابَ ۔	ہوں گے ۔ مگر جس نے توبہ کرلی ۔

(مریم ، ۵۹ ، ۶۰)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ اضاعوا الصلوۃ (وہ نماز ضائع کرتے ہیں) کا معنی بالکل ترک کرنا نہیں ہے بلکہ :

ولکن اخروھا عن اوقاتھا	وہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنے والے ہیں ۔

مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب اس کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ ظہر ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ عصر کا وقت آجائے اور عصر ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ مغرب کا وقت آجائے گا اور مغرب ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ عشاء کا وقت آجائے گا اور عشاء ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ وقت فجر آجائے اور نماز فجر ادا نہیں کریں گے یہاں تک کہ طلوعِ آفتاب ہو جائے ۔ جو شخص توبہ کے بغیر اس حال میں مرا وہ "غی" (جہنم کی وادی) میں داخل ہوگا ۔

(الرحمۃ المھداۃ فی فضل الصلوٰۃ ، ۵۴)

احادیثِ نبوی اور ترکِ نماز

۱۔ آدمی اور کفر کے درمیان فرق نماز کا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلاۃ ۔	آدمی اور کفر وشرک کے درمیان نماز کا فرق ہے ۔

(المسلم ، حدیث ۸۲)

۲۔ جس نے نماز ترک کی اس نے شرک کیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندے اور شرک کے درمیان نماز کا ہی فرق ہے ۔

فمن ترکھا فقد اشرک	پس جس نے نماز چھوڑدی اس نے شرک کیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے :

من ترک الصلوٰۃ متعمدًا	جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی
فقد کفر جهارًا۔	اس نے اعلانیہ کفر کیا۔

(مجمع الزوائد ۱ : ۲۹۵)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ۔ فرمایا :

فمن ترکها فقد کفر	جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔

(کنز العمال ۷ : ۳۲۵۰)

اذان سن کر نماز کے لئے نہ آنا کُفر ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لجفا کل الجفاء و الکفر	اس شخص کا عمل ظلم بلکہ سراسر ظلم،
و النفاق من سمع منادی	کفر اور نفاق ہے جو نماز کے
الله ینادی الی الصلوٰۃ	لیے اللہ کے منادی (مؤذن) کا
فلا یجیبه ۔	بلاوا سنے لیکن اس کو قبول نہ کرے
(مسند احمد)	یعنی نماز ادا نہ کرے ۔

دوزخ کے دروازے پر نام

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من ترک الصلاۃ متعمدًا	جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی

كتب اسمه على باب النار من يدخلها۔	اس کا نام دوزخ کے دروازے پر اس میں داخل ہونے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔
(الحلیۃ لابی نعیم، ۷ : ۲۵۴)	

اللہ اور اُس کے رسول کی ذمہ داری ختم

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، نماز جان بوجھ کر ہرگز ترک نہ کرو:

فانه من ترك الصلاة متعمدًا فقد برئت منه ذمة الله ورسوله۔	جس نے عمدًا نماز ترک کی اس سے اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔
(مسند احمد، ۵ : ۲۳۸)	

تارکِ نماز کا کوئی دین نہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ کے ہاں کون سی شے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا وقت پر نماز

ومن ترك الصلوٰة فلا دين له الصلاة عماد الدين	وہ شخص جس نے نماز ترک کی اس کا کوئی دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔
(کنز العمال، ۸ : ۴)	

دوسرے مقام پر فرمایا:

لا دين لمن لا صلوٰة له انما	اس کا کوئی دین نہیں جس نے نماز ادا

موضع الصلاۃ من الدین	نماز کا مقام دین میں اس طرح
لموضع الرأس من الجسد	ہے جیسے جسم میں سر کا مقام ہے۔

(الزواجر ۱؍ ۱۲۲)

تارکِ نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا سھم فی الاسلام لمن	اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں
لا صلوٰۃ لہ ولا صلاۃ	جس نے نماز نہ پڑھی اور اس کی
لمن لا وضوء لہ۔	نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔

(کنز العمال، ۷: ۲۲۷)

بے نماز، قارون، فرعون اور ہامان کے ساتھ اٹھیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ بھی بتادیا ہے کہ جو لوگ نماز جان بوجھ کر ترک کر دیں گے وہ قیامت کے روز اللہ کے باغی لوگ قارون، فرعون اور ہامان کے ساتھ اٹھیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

من حافظ علیھا کانت لہ	جس نے نماز کی حفاظت کی اس کے
نورًا وبرھانا ونجاۃ یوم	لئے روزِ قیامت نور، دلیل اور نجات
القیامۃ ومن لم یحافظ	حاصل ہو گی اور جس نے نماز کی حفاظت
علیھا لم یکن لہ نور ولا	نہ کی اس کے لیے نہ نور ہوگا نہ دلیل

برھان ولا نجاۃ وکان یوم	اور نہ نجات اور قیامت کے دن
القیامۃ مع قارون و	وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی
فرعون وھامان و ابی	بن خلف کے ساتھ ہوگا۔
ابن خلف۔ (مسند احمد، ۲ : ۱۶۹)	

میری اُمت کا اُٹھ جانے والا آخری عمل نماز ہے۔

امام احمد بن حنبل نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ذکر کیا ہے کہ دین کی سب سے پہلی چیز جو تم سے جاتی رہے گی وہ امانت ہے اور

وآخر ما تفقدون منہ الصلاۃ	سب سے آخری چیز جو تم سے جاتی
ولیصلین اقوام لاخلاق لھم۔	رہے گی وہ نماز ہوگی۔ کچھ لوگ نماز
(الصلاۃ، ۶۱)	پڑھیں گے مگر دین میں ان کا کوئی
	حصہ نہ ہوگا۔

نماز کے فوائد و برکات

۱۔ نماز افلاس و تنگدستی دُور کرتی ہے

اوپر آپ نے نماز کی اہمیت ملاحظہ کی۔ اب اس کے چند فوائد پر بھی نظر ڈال لیجئے:

حضور علیہ السلام نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہو کر فرمایا:

یا اباھریرۃ مر اھلک	اے ابوہریرہ اپنے اولاد کو نماز
با لصلوٰۃ فان اللہ	کا حکم دو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی
یاتیک بالرزق من	جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں
حیث لا یحتسب۔	تمہارا گمان بھی نہ ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ جب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر فاقہ کی تنگی ہوتی تو آپ ان کو نماز کا حکم دیتے اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کرتے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ	اے نبی اپنی اہل کو نماز کا حکم دو
وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ	اور اس پر قائم رہو۔ ہم تم سے رزق
رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ ط	کا سوال نہیں کرتے۔ رزق ہم تم کو

الۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰی۔ دیں گے اور عاقبت صاحب تقویٰ لوگوں کی بہتر ہوگی۔

(الدر المنثور، ۴: ۳۱۲)

آیتِ مذکورہ میں محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا ہے کہ آپ کے دامن میں پناہ لینے والے جتنے بھی ہیں سب کو بتا دو کہ آپ کے رب کے فیض و عطا کے چشمے جاری ہیں کوئی پیاسا نہ رہے۔ کوئی سراب دنیا کے پیچھے مارا مارا نہ پھرے۔ اے تشنہ لبو! جہاں کہیں بھی ہو اور جس حال میں ہو دوڑ کر آؤ اور میرے رب کے بحرِ رحمت کی موجیں تمہاری منتظر ہیں۔ یہاں اہل سے مراد حضور علیہ السلام کے سارے غلام اور آپ کی ساری امت ہے۔ خاندانِ رسالت بطریقِ اولیٰ اس میں شامل ہے حضور علیہ السلام حضرت خاتونِ جنت اور شیرِ خدا رضی اللہ عنہما کو نماز صبح کے لیے خود بیدار کرتے تھے۔

اس آیت نے انسان کو اس طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے بندہ نہیں۔ جب سے ہم نے اپنے آپ کو رازق سمجھ لیا ہے اور رزق رسانی کی ذمہ داری اپنے کھاتے میں ڈال رکھی ہے۔ اس وقت سے ہم اس چکر میں سرگرداں ہیں۔ دن رات ہمیں فرصت کا کوئی ایسا لمحہ نہیں ملتا جس میں اپنے خالق و مالک کو یاد کر لیں۔ قرآنِ مجید میں بار بار اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے اور یہاں بھی بتایا جا رہا ہے کہ تم رازق نہیں ہو، نہ اپنے اہل و عیال کے نہ کسی اور کے۔ رزق رسانی کا بوجھ اپنے اوپر لاد کر خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ رازق تو میں ہوں جو تمہارا خالق ہوں۔ میرے قبضۂ قدرت میں ہی رزق کے سب خزانے ہیں۔ تمہیں بھی روزی دیتا ہوں اور تمہارے اہل و عیال کو بھی پالتا ہوں۔ تم ان دھندوں میں پھنس کر اپنی عمر برباد نہ کرو بلکہ اپنے انجام کی فکر کرو۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ کسبِ معاش سے روکا جا رہا ہے۔ نہیں، ایسا نہیں! کسبِ معاش کا تو اللہ

اور اس کے رسول نے بار بار حکم دیا ہے اور رزق حلال کو فضل خداوندی کہا گیا ہے جو چیز ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ انسان دنیا کمانے میں ایسا کھو جائے کہ حلال وحرام کی تمیز نہ رہے۔ اور نماز و زکوٰۃ کی توفیق سے بھی محروم ہو جائے۔

۲۔ نماز گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ	تلاوت کیجئے اس کتاب کی جو آپ کی
الْکِتَابِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ	طرف وحی کی گئی ہے اور نماز صحیح
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ	صحیح ادا کرو۔ بے شک نماز بیحیائی
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ	اور گناہ سے روکتی ہے۔ اور اللہ
لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ وَ	کا ذکر بہت بڑا ہے۔ اور اللہ
اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ	تعالیٰ تمہارے اعمال سے واقف
(العنکبوت، ۴۵)	ہے۔

نماز سے متعلق قرآن کا یہ ارشاد مبنی بر حقیقت ہے کیونکہ ذوق وشوق اور خشوع وخضوع سے ادا کی ہوئی نماز گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتی اور بے حیائیوں سے اور بدکاریوں سے روکتی ہی نہیں بلکہ متنفر کر دیتی ہے۔

وہ نماز جس کا آغاز بھی غفلت سے ہو اور جس کی انتہا بھی غفلت سے ہو اور بے خبری کی حالت طاری رہی ہو نمازی کو پتہ ہی نہ ہو کہ وہ کہاں کھڑا ہے اور کس کے آگے کھڑا ہے تو اس نے نماز پڑھی سہی لیکن اس نے نماز قائم تو نہ کی جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔ تاہم اس کا اس انداز سے نماز پڑھنا بھی کبھی نہ کبھی اس لذت سے سرشار کر دے گا جو نماز قائم کرنے والوں کے لیے مخصوص ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے : کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک انصاری نوجوان کی شکایت کی گئی کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے لیکن گناہ سے باز بھی نہیں آتا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :

ان صلاتہ تنہاہ یوما — یہ نماز ایک نہ ایک دن اسے ان برائیوں سے روک دے گی ۔

چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ اس کی حالت یکسر بدل گئی ۔ اس نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لی ۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا :

الم اقل لکم ؛ — کیا میں نے تمہیں کہا نہ تھا !

(المظہری ، ۷ : ۲۰۵)

نماز گناہوں سے کس طرح روکتی ہے ؟

رہی یہ بات کہ نماز گناہوں سے کس طرح روکتی ہے ؟ تو جو شخص بھی نماز کی نوعیت پہ ذرا سا غور کرے گا وہ تسلیم کرے گا کہ انسان کو برائیوں سے بچانے کے لیے جتنے ذرائع بھی ہیں ان سب سے مؤثر نماز ہی ہے ۔ اس سے بڑھ کر موثر مانع اور کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی کو ہر روز دن میں پانچ وقت خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کے لیے بلایا جائے اور اس کے ذہن میں یہ بات تازہ کی جائے کہ تو اس دنیا میں آزاد نہیں ہے بلکہ ایک خدا کا بندہ ہے اور تیرا خدا تیرے تمام احوال سے حتیٰ کہ تیرے ارادوں اور جذبات تک سے واقف ہے اور ایک وقت آنے والا ہے جب تجھے اس کی بارگاہ میں پیش ہو کر اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی ۔ نماز انسان کو ایک ذمہ داری اور فرض شناس بنانے کے علاوہ اس کو عملاً اس بات کی تعلیم بھی دیتی ہے کہ وہ اپنے ہر حال میں اس ذات کے احکام بجالائے ۔ جس پہ وہ ایمان رکھتا ہے ۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو یہ ماننے سے چارہ نہیں کہ نماز ہی دراصل برائیوں سے روکنے کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔

۳۔ نماز غفلت کا علاج ہے

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے اور اس سے اطاعت و بندگی کا عہد کرنے کے بعد بھی آدمی سے اس کی نافرمانی جو سرزد ہوتی ہے تو زیادہ تر اس کی وجہ غفلت ہوتی ہے۔ شیطان انسان کی عقل و بصیرت پر غفلت و مدہوشی کا پردہ ڈال کر اللہ کی نافرمانی کراتا ہے۔ لیکن جب اللہ کی عظمت و کبریائی کی یاد دہانی کے ذریعہ اس غفلت کے پردے کو چاک کر دیا جائے تو خدا ترس آدمی سنبھل جاتا ہے اور برائیوں سے اس کا قدم رک جاتا ہے۔ فطرتِ انسانی کی اس کیفیت کو قرآن یوں بیان کرتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَآئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۔ وَ اِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ۔	بلاشبہ وہ لوگ جو صاحب تقویٰ ہیں جب شیطانی قوت ان پر حملہ آور ہوتی ہے تو وہ بیدار ہو جاتے ہیں اور ان کے ساتھی گمراہی میں اس طرح ڈوب جاتے ہیں کہ پھر واپس نہیں ہوتے۔
(اعراف: ۲۰۱، ۲۰۲)	

اور سب سے عمدہ طریقہ یاد دہانی کا نماز ہے اس لیے کہ یہ سراسر یادِ الٰہی کا نام ہے۔ اسی لیے ارشادِ خداوندی ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ۔	میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔
(طٰہٰ)	

پھر نماز صرف زبانی یاد ہی نہیں بلکہ قلب اور زبان اور دوسرے تمام اعضاء بھی ایک ترتیب اور تناسب کے ساتھ یادِ الٰہی میں حصہ لیتے ہیں اور اپنا اپنا وظیفہ کرتے ہیں۔ دل اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی سے لبریز ہو تو زبان اس کی تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوتی ہے۔ سرتاپا سارا جسم ذکر و عبادت اور نیاز مندی کی تصویر بنا ہوا ہوتا ہے۔ کبھی دست بستہ آداب بجالا رہا ہوتا ہے۔ کبھی جھک کر اپنے آقا کو راضی کرنے اور منانے کی فکر میں ہوتا ہے۔ کبھی سجدے میں گر کر اپنی عاجزی، درماندگی، بندگی اور نیاز مندی کا آخری مظاہرہ کرتے ہوئے سر اپنے مالک کے قدموں میں ڈال دیتا ہے اور سجدۂ شوق ادا کرتے ہوئے سبحان ربی الاعلی کہہ کر اپنے رب کریم کی بڑائی کا اعلان کر رہا ہوتا ہے۔

جب یہ نیاز مندی کامل ہو گی تو انسان کے ظاہر و باطن پر چوٹ لگے گی جو بیداری کا سبب بنے گی اور پھر جب اس نیاز مندی کا دن رات میں کئی کئی بار مظاہرہ ہو گا تو غفلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو گا۔ بہر حال یہ نماز کی تاثیر تب ہی ظاہر ہو سکتی ہے جب نماز غفلت سے پاک ہو اور جسم، زباں اور دل کا ذکر ہو۔

ذوق باید تا دہد طاعات بر   مغز باید تا دہد دانہ شجر

(بندگی میں ذوق و محبت ہو تو وہ اثر کرتی ہے جیسا بیج میں مغز ہو تو درخت اگتا ہے)

الغرض اگر کوئی شخص نماز کا اہتمام، اس کی تمام شرائط و آداب کے ساتھ، کرے تو ممکن ہی نہیں کہ اس کے دل پر غفلت کی میل کچیل رہے۔ نفس انسانی پر نماز کا جو اثر پڑتا ہے اور یہ جس طرح آدمی کو بیدار رکھتی ہے کہ غافل نہیں ہونے دیتی۔ یہ حقیقت خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں سمجھا دی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یعقد الشیطان علی	کہ جب تم میں سے کوئی شخص سو
قافیۃ رأس احدکم اذا ھو	جاتا ہے تو شیطان اس کے سر کے
نام ثلث عقد یضرب علی	پچھلے حصے میں تین گرہیں لگا دیتا ہے
کل عقدۃ علیک لیل	اور ہر گرہ پر یہ پھونک مار دیتا
طویل فارقد فان استیقظ	ہے کہ ابھی بڑی رات پڑی ہے ،
فذکر اللہ انحلت عقدۃ	سوتے رہو۔ پھر اگر وہ شخص جاگ
فان توضاء انحلت عقدۃ	جاتا ہے اور اللہ کو یاد کرتا تو ایک
فان صلی انحلت عقدۃ	گرہ کھل جاتی ہے ۔ اس کے بعد اگر
فاصبح نشیطاً طیب	وضو کر ڈالتا ہے تو دوسری گرہ کھل
النفس و الا اصبح خبیث	جاتی ہے اور وہ اگر نماز ادا کر لیتا ہے
النفس کسلان ۔	تو ساری گرہیں کھل جاتی ہیں۔ اور وہ
(البخاری، کتاب الصلوٰۃ)	بالکل ہشاش بشاش اور چاق و چوبند ہو
	جاتا ہے ورنہ بالکل پژمردہ اور سست
	و غافل رہتا ہے ۔

۴ نماز گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے

نماز خود ایک عظیم نیکی ہونے کے علاوہ ان برائیوں کے اثرات کے ازالے کا کام بھی دیتی ہے جو انسان سے وقتاً فوقتاً صادر ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ نماز میں اللہ کی عظمت اور کبریائی کا غفلت سوز تصور اور اس کے قہر و جلال کا بار بار خیال اور

اور دھیان اور اس سے پیدا ہونے والا سوز و گداز اور توبہ استغفار اس گناہ کے داغ تک مٹا دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو گناہوں سے صفائی اور ان سے معافی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت فرمایا:

ارأیتم لو ان نھرًا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمسًا ھل یبقٰی من درنہ شیٔ قالو لا یبقی من درنہ شیٔ قال فذلک مثل الصلوٰت الخمس یمحو اللہ بھن الخطایا۔ (البخاری حدیث ۵۲۸)

اے صحابہ اگر کسی آدمی کے گھر کے سامنے سے نہر گزرتی ہو اور وہ شخص ہر روز اس میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو بالکل پاک ہو جائے گا۔ اس کے جسم پہ میل کا نشان تک باقی نہیں رہے گا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح جو آدمی دن میں پانچ دفعہ نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بالکل باقی نہیں رہتے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج زمن الشتاء والورق یتھافت فاخذ بغصن من شجرۃ قال فجعل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن موسم خزاں میں باہر نکلے درختوں کے پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی ٹہنیوں کو پکڑا اور

ذلك الورق يتهافت قال فقال یا اباذر قلت لبیك یا رسول الله قال ان العبد المسلم یصلی الصلوٰۃ یرید بها وجه الله فتهافت عنه ذنوبه کما تهافت هذا الورق عن هذه الشجرة۔

(مسند احمد، ۵ : ۱۷۹)

ہلایا) تو اس سے پتے جھڑنے لگے۔ تو پھر آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا بلاشبہ مومن جب خدا کی رضا کی لیے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ان پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا واقعہ

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا گزر ایک دریا پر ہوا۔ آپ نے ایک نورانی چمکدار پرندہ دیکھا وہ کیچڑ میں گرا اور لتھڑ گیا۔ پھر پانی میں کود گیا اور اس کا بدن پہلے کی طرح صاف شفاف ہو گیا۔ غرض اس پرندے نے پانچ مرتبہ ایسا ہی کیا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اس پرندے کے عمل پر بڑا تعجب ہوا اور آپ سوچنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا اے عیسٰی یہ پرندہ امت محمدیہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازی بندے کی طرح ہے اور کیچڑ اس کے گناہوں اور دریا پانچ نمازوں کی مثل ہے تو جس نے پنجوقتہ نمازیں ادا کیں۔ گناہوں سے ایسا ہی پاک ہو جائے گا جیسا پانی میں غسل کرنے کے بعد یہ پرندہ پاک صاف ہو گیا۔

حضور کی تمام اُمت کے لیے خوشخبری

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ میں نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا ہے۔ آپ اس کی سزا دے کر مجھے پاک کر دیں حضور علیہ السلام خاموش بیٹھے رہے۔ اچانک وحی نازل ہوئی اور جبرائیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ	دن کے دونوں اطراف اور رات
النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ	کے کچھ حصہ میں نمازیں پڑھو۔ بلاشبہ
الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ	نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔
يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔	

اس آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ یہ صرف میرے لیے ہی ہے یا تمام کے لیے!

آپ نے فرمایا:

لجميع امتى كلهم	یہ خوشخبری میری ساری امت کے لئے ہے۔

نماز اعلیٰ درجہ کی عبادت اور قرب خداوندی کا بلند ترین زینہ ہونے کے ساتھ ساتھ تمام گناہوں اور گندگیوں کی تطہیر کا ذریعہ بھی ہے۔

۵۔ نماز آتش معصیت کو ٹھنڈا کر دیتی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان للّٰه ملكا ينادى	ہر نماز کے وقت اللہ کا ایک فرشتہ
عنده كل صلوٰة يا بنى آدم	منادی کرتا ہے اے اولاد آدم
قوموا الى نيرانكم اوقدتموها	جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے
فاطفئوها	کے لیے اٹھو۔

مطلب یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیانی وقفے میں چھوٹی بڑی بہت سی غلطیاں دوسری دنیا میں جہنم کی آگ کی شکل اختیار کریں گی تو فرشتہ یہ کہتا ہے کہ جو آگ تم نے بھڑکائی ہے اسے بجھانے کے لیے مسجد میں آؤ، نماز پڑھو، توبہ و استغفار کرو۔ توبہ و استغفار کے پانی سے یہ آگ بجھتی ہے۔

نمازی کو ہی روزِ قیامت سجدہ ریزی نصیب ہوگی

جو آدمی دنیا میں اپنے رب غفور کی بارگاہِ اقدس میں سجدہ ریزی اختیار کرتا ہے۔ روزِ قیامت اسی کو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریزی نصیب ہوگی اور دنیا میں سجدہ ریزی اختیار نہ کرنے والے کو قیامت کے دن سجدہ کی توفیق نصیب نہیں ہوگی اسی منظر کو سورۃ القلم میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ	اس دن رب العزت کی ایک خاص
إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ	تجلی (تجلی ساق) ظاہر ہوگی اور لوگوں
خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ	کو سجدہ ریز ہو جانے کو کہا جائیگا۔
ذِلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى	تو یہ کافر سجدہ نہ کرسکیں گے۔ انکی آنکھیں
السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ	جھکی اور ان پر ذلت چھائی ہوگی۔ حالانکہ
(القلم: ۴۲، ۴۳)	جب وہ صحیح تھے اسوقت بھی انہیں سجدہ کیلئے بلایا جاتا تھا۔

نماز سے مشکلات و پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں

یہاں یہ بات بھی پلّے باندھ لیں کہ جب بندہ کو کسی قسم کی کوئی پریشانی لاحق ہو تو اسے اپنے خالق و مالک اور رحمٰن و رحیم رب کی بارگاہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تاکہ وہ بندے کی اس پریشانی مصیبت کو ٹال دے۔ قرآن پاک نے دو ٹوک انداز میں فرما دیا ہے۔

اَلَا بِـذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ — آگاہ رہو اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

یعنی اس کی یاد سے پریشانیاں اور مصیبتیں ٹل جاتی ہے اور دلوں کو راحت و سکون میسر آجاتا ہے۔

اور یاد الٰہی کی اعلیٰ ترین صورت نماز ہے خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ — میری یاد کے لیے صحیح صحیح نماز ادا کرو۔

ہر حال میں اہل ایمان کو صبر اور نماز کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

یَا اَیُّھَا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا	اے اہل ایمان (زندگی کی مشکلات
اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ	میں) صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو،
اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔	بلاشبہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے
(البقرہ، ۱۵۳)	ساتھ ہے۔

پریشانی کے وقت حضور کا معمول

حضور علیہ السلام کی سیرت میں یہ معمول بھی ہے کہ جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ فی الفور نماز اور سجدہ ریزی کی طرف رجوع کرتے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کا یہی معمول ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ	جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی
علیہ وسلم اذا حزبہ امر	لاحق ہوتی تو آپ نماز کی طرف رجوع
فزع الی الصلاۃ۔	کرتے۔

(ابو داؤد)

مَن آتنا پُرانا پاپی ہے۔ برسوں سے نمازی بن نہ سکا

مسلمان اور نماز جو کبھی لازم و ملزوم تھے اب اجنبی ہو گئے ہیں۔ ہمارے معاشرے کی اکثریت بے نماز ہے اس کی جبینِ نیاز اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں کبھی نہیں جھکتی۔ اور کچھ لوگ اگر اللہ کی توفیق سے نمازی ہیں تو ان کی نماز کی کیفیت یہ ہے:

صفیں کج دل پریشاں سجدہ بے ذوق کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

اسلام نے جو نماز کی اقامت کا حکم دیا تھا اس سے غافل ہیں۔ اسی لیے ان کا تن تو نمازی بنتا ہے مگر من بے نماز ہی رہتا ہے۔

ہمیں کونسی نماز کا حکم ہے

آئیے ہم قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھیں کہ اسلام ہم سے کونسی نماز کا تقاضا کرتا ہے تاکہ نماز واقعۃً مومن کی معراج بن جائے۔

ہر صاحبِ فہم شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نماز کی اقامت کا حکم دیا ہے۔ چند مقاماتِ قرآنی ملاحظہ ہوں:

۱۔ سورۂ عنکبوت میں نماز کے بارے میں فرمایا:

اُتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ	آپ کی طرف وحی کی جانے والی کتاب
الْكِتَابِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔	میں سے تلاوت کیجئے اور نماز قائم کرو

(العنکبوت ، ۴۵)

۲۔ سورۂ نور میں نماز و زکوٰۃ اور اطاعتِ رسول کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ	نماز صحیح صحیح ادا کرو، زکوٰۃ دو، رسول
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ	کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(النور ، ۵۶)

۴۔ متقین کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ	وہ لوگ غیب پہ ایمان رکھتے ہیں اور
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا	نماز صحیح صحیح ادا کرتے ہیں اور اللہ
رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۔	کے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے
(البقرہ ، ۳)	ہیں ۔

اقامتِ نماز کا معنی

اقامتِ نماز سے مراد یہ ہے کہ نماز کو اس کے ظاہری و باطنی آداب اور حقوق و شرائط کے ساتھ صحیح صحیح ادا کیا جائے۔ اگر آدمی ان حقوق و شرائط سے غافل ہو کر نماز ادا کرے تو یہ نماز پڑھنا تو ہے مگر قائم کرنا نہیں۔ ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اقامتِ صلوٰۃ کا معنی ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

تمام الرکوع والسجود	کہ نماز میں رکوع سجود اچھی طرح
والتلاوۃ والخشوع و	کیا جائے۔ قرآن کی تلاوت خوب کی
الاقبال علیھا۔	جائے اور پوری توجہ اور انہماک
(تفسیر ابن جریر)	اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھی جائے۔

امام خازنؒ ویقیمون الصلوٰۃ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ای یداومون علیھا فی	یعنی وہ نماز کے ارکان و حدود کے
مواقیتھا بحدودھا	ساتھ اس کے اوقات میں محافظت
واتمام ارکانھا وحفظھا	کرتے ہیں اور اسے اس سے بھی
من ان یقع فیھا خلل فی	محفوظ رکھتے ہیں کہ کہیں اس کے

فرائضها وسننها و آدابها (لباب التاویل، ۱:۲۴) | فرائض، سنن اور آداب میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

قرآن اور نماز کے حقوق و شرائط

قرآن نے اقامتِ نماز کے حقوق و شرائط پر بھی تفصیلی روشنی عطا کی ہے:

۱۔ ظاہری و باطنی طہارت

آدابِ نماز میں سے یہ ہے کہ نماز ادا کرنے سے پہلے انسان اپنے آپ کو ظاہری و باطنی غلاظت و ناپاکی سے پاک و صاف کرے کیونکہ نماز سب سے اعلیٰ پاکیزہ بارگاہ کی حاضری ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ۔	اے اہلِ ایمان جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو، سر کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھولو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔ (الاعلیٰ، ۱۴)	اس شخص نے فلاح پائی جس نے پاکیزگی حاصل کر لی اور اپنے رب کا نام جپا اور نماز پڑھی۔

جسم و نفس کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ جگہ اور لباس کا پاک ہونا بھی شرط ہے۔

۲۔ ریاکاری سے پاکیزگی

نماز فقط اپنے رب کریم سے تعلق قائم کرنے، راضی کرنے اور اس کی بندگی کے اظہار کے لیے ادا کی جائے۔ اس میں ہرگز ہرگز کسی اور کی رضا جوئی یا دکھلاوا شامل نہ ہو۔ اگر اس میں ریاکاری ہوئی تو یہ منافق کی نماز تو ہو سکتی ہے مسلمان کی نہیں منافقین کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ	بلاشبہ منافقین اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے
اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ وَاِذَا	کی کوشش کرتے ہیں اور وہ انہیں
قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوۃِ قَامُوْا	دھوکہ کی سزا دے گا اور وہ نماز کی
کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ	طرف کاہلی میں کھڑے ہوتے ہیں اور
(النساء ، ۱۴۲)	لوگوں پر دکھاوا کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا: جہنم اُن نمازیوں کے لیے ہے:۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۔	جو دکھاوا کرتے ہیں
(الماعون ، ۶)	

۳۔ اوقاتِ مقررہ میں نماز ادا کرنا

نماز کو اوقاتِ مقررہ سے مؤخر نہ کیا جائے۔ جیسے ہی نماز کا وقت آجائے تو باقی تمام کاموں پر نماز کو فوقیت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَى	بلاشبہ نماز اہلِ ایمان پر وقت مقررہ
الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا	پر فرض کی گئی ہے۔

(النساء ، ۱۰۳)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا: "یہ منافق کی نماز ہے یہ منافق کی نماز ہے، یہ منافق کی نماز ہے" صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی نماز؟ فرمایا:

یجلس یرقب الشمس حتی اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقر اربعًا لا یذکر الله فیھا الا قلیلا۔	جو شخص بیٹھ کر سورج کا انتظار کرے حتی کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو وہ اٹھ کر دو چار ڈھونگے مار لیتا ہے اور اس میں بہت ہی کم ذکر الٰہی کرتا ہے۔

۴۔ نماز کی محافظت

ہر حال میں نماز ادا کی جائے خواہ سفر ہو یا حضر، خواہ حالتِ جنگ ہو یا حالتِ امن کسی صورت نماز چھٹنے نہ پائے۔ ارشاد فرمایا:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَا اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ (البقرہ ۲۳۸، ۲۳۹)	نمازوں کی حفاظت کرو خصوصًا درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور عاجز بن کر کھڑے ہوا کرو اور اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل یا سوار ہو کر نماز ادا کرو اور جب امن ہو جائے تو اللہ کی تعلیم کے مطابق نماز ادا کرو۔

دوسرے مقام پر کامیاب اہل ایمان کے بارے میں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (المؤمنون ۹)	اور وہ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔

تیسرے مقام پر فرمایا :

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۔ (المعارج ، ۳۴)

اور وہ لوگ ایسے ہیں جو اپنی نماز پر محافظت کرتے ہیں ۔

یعنی جب تک ہوش ہے اور جان میں جان ہے اپنے مولیٰ کی بارگاہِ اقدس میں جبینِ نیاز جھکاتا رہے ۔

۵ ۔ نماز پر مداومت

قرآن نے یہ بھی بتایا ہے کہ نماز دائمی ہونی چاہیئے یہ نہیں کہ بعض اوقات پڑھ لی اور بعض اوقات ترک کر دی ۔ لوگوں کے سامنے ادا کر لی مگر خلوت میں نماز یاد ہی نہ رہی ۔

سورۃ المعارج میں انسان کے بارے میں فرمایا جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرتا ہے مگر جب خوشی و دولت آئے تو بخل کرتا ہے ۔

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ

ماسوائے ان نمازیوں کے جو اپنی نماز پر مداومت اختیار کر لیتے ہیں ۔

(المعارج ، ۲۲ - ۲۳)

اسلاف کا نماز پر مداومت و محافظت کا یہ عالم تھا کہ شہادت کے وقت ایک ہی خواہش ہوتی کہ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریزی نصیب ہو ۔

۶ ۔ حقیقتِ نماز سے غافل نہ ہونا

نماز کا حق یہ بھی ہے کہ اس کی اصل حقیقت سامنے رہے کہ یہ بارگاہِ خداوندی میں حاضری ہے ، یہ رب کریم سے ایک بندے کی مناجات ہے ۔ اس کے ذریعے

اپنے رب سے کیے ہوئے وعدوں کی تجدید ہوتی ہے۔ میرا رب ہر حال میں مجھے دیکھتا ہے۔ جیسے نماز میں اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں نماز سے باہر بھی حاضر رہونگا جس طرح نماز میں تن من اس کی بارگاہ میں جھکا رہا ہوں۔ نماز سے باہر بھی ہر حال میں اس کا رہوں گا۔ اس طرف توجہ دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا :

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ	ویل ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی
هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ	نمازوں سے غافل ہیں۔

(الماعون ۵)

جو لوگ حقیقت نماز سے آگاہ ہو جاتے ہیں انہیں پھر کوئی قوت نماز سے دور نہیں لے جا سکتی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا :

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ	کچھ مرد ایسے ہیں جنہیں تجارت اور
وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ	خرید و فروخت اللہ کی یاد، اقامت
اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ	نماز اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل
الزَّكٰوةِ۔ (النور ۳۷)	نہیں کرتی۔

۷۔ نماز ذوق و شوق سے ادا کرنا

نماز کا نہایت ہی ضروری اور اہم حق یہ بھی ہے کہ اسے اپنے رب سے محبت کے اظہار کے طور پر خوب ذوق و شوق سے ادا کیا جائے نہ تو اسے بوجھ سمجھ کر ادا کیا جائے اور نہ ہی اس میں غفلت و سستی ہو کیونکہ بے ذوق نماز کو قرآن نے منافقین کی نماز قرار دیتے ہوئے فرمایا :

وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ	اور جب منافقین نماز کے لیے اٹھتے
قَامُوْا كُسَالٰى (النساء ۱۴۲)	ہیں تو الکساتے ہوئے مارے باندھے

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَا يَأْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى ۔ (التوبہ ۵۴)	وہ نماز کی طرف کاہلی کی حالت میں آتے ہیں ۔

یعنی وہ دلی ذوق وشوق سے نماز ادا نہیں کرتے بلکہ محض دکھاوے کے لیے سستی وکاہلی میں نماز پڑھتے ہیں۔ رہے اہلِ ایمان تو انہیں جو سکون نماز میں میسّر آتا ہے وہ کہیں نہیں ملتا۔ اللہ تعالےٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جعلت قرة عيني في الصَّلٰوة ۔	نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی دلی سکون کا ذریعہ ہے ۔

بلکہ جب نماز کا وقت شروع ہوتا تو بلال رضؓ سے فرماتے :

يا بلال ارحنا بالصلاة (مسند احمد)	اے بلال اذان دے کر ہمارے لئے راحت وسکون کا انتظام کرو ۔

ابوداؤد کے الفاظ ہیں:

فاقم الصلوة يا بلال ارحنا بها ۔	اے بلال نماز کا انتظام کرو تاکہ ہم تاکہ ہم سکون و راحت حاصل کریں ۔

۸۔ نماز میں حضورِ قلب ، خشوع وخضوع کا ہونا

مذکورہ حق ہی کی طرح نماز کا نہایت اہم اور ضروری حق حضورِ قلب اور خشوع وخضوع بھی ہے ۔ جہاں نماز میں محبت و ذوق کا مظاہرہ ہو وہاں نمازی کے ظاہر و باطن پر خشیتِ الٰہی کا طاری ہونا روحِ نماز کے حصول کے لیے ضروری ہے بغیر خشوع وخضوع نماز اپنے حقیقی اثرات کھو بیٹھتی ہے ۔ قرآن نے انہیں اہلِ ایمان کو کامیاب قرار دیا ہے جو نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں ۔

خشوع و خضوع کا مفہوم

ہر شے کی ایک ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک باطنی حقیقت۔ نماز کی بھی ایک ظاہری صورت ہے اور ایک اس کی باطنی حقیقت جس کے بغیر نماز بے جان اور لاشئ ہے جس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ نماز کی اس حقیقت کا نام قرآن و حدیث کی زبان میں "خشوع" ہے۔

لفظِ "خشوع" کا معنیٰ

لفظِ خشوع کا معنیٰ اطاعت و عاجزی، دب جانا، جھکنا اور عجز و انکسار کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کیفیت کا تعلق دل اور جسم دونوں سے ہے۔

خشوع کی کیفیت پہلے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا اظہار اس کی جسمانی حرکات سے ہوتا ہے۔

دل کا خشوع یہ ہے کہ بندے کا دل رب ذوالجلال کی عظمت و کبریائی اور اس کی ہیبت و جلال سے مرعوب ہو اور اپنے منعمِ حقیقی کی بے پایاں بخششوں اور احسانات کے شکریہ میں مصروف ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی عجز و انکساری اور بے چارگی کا اعتراف کر رہا ہو۔

جسم کا خشوع یہ ہے کہ اس مقدس بارگاہ میں کھڑے ہوتے ہی سر جھک جائے، نگاہ نیچی ہو جائے، آواز پست، جسم پہ کپکپی اور لرزہ طاری ہو جائے۔

ان تمام آثارِ بندگی کو اپنے جسم پر طاری کرنے کے بعد اپنی حرکات وسکنات میں ادب واحترام کا خیال رکھے۔

معنیٔ خشوع کے بارے میں مختلف اقوال

لفظِ خشوع کی تفسیر میں درج ذیل اقوال ہیں :

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خاشعون کا ترجمہ کیا ہے:

المخبتون اذلاء ۔	اپنے آپ کو حقیر و ذلیل سمجھنے والے۔

۲۔ امام حسن بصری اس کا ترجمہ خائفون (ڈرنے والے) کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت مقاتل نے اس کا ترجمہ متواضعون (تواضع کرنے والے) کیا ہے۔

۴۔ حضرت مجاہد نے خشوع کا معنی کیا ہے :

غض البصر وخفض الصوت۔	نگاہوں کا جھکنا اور آواز کا پست ہونا۔

۵ حضرت عمرو بن دینار سے منقول ہے :

هوالسكون وحسن الهيئة فى الصلاة ۔	نماز کو پُرسکون اور احسن انداز میں ادا کرنا۔

۶۔ امام ابنِ سیرین کی یہ رائے ہے :

ان لا ترفع بصرك عن موضع سجودك۔	سجدہ کی جگہ سے نگاہوں کا نہ اٹھانا

۷۔ شیخ ابوبکر الواسطی کہتے ہیں:

هوالصلوٰة لله تعالىٰ على	نماز کو فقط اپنے اللہ کی رضا کے

الخلوص من غير عوض	لئے ادا کرنا۔ اس میں کسی عوض کی خواہش نہ ہو۔

۸۔ ایک قول یہ بھی ہے:

هو جمع الهمة لها و الاعراض عما سواها و التدبر فيما يجري على لسانه من القرأة والذكر	توجہ کو کامل طور دوسروں سے ہٹا کر نماز کی طرف لگانا اور زبان پر جاری قرأت و ذکر میں تدبر کرنا۔

۹۔ حضرت ابوالدرداء کہتے ہیں کہ نمازی کے اندر جب یہ چار صفات پائی جائیں تو وہ صاحب خشوع ہوتا ہے:

اعظام المقام و اخلاص المقال و اليقين التمام و جمع الهم۔	بارگاہِ خداوندی کو عظیم جاننا، قرأت میں اخلاص، کامل یقین اور کامل توجہ کے ساتھ ادا کرنا۔

(المظہری ۳۵۱)

۱۰۔ امام ابوبکر الجصاص فرماتے ہیں کہ ان تمام معانی میں تضاد نہیں بلکہ خشوع ان تمام کو شامل ہے۔

الخشوع فينتظم هذه المعاني كلها من السكون في الصلاة و التذلل و ترك الالتفات والحركة و الخوف من الله تعالى۔	خشوع ان تمام معانی کو شامل ہے۔ مثلاً نماز میں سکون و عاجزی اختیار کرنا حرکت و التفات کا ترک کرنا اور اللہ تعالیٰ کا خوف ذہن میں رکھنا۔

(احکام القرآن ۵: ۹۱)

۱۱۔ اس مذکورہ قول کی طرح حضرت سھل بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی

آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ مومن کے بال بال میں جب تک خشوع نہ ہو وہ خاشع قرار نہیں پاتا۔

لا یکون خاشعًا حتی تخشع	جب تک بال بال میں خشوع نہ ہو آدمی
کل شعرۃ علی جسدہ لقول	خشوع کرنے والا نہیں کہلاتا۔ اللہ
اللہ تبارک و تعالیٰ "تقشعر	تعالیٰ کا ارشاد ہے:
منہ جلود الذین یخشون	رب کے خوف کی وجہ سے ان کے جسم
ربھم۔	لرزا ٹھتے ہیں۔

الغرض نماز میں خشوع سے مراد یہی ہے کہ دل خوف و شوقِ الٰہی میں تڑپ رہا ہو، ماسوا اللہ سے فارغ ہو۔ اعضاء جوارح پُرسکون ہوں۔ پوری نماز میں جسم کعبہ کی طرف اور دل ربِ کعبہ کی طرف ہو۔

قرآن اور خشوع و خضوع

مومن کی صفت صرف نمازی ہونا ہی نہیں بلکہ اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنا بھی ہے جو نماز کا مغز ہے۔ اور اس کے بغیر اقامتِ نماز کا تصوّر ہی ممکن نہیں۔

۱۔ سورۂ مومنون کی ابتدائی آیات میں کامیاب مومن کی جو عملی صفات قرآن مجید نے بیان کی ہیں ان میں ایک صفت یہ بھی ہے کہ:

اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ	(کامیاب ہیں) وہ اپنی نمازوں میں
خَاشِعُوْنَ (المومنون، ۲)	خشوع کرنے والے

۲۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى	خشوع کرنے والوں پر نماز کی ادائیگی
الْخَاشِعِیْنَ۔ (البقرہ، ۴۵)	دشوار نہیں ہوتی۔

۲۔ نماز کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ۔ (البقرہ، ۲۳۸)

اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ کھڑے ہوا کرو۔

احادیثِ نبویہ اور نماز میں خشوع

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت کو نہایت ہی احسن انداز میں متعدد دفعہ بیان فرمایا۔ ان میں چند ارشاداتِ عالیہ ملاحظہ کیجئے!

نماز سراپا خشوع ہے

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز دو دو رکعات ہے، ہر دو رکعات کے بعد تشہد ہے۔

وتخشع وتضرع وتمسکن (البخاری، ۱: ۲۳۳)

اور یہ سراپا خشوع، تضرع اور عاجزی کا نام ہے۔

نمازی کی مغفرت اور بخشش

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں ادا کیں،

یحسن فیھن الرکوع و الخشوع ثم استغفر اللہ. غفرلہ۔ (الرحمۃ المھداۃ، ۴۵)

اور ان میں رکوع وخشوع کرتے ہوئے اپنے رب سے معافی مانگ لی تو اسے معافی مل جائے گی۔

خشوع والی نماز ماقبل گناہوں کی بخشش کا سبب بنتی ہے

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سُنا، جو شخص فرض نماز ادا کرنے کے لیے آیا،

فیحسن وضوءھا وخشوعھا ورکوعھا الا کانت لہ کفارۃ لما قبلھا من الذنوب مالم توت کبیرۃ.	اور اس نے اچھی طرح وضوء کیا پھر خشوع و رکوع خوب کیا تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے بشرطیکہ اس نے کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو۔
(المسلم، ۲۲۸)	

حضورِ قلب والی نماز سے نمازی ایسے ہو جاتا ہے جیسے آج پیدا ہوا ہے

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قیام کیا، نماز ادا کی، اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور اس کے لائق اس کی شان و بزرگی بیان کی۔

وفرغ قلبہ للہ تعالیٰ انصرف من خطیئتہ کیوم ولدتہ امہ	اور دل کو فقط اپنے مولا کے لئے خالی کر دیا تو وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہو جائے گا جیسے اسے ماں نے آج جنا ہے۔
(المسلم، ۸۳۲)	

حضورِ قلب والا نمازی ہی مومن ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

علم الاسلام الصلاۃ فمن فرغ لھا قلبہ وحافظ علیھا بحدھا ووقتھا وسننھا فھو مومن۔ (کنز العمال، ۷: ۲۷۹)	اسلام کا علَم نماز ہے تو جس نے نماز کے لیے دل خالی کرلیا اور نماز کے آداب وسنن کا لحاظ رکھا وہ مومن ہے۔

بغیر خشوع نماز، نمازی کے منہ پر دے ماری جاتی ہے

جو نماز حضورِ قلب اور خشوع وخضوع سے ادا نہ کی جائے اس کی قبولیت کی امید عبث ہے بلکہ ایسی نماز تو نمازی کے منہ پہ ماردی جاتی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نمازی کے دائیں بائیں فرشتے ہوتے ہیں

فان اتمھا عرجا بھا فان لم یتمھا ضربا بھا وجھہ (فیض القدیر، ۵: ۵۰۰)	اگر نماز کامل ادا ہو تو وہ اسے اوپر لے جاتے ہیں اور اگر صحیح طرح ادا نہ کی ہو تو وہ نماز کو نمازی کے منہ پہ دے مارتے ہیں۔

جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا خدا تجھے ضائع کرے

بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے:

ان الصلاۃ تدعو علی من یصلیھا بدون الخشوع و یقول ضیعک اللہ کما ضیعتنی	بغیر خشوع وخضوع نماز ادا کرنیوالے کے خلاف نماز یہ دعا کرتی ہے اللہ تجھے اسی طرح ضائع فرمائے جس طرح تو

نے مجھے ضائع کیا ہے۔ (این الخاشعون فی الصلوٰۃ، ۵۶)

ایک مقام پر بڑی تفصیل کے ساتھ اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

من صلی الصلوٰۃ لوقتها واسبغ لها وضوءها و اتم لها قیامها وخشوعها وركوعها وسجودها خرجت وهی بیضاء مسفرة تقول حفظك الله كما حفظتنی و من صلاها لغیر وقتها و لم یسبغ لها وضوءها و لم یتم لها خشوعها ولا ركوعها ولا سجودها خرجت وهی سوداء مظلمة تقول ضیعك الله كما ضیعتنی حتی اذا كانت حیث شاء الله لفت كما یلف الثوب الخلق ثم ضرب بها وجهه (احیاء علوم الدین، ۱، ۱۲۶)

بندہ جب خشوع و خضوع اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ نماز ادا کرکے فارغ ہوتا ہے تو نماز (بارگاہِ خداوندی میں پیش کرنے کے لیے) اوپر اٹھائی جاتی ہے تو یہ ایک نور کی شکل میں اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے اے بندے جیسے تو نے میری محافظت کی اسی طرح اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے لیکن جس نے وقت پر نماز نہ پڑھی نہ وضو صحیح کیا اور اپنے رکوع و سجود کو خشوع سے آراستہ نہ کیا اس کی نماز سیاہ شکل میں اوپر جاتی ہے اور کہتی ہے کہ جب تو نے مجھے خراب کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی برباد کرے یہاں تک کہ اسے (نماز کو) پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔

نمازیوں کی نماز میں زمین و آسمان کا فرق

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خشوع اور بغیر خشوع کے ادا

کی جانے والی نمازیں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا میرے دو امتی نماز پڑھیں گے ان کا رکوع و سجود ایک جیسا ہوگا مگر

ان مابین صلاتهما بین السماء والارض۔ — ان دونوں کی نمازیں زمین و آسمان جتنا فرق ہوگا۔

(احیاء علوم الدین ۱ : ۱۷۶)

بغیر خشوع نماز پر اللہ نظرِ رحمت نہیں فرماتا

بغیر خشوع و حضورِ قلب نماز مقبول ہونا تو کجا ایسی نماز پہ اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت ہی نہیں فرماتے۔ حضرت طلق بن علی الحنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ینظر اللہ عزوجل الی صلاۃ عبد لا یقیم فیھا صلبہ بین خشوعھا و سجودھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، باب السجود) — اللہ بزرگ و برتر اس آدمی کی نماز پہ نظرِ رحمت نہیں فرماتا جس کی پشت خشوع و سجود کے درمیان سیدھی نہ ہو۔

خشوع والے نمازی کے ساتھ اللہ کا عہد

حضرت عبد اللہ الصنابحی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں،

من احسن وضوءھن و — جس نے اچھی طرح وضو کیا اور

صلاهن لوقتهن واتم	یہ نمازیں اپنے وقت پر ادا کرتے ہوئے
رکوعهن وخشوعهن	ان میں رکوع وخشوع کامل طور پر کیا
كان له على الله عهد	اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے معاف
ان يغفر له۔	فرما دے گا۔

اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے بارے میں اللہ کا کوئی عہد نہیں چاہے تو قبول فرما دے چاہے عذاب دے۔ (ابوداؤد، باب المحافظۃ علی الصلوٰۃ)

خشوع کا مرکز دل ہے

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینا نہایت ہی ضروری ہے کہ خشوع اگرچہ دل اور اعضاءِ جسم دونوں کو عارض ہوتا ہے مگر اس کا مرکز دل ہے۔ جتنا جتنا خشوع دل میں ہوگا اسی قدر اس کا اثر اعضاء وجوارح پر ہوگا۔ اور اسلام کا تقاضا بھی یہی خشوع ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو بہت زیادہ سر جھکائے ہوئے دیکھا تو فرمایا سر اوپر کرو۔

فان الخشوع لا يزيد على	کیونکہ خشوع دل میں جتنا ہوتا ہے
ما فی القلب۔	اس کی مقدار اظہار ہونا چاہیئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا فرمان ہے:

الخشوع فی القلب	خشوع کا مرکز دل ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ۱۲: ۲۷۵)

یہی وجہ ہے کہ اگر دل خشوع وخضوع سے خالی ہو اور انسان بتکلف اپنے ظاہری اعضاء پر خشوع طاری کر لے تو یہ پسندیدہ نہیں بلکہ اسے خشوعِ نفاق سے تعبیر

کیا گیا ہے۔

خشوعِ نفاق سے پناہ مانگو

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیا کرو کہ وہ ہمیں خشوعِ نفاق سے محفوظ رکھے۔ انہوں نے عرض کیا:

وماخشوع النفاق؟ خشوع نفاق کسے کہتے ہیں؟

فرمایا:

ان تری الجسد خاشعاً و القلب لیس بخاشع۔ ظاہری جسم میں خشوع ہو مگر دل خشوع سے خالی ہو۔

(الدر المنثور، ۵: ۳)

ہر عمل میں رضائے الٰہی حضورِ قلب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی

اسلام نے تو یہاں تک واضح کر دیا ہے کہ نماز ہی نہیں بلکہ ہر عمل میں جسم و زباں کے ساتھ ساتھ دل کا متوجہ اور حاضر ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ اس کے بغیر کسی عمل پر رضائے الٰہی اور ثواب حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید نے متعدد جگہ پر فرمایا:

فَاعْبُدُ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ (الزمر: ۲) اللہ کی عبادت کرو خالص اس کے بندے ہو کر۔

ایک مقام پر اپنے ماننے والوں کو اس عقیدے کے اظہار کی تعلیم دی۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے لیے ہے

اَلعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی امت پر یہ بات واضح فرما دی :

انما الاعمال بالنیات کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

دوسرے مقام پر اسی تصور کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا :

ان اللہ لا ینظر الی اجسامکم ولکن ینظر الی قلوبکم — اللہ تعالیٰ تمہارے اجسام کی طرف نہیں دیکھتا وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

ایک اور مقام پر عمل کی مقبولیت کو حضورِ قلب کے ساتھ مشروط قرار دیتے ہوئے فرمایا :

لایقبل اللہ من عبد عملاً حتی یشہد قلبہ مع بدنہ (المغنی عن حمل الاسفار، ۱: ۱۸۹) — اللہ تعالیٰ بندے کے عمل کو اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب اس کا دل جسم کے ساتھ حاضر نہ ہو۔

نماز میں حضورِ قلب کا حکم دیتے ہوئے فرمایا :

لا ینظر اللہ الی صلوٰۃ لایحضر الرجل فیہا قلبہ مع بدنہ۔ (احیاء علوم الدین، ۱: ۱۷۹) — اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز پر نظرِ رحمت نہیں فرماتا جس میں جسم کے ساتھ آدمی کا دل حاضر نہ ہو۔

مثلاً وضو کا ثواب تب ہی ملے گا جب یہ ارادہ ہو کہ یہ میں دربارِ خداوندی میں حاضری کے لیے طہارت حاصل کر رہا ہوں، اسی طرح نماز کا اس وقت تک وجود ہی نہ ہوگا جب تک یہ تصور نہ کیا جائے کہ میں اپنے رب کی رضا کے لیے ادا کر رہا ہوں۔ اب ہمارا حال یہ ہے کہ زبان سے کلمات تو کہتے ہیں مگر دل متوجہ نہیں ہوتے حالانکہ

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے ادائیگی فقط دل و زبان میں موافقت کے لیے ہے۔ یہ ضروری نہیں البتہ دل کا متوجہ ہونا لازم و فرض ہے

نماز میں خشوع اور یکسوئی کے حصول کا طریقہ

اب سب سے اہم اور بڑا سوال یہ ہے کہ نماز میں یکسوئی کیسے حاصل ہو؟ اور دل کیسے لگے۔ اپنے ظاہر و باطن میں خشوع و خضوع کس طرح طاری کیا جائے؟ کیونکہ جب حضورِ قلب حاصل نہ ہو تو نماز جیسی عبادت کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے سجدہ میں سر رکھ کر بھی انسان کی توجہ اپنے ربِ عظیم کی طرف نہیں ہوتی تو اس سجدہ سے کیا حاصل ہوگا؟

اس سلسلہ میں ہم چند تدابیر پیش کرنا چاہتے ہیں جو تمام کی تمام کتاب و سنّت سے ہی ماخوذ اور اسلاف کی بیان کردہ ہیں۔ ایک عام نمازی بھی انہیں اپنا کر اپنی نمازوں کی حالت بہتر کر سکتا ہے۔

۱۔ اذان کے بعد دل کو متوجّہ کرنا

جیسے ہی انسان اذان کی آواز سنے تو دل میں تصوّر کرے کہ مجھے میرے خالق و مالک، پالنہار اور غفور رحیم رب کی بارگاہ میں حاضری کا بلاوا آگیا۔ میں اب ہر کام پر اس حاضری کو ترجیح دیتا ہوں لہٰذا جس کام میں مشغول ہو، چھوڑ کر نماز کی تیاری کرے اس بات کو قرآن نے یوں بیان کیا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ.	اے ایمان والو جمعہ کے روز جب نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف خرید و فروخت چھوڑ کر شوق و ذوق سے چلے آؤ

دوسرے مقام پر فرمایا :

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ۔ (النور : ۳۷)

کچھ مرد ایسے ہیں جنہیں کوئی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز سے غافل نہیں کرسکتی۔

اس بلاوے کے بعد نماز کے علاوہ کوئی کام بھلا نہ لگے۔ دل بار بار اپنے مالک کی حاضری پر متوجہ ہو کہ کب حاضر ہوتا ہوں؟ اس بات پر خوش ہو کہ مالک نے یاد فرمایا ہے۔ میں حاضر ہو کر اپنی تمام روداد عرض کروں گا۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگوں گا۔ شوق و محبت، سے قیام، رکوع اور سجود کے ذریعے دلی راحت و سکون حاصل کر کے اپنے تمام غموں اور ہجر و فراق کا ازالہ کروں گا۔ محبوب حقیقی کی حاضری کے لیے طہارت کرتا ہوں، اچھے کپڑے پہنتا ہوں اور خوشبو لگا کر حاضر ہوتا ہوں۔ کیونکہ میرے مالک کا حکم ہے :

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

اے اولادِ آدم نماز کے وقت زینت اختیار کیا کرو۔

بارگاہِ خداوندی کی عظمت کا بار بار تصوّر کرتے ہوئے سوچے اتنی بڑی بارگاہ میں کیسے حاضری دوں گا؟

الغرض نماز شروع کرنے سے پہلے پہلے ہی دل باقی چیزوں سے اجنبی ہو کر اپنے رب کریم کی طرف متوجّہ ہو چکا ہو تو اب نماز کا ذوق ہی اور ہو گا۔

حضور علیہ السّلام کا اجنبی ہو جانا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے نماز کے وقت آپ کی کیفیت مبارکہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے :

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثنا ونحدثه فاذا حضرت الصلوٰة فكانه لم يعرفنا ولو نعرفه۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گفتگو کر رہے ہوتے اور ہم آپ سے جیسے ہی نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ اس طرح اجنبی ہو جاتے جیسے ہم آپ کو اور آپ ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔

(احیاء علوم الدین ۱: ۱۷۹)

اذان کے بعد آپ کی یہی کیفیت حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا سمع الاذان كانه لا يعرف احدًا من الناس۔

رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اذان سنتے تو اس طرح اجنبی ہو جاتے کہ لوگوں میں سے کسی کو پہچانتے ہی نہیں۔

(المغنی عن حمل الاسفار، ۱: ۱۷۹)

اسی لیے آپ نے فرمایا جب تم نماز کے لئے نکلو تو ایسا کوئی کام نہ کرو جس سے دل غیر کی طرف متوجہ ہو حتی کہ انگلیوں کو انگلیوں میں نہ ڈالو کیونکہ تم حالتِ نماز میں ہو۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اچھی طرح کرو،

ثم خرج عامدًا الى المسجد فلا يشبكن بين اصابعه فانه فى الصلوة۔

پھر نماز کے ارادے سے نکلو تو ایک دوسرے ہاتھ میں انگلیاں نہ ڈالو کیونکہ تم نماز میں ہو۔

(مسند احمد، ۴: ۲۴۱)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے جسم پر لرزہ

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب نماز کا وقت قریب آجاتا تو آپ لرز اُٹھتے۔ آپ کا رنگ بدل جاتا۔ کسی نے عرض کیا امیر المومنین یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کیا تم نہیں جانتے۔

جاء وقت امانۃ عرضھا اللہ	اُس اُمانت کی ادائیگی کا وقت آگیا ہے
علی السموات و الارض و	جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین
الجبال فابین ان یحملنھا	اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے
و اشفقن منھا و حملھا	ڈرتے ہوئے اٹھانے سے انکار
الانسان	کردیا اور ہم نے اسے اٹھالیا۔

امام حسنؓ مسجد کے دروازے پر

رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی گود میں تربیت پانے والے امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ وضو کرتے تو رنگ بدل جاتا۔ کسی نے پوچھا ایسا کیوں ہوتا ہے تو فرمایا ایک بڑے احکم الحاکمین کی بیشی میں کھڑے ہونے کا وقت آگیا ہے۔ پھر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر بارگاہِ ایزدی میں یہ عرض کرتے:

الٰھی عبدك ببابك یا محسن	اے میرے اللہ! تیری چوکھٹ پر بندہ
قد اتاك المسیئ وقد امرت	حاضر ہے اے بھلائی کرنے والے تیرا
المحسن منا ان یتجاوز عن	ایک بداعمال بندہ تیرے حضور آیا ہے،
المسیئ فانت المحسن و انا	تیرا لوگوں کو حکم ہے کہ تم میں جو اچھا ہے
المسیئ فتجاوز عن قبیح ما	بروں سے درگذر کرے۔ بس الٰہی

عندی بجمیل ما عندک یا کریم۔
(خاصانِ خدا کی نماز ، ۲۲)

تو اچھا اور میں تیرا بدعمل بندہ ہوں اے کرم والے میری برائیوں سے ان خوبیوں کی طفیل درگزر فرما جن کا تو مالک ہے۔

امام زین العابدین کے رنگ کا فق ہوتا

اسی طرح امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب نماز کے لئے وضو کرتے تو رنگ زرد پڑ جاتا۔ دوستوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا:

اتدرون بین یدی من ارید ان اقوم؟
(احیاء علوم الدین ۱: ۱۷۹)

کیا تم نہیں جانتے میں کس ہستی کی بارگاہ میں کھڑا ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں۔

۲۔ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے

مومن کے لیے لازم وضروری ہے کہ ہر وقت یہ یقین رکھے کہ مجھے میرا رب دیکھ رہا ہے۔ اس تصوّر سے انسان کے قدم برائی سے رک جاتے ہیں اور اس کی پوری زندگی عبادت بن جاتی ہے۔ نماز میں اس تصوّر سے وساوس سے جان چھوٹ جاتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل امین نے احسان کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا:

ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ (البخاری)

یہ کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اس کے دیدار کا شرف پا رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے ضرور دیکھ رہا ہے۔

جس طرح یہ تصوّر انسان کو برائی سے روک دیتا ہے اسی طرح اگر نماز کے تمام ارکان وافعال میں یہی تصوّر قائم رکھا جائے تو یقیناً دل میں خشوع وخضوع پیدا ہوگا لہٰذا غیر کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے نمازی یہی تصوّر قائم رکھے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو مجھے بھی اسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔

اللہ کی بندے کی طرف توجّہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا: نمازی کو چاہیئے کہ وہ حالتِ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہو کیونکہ جب تک بندہ اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی متوجہ رہتا ہے۔ جیسے ہی بندہ دوسری طرف التفات کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی نظرِ رحمت پھیر لیتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یزال اللہ عزوجل	نماز کی حالت میں جب تک بندہ
مقبلاً علی العبد وھو	دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا اللہ
فی صلوتہ مالم یلتفت	بندے کی طرف متوجہ رہتا ہے۔
فاذا التفت انصرف عنہ	جیسے ہی بندہ توجہ ہٹاتا ہے رب
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ)	بھی منہ پھیر لیتا ہے

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہما السلام کو جن پانچ باتوں کی تعلیم دی اور فرمایا بنی اسرائیل سے کہو ان پر عمل کریں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے نماز قائم کرو۔

فاذا صلیتم فلا تلتفتوا فان اللّٰہ ینصب وجہہ لوجہ عبدہ فی صلاتہ مالم یلتفت۔ (مسند احمد، نسائی)

جب تم نماز پڑھو تو اس میں توجہ کسی اور طرف نہ کرو کیونکہ جب تک بندہ کسی اور طرف متوجہ نہیں ہوتا، رب کریم اپنا مبارک چہرہ نمازی کے چہرے کے سامنے رکھتے ہیں۔

میری ذات توجہ کے لیے سب سے بہتر ہے

حضرت عطا رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب انسان حالتِ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

یاابن آدم الی من تلتفت! انا خیر لک ممن تلتفت الیہ۔

اے ابنِ آدم تو کس کی طرف توجہ کر رہا ہے؟ حالانکہ میری ذات توجہ کے لئے سب سے بہتر ہے۔

نماز میں اللہ کی طرف متوجہ نہ ہونا ہلاکت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نماز سکھائی تو فرمایا اپنی نگاہ کو مقامِ سجدہ پہ رکھو اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ ادھر ادھر توجہ نہ کرو۔

فان الالتفات فی الصلاۃ هلکۃ۔

کیونکہ نماز میں غیر کی طرف متوجہ ہونا سراسر ہلاکت ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب لا یجوز من العمل فی الصلاۃ)

چہرہ مسخ ہونے کا خطرہ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو شخص نماز میں ادھر ادھر توجہ کرتا ہے اسے ڈرنا چاہیئے کہیں اللہ اس کے چہرے کو مسخ ہی نہ فرما دے۔ کیونکہ

اللہ مقبل الیہ وھو ملتفت عنہ۔	اللہ اس بندے کی طرف متوجہ ہے اور بندہ اس سے اعراض کر رہا ہے

(مصنف لابن ابی شیبہ)

غیر کی طرف متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یاایھا الناس ایاکم والالتفات فانہ لاصلاۃ للملتفت۔ (مسند احمد)	اے لوگو غیر کی طرف متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ اس طرح متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں ہوتی۔

توجہ ہٹانے والی اشیاء کی ممانعت

اسی لیے ہر وہ شی جو نمازی کی توجہ اس کے خالق و مالک کی ذات سے ہٹائے اسے اسلام نے منع کر دیا ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پانچ اشیاء نماز کو ناقص کر دیتی ہیں۔

التمطی والالتفات وتقلیب	انگڑائی لینا، ادھر ادھر متوجہ ہونا،
الحصی والوسوسۃ وتفقیع	پتھروں کو الٹ پلٹ کرتے رہنا، دوسہ

الاصابع ۔ اور انگلیوں کے پٹاخے نکالنا ۔

(مصنف لابن ابی شیبہ ، باب تفرقیع الید فی الصلاۃ)

اسلام نے یہ ہدایات بھی دی ہیں کہ ہر وہ شے جو تمہارے ذہن کو نماز کے دوران تشویش میں مبتلا کر دے اسے پہلے کر لو تاکہ نماز اطمینان کے ساتھ ادا کی جائے مثلاً سخت بھوک لگی ہوئی تو کھانا کھا لو ۔ نیند غالب ہے تو سو جاؤ ۔ بول و براز کا معاملہ ہے تو رفع حاجت سے فارغ ہو جاؤ ۔

پریشان کُن بھوک سے نجات

اگر کسی نمازی کو بھوک لگی ہوئی اور وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ نماز میں میرے ذہن کو پراگندہ رکھے گی تو اسے کھانا کھا کر نماز ادا کرنی چاہیئے ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایسی حالت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لا صلوۃ بحضرۃ طعام ۔ کھانا حاضر (اور بھوک ستا رہی) ہو تو نماز ادا نہ کرو ۔

(مشکوۃ المصابیح ، باب الجماعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا حاضر ہو اور جماعت تیار ہو تو

فابدأوا بالعشاء ولا یعجل حتی یفرغ منه ۔ جلد بازی نہ کرو ، کھانے سے پہلے فارغ ہو جاؤ ۔

(مشکوۃ المصابیح ، باب الجماعۃ)

بول و براز سے نجات

اگر نمازی محسوس کرتا ہے کہ نماز میں بول و براز کی وجہ سے دل جمعی نہ ہو سکے گی تو پہلے فارغ ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جب جماعت کھڑی ہو جائے۔

و وجد احدکم الخلاء	اور تم میں سے کسی کو بیت الخلاء جانے
فلیبدأ بالخلاء	کی حاجت ہو تو پہلے رفع حاجت کرے۔

(الترمذی، کتاب الصلاۃ)

غلبۂ نیند کے وقت

اسی طرح اگر نیند کا غلبہ ہے حتی کہ اگر نماز کے اندر نیند کا غلبہ ہو جائے تو پہلے آرام کرلے پھر نماز ادا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہیں نماز پڑھتے ہوئے نیند غلبہ کرے تو سو جاؤ۔

فان احدکم اذا صلی	کیونکہ اگر غلبۂ نیند کی حالت میں نماز
وھو ناعس لا یدری	ادا کرے گا تو ممکن ہے اللہ سے معافی
لعله یستغفر فیسب نفسه	مانگنے کی جگہ وہ اپنے آپ کو گالی دے
(متفق علیہ)	رہا ہو۔

۳۔ شاید یہ میری آخری نماز ہو

بندہ جب نماز میں کھڑا ہونے لگے تو تصور کرے کہ شاید یہ میری زندگی کی آخری نماز ہو اور اس کے بعد مجھے کوئی نماز پڑھنی نصیب نہ ہو۔ لہٰذا اللہ کی توفیق سے بہتر سے بہتر طور پر اسے ادا کرنے کا عزم کرے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی :

یا رسول اللہ اوصنی. فقال علیک بالایاس مما فی ایدی الناس وایاک والطمع فانہ الفقر الحا ــ وصل صلوتک وانت مودع وایاک وما یعتذر منہ۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق)

یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں! تو آپ نے فرمایا تم اپنے آپ کو لوگوں کے مال سے مستغنی کرلو اور مال کی حرص سے بچو کیونکہ یہ سب سے بڑی محتاجی ہے اور نماز اس طرح پڑھو گویا تم (نماز کے بعد) اس دنیا کو الوداع کہنے والے ہو اور ایسا کام نہ کرو جس پر معذرت کرنی پڑے۔

محدث دیلمی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ :

اذا صلی احدکم فلیصل صلاۃ مودع صلاۃ من لا یظن انہ یرجع الیہا ابدًا

(الجامع الصغیر للسیوطی، ۳۰)

جب تم نماز پڑھو تو الوداع ہونے والوں کی طرح پڑھو کہ پھر تمہیں شاید نماز کی طرف آنا نصیب نہ ہو۔

احادیث مذکورہ میں ان الفاظ "صل صلاۃ مودع" کا ترجمہ محدثین نے یہ کیا ہے کہ نمازی اللہ کے سوا ہر شے حتی کہ اپنے نفس، تن من کو الوداع کہہ کر کلی طور پر اخلاص کلی کے ساتھ بارگاہِ خداوندی کی توجہ ہو جائے۔

ویحتمل ان یکون معناہ مودع حیاتہ ای کن کانہا آخر صلاتک وھذا الوقت

اس کا معنی یہ بھی ہے کہ نمازی اپنی زندگی کو الوداع کہہ رہا ہے یعنی نمازی اپنی نماز کو آخری نماز سمجھے۔

آخر حیاتک ۔ اور اس وقت کو اپنی زندگی کا آخری وقت سمجھے ۔
(المرقاۃ شرح المشکوٰۃ)

حدیث مذکور میں جو توجہ الی اللہ اور یکسوئی کے حصول کا طریقہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے اس سے بہتر انسانی ذہن سوچ بھی نہیں سکتا کیونکہ موت کی گھڑی کو اللہ تعالیٰ نے صیغۂ راز میں رکھا ہوا ہے۔ اس لئے کوئی شخص پہلے سے نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں اور کب واقع ہونے والی ہے ۔ اچانک باتیں کرتے کرتے انسان لقمۂ اجل بن جاتا ہے۔ کتنی مبارک ہیں وہ ہستیاں جو موت کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے ہر وقت تیار رہا کرتی ہیں۔ اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ بندہ ہر کام اور خصوصاً نماز کو اپنا الوداعی کام سمجھے ۔

۴۔ تدبّر اور سمجھ کر نماز ادا کرنا

نماز میں الفاظ تلاوت اور ہر رکن کے مقررہ اذکار کی طرف توجہ مرکوز رکھنا بھی یکسوئی کے حصول میں معاون ہے ۔ نمازی یہ خیال کر رکھے کہ زبان سے کیا کہہ رہا ہے ۔

نماز تو مومن کے لیے معراج کا درجہ رکھتی ہے ۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے براہِ راست ہم کلام ہونے کی سعادت حاصل ہوتی ہے ۔ وگرنہ بندہ اپنے آقا کی بارگاہ میں مناجات تو کرتا ہی ہے ۔ غفلت اور لاشعوری کی حالت میں نمازی کا دل الفاظ کے معانی کی طرف متوجہ اور ان میں ڈوبا ہوا نہ ہو تو زبان سے رٹے رٹائے الفاظ بلا سمجھے ادا کرنا بلا سود ہے ۔

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر   ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

(زبان پر تسبیح و تحمید اور دل میں گائے اور گدھے (یعنی دنیا) تو ایسی تسبیح کیا اثر رکھتی ہے)

علامہ اقبال نے یہی بات ان الفاظ میں کہی :

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

قرآن مجید نے نماز کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا :

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ — میری یاد کے لیے نماز قائم کرو

(طٰہٰ : ۸۰)

تو نماز یاد کا ذریعہ اسی صورت میں بن سکتی ہے جب اس میں غفلت نہ ہو۔ جس شخص نے تمام نماز غفلت کے ساتھ ادا کی اسے علم ہی نہیں کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور کیا کہہ رہا ہوں تو اس کی نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ کیسے بنے گی؟

دوسرے مقام پر آداب نماز بیان کرتے ہوئے فرمایا :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔	اے اہلِ ایمان جب تم حالتِ نشہ میں ہو تو نماز کے قریب نہ آؤ یہاں تک کہ تم جان لو تم کیا کہہ رہے ہو۔

متعدد مشائخ نے یہاں "سکر" سے مراد محبت و افکارِ دنیا مراد لیا ہے۔ یعنی ذہن و دماغ کو افکارِ دنیا سے فارغ کر کے نماز کے افکار و اعمال کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کرو۔ اور جو تم زبان سے کہہ رہے ہو اس پر آگاہ رہو۔

امام غزالی احیاء العلوم میں حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں :

لیس للعبد من صلوتہ الا ما عقل منہ۔	کہ بندہ کو نماز کے اتنے حصے کا ہی ثواب ہے جو اس نے خوب سمجھ کر پڑھا۔

(احیاء علوم الدین ۱ : ۱۸۹)

علامہ ابنِ قیم اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

فاذا لم یعقل فی صلوتہ الا فی جزءٍ واحدٍ کان لہ الاجر بقدر ذالک الجزء وان برأت ذمتہ من الصلوٰۃ۔	نمازی نے نماز کے جس جزء کو سمجھ کر ادا کیا اس کو ثواب صرف اسی جز کا ملے گا اگرچہ نماز کی فرضیت کا بوجھ اس کے ذمہ سے ساقط ہوگیا۔

(کتاب الصلوٰۃ، ۷۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے:

رکعتان مقتصدتان فی تفکر خیر من قیام لیلۃ والقلب ساہ۔	تدبّر و توجّہ سے دو معتدل رکعتیں ادا کرنا اس قیام سے بہتر ہے جو غافل دل کے ساتھ ساری رات ہو۔

(احیاء علوم الدین، ۱: ۱۷۹)

اعمال میں تدبّر

جس طرح قرأت و تسبیحات میں تدبّر کرنا ضروری ہے اسی طرح اعمال میں بھی تدبر کرنا چاہیئے۔ مثلاً تکبیرِ تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کا معنی یہ ہے کہ میں تمام دنیا سے ہاتھ اٹھا رہا ہوں۔ یعنی اس سے تعلق توڑ لیا ہے۔ اس کے بعد ادباً ہاتھ باندھ رہا ہوں۔ سر جھکا کر شرمندگی کا اظہار کر رہا ہوں، بڑی عاجزی کے ساتھ مالک کی چوکھٹ پہ کھڑا ہوں، اسے منانے راضی کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ منت و سماجت کرتے ہوئے رکوع کر رہا ہوں۔ اس کے بعد عاجزی کی انتہا کرتے ہوئے اپنی جبینِ نیاز حالتِ سجدہ میں مالک کے قدموں پر رکھ رہا ہوں۔ اس سے بھی آگے اگر عاجزی کی کوئی اور صورت ہوتی تو میں وہ بھی بجا لاتا لیکن میرے بس میں اتنا ہی تھا۔ اب میرے مالک میری حاضری کو قبول فرمالے۔

شیخ ابو عمران الجونی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ یہ وحی فرمائی کہ جب آپ میری بارگاہ میں کھڑے ہوں تو:

فقم مقام العبد الحقیر الذلیل وذم نفسك فھی اولی بالذم وناجنی بقلب وجل ولسان صادق۔

حقیر کمزور بندے کی طرح کھڑے ہوں اور اپنے نفس کو خوب حقیر جانو کیونکہ حقیر جاننے کے زیادہ لائق ہے اور مجھ سے ڈرنے والے دل کے ساتھ اور سچی زبان سے سرگوشی کرو۔

حضور کا رکوع اور خشیتِ الٰہی

آپ جب رکوع جاتے تو یہ کلمات کہتے:

خشع لك سمعی وبصری ومخی وعظمی وما استقل به قدمی۔

تیری بارگاہ میں میرے کان، آنکھیں، دماغ، ہڈیاں اور ہر وہ شے جھک رہی ہے جس پر میں کھڑا ہوں۔

(مسند احمد، ۱: ۱۱۹)

تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا

حضور علیہ السلام نے امت کو اس بات سے بھی آگاہ فرما دیا تھا کہ نمازی سجدہ ظاہراً اگرچہ زمین پر کر رہا ہے مگر حقیقۃً یہ سجدہ رب کریم کے قدموں پر ہے۔

حضرت ابو عمار رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا قام العبد فی صلاتہ

جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو

ذرالبر علی رأسہ حتی یرکع فاذا رکع علقہ رحمۃ اللّٰہ حتی یسجد والساجد یسجد علی قدمی اللّٰہ تعالیٰ فلیسأل و لیرغب۔

(فیض القدیر ، ۱: ۴۱۴)

اس کے سر پہ احسان و رحمت نچھاور کر دی جاتی ہے اور جب وہ رکوع میں جاتا ہے اور اللہ کی رحمت اس پر غلبہ کر لیتی ہے اور سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ ریز ہوتا ہے۔

سجدہ کمالِ قُربِ خداوندی ہے

سجدہ چونکہ بندے کی عاجزی کی انتہا ہے اس لیے اسے قُربِ خداوندی کا کمال قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

واسجد واقترب

(العلق ، ۱۹)

سجدہ کرو اور قریب ہو جاؤ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد

(نسائی ، ۲ ، ۲۲۶)

بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب حالتِ سجدہ میں ہوتا ہے۔

نماز کے الفاظ ، رکوع و سجود کی تسبیحات ، التحیات ، درود شریف اور دعائیں اس قدر پُر تاثیر ہیں کہ اگر نمازی ان کی طرف متوجہ ہو کر اُن کو پڑھے تو

دوسرے خیالات سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس کے لیے ترجمہ نماز یاد کرنا ضروری ہے جو چند روز میں بڑی آسانی سے یاد کیا جا سکتا ہے۔

۵ - نماز کو رب سے ہمکلامی سمجھ کر ادا کیا جائے

خشوع و خضوع اور حضورِ دل کے لیے ایک اہم ذریعہ نماز کو یہ سمجھ کر ادا کرنا ہے کہ یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان ہم کلامی کا اعلیٰ واسطہ ہے۔ بندہ نماز کے ذریعہ اپنے رب سے مناجات اور راز و نیاز کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارے میں فرمایا:

ان احدکم اذا صلی یناجی ربہ۔	جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو وہ اس وقت اپنے رب سے راز و نیاز کر رہا ہوتا ہے۔
(البخاری، باب المصلی یناجی ربہٗ)	

انہی سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ میں اعتدال اختیار کرتے ہوئے اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھا دو۔

فانہ یناجی ربہ	کیونکہ نمازی اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے نماز کو رب کریم کے حضور مناجات قرار دیا اور فرمایا کہ نمازی کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ کس ذات کے ساتھ ہمکلام ہے۔

ان المصلی اذا صلی یناجی ربہ فلیعلم احدکم بما	نمازی، نماز میں اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے تو اُسے

يناجيه ۔ (مصنف، باب في رفع الصوت بالدعا)

اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ وہ کس ہستی سے مناجات کر رہا ہے۔

حضرت بیاضی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگ نماز ادا کر رہے تھے اور ان کی آواز قرأت میں بلند ہو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

ان المصلي يناجي ربه فلينظر ما يناجيه ولا يجهر بعضكم على بعض بالقرآن ۔ (الموطا، باب العمل في القرأة)

جب نمازی اپنے رب کریم سے مناجات کر رہا ہوتا ہے تو اسے ملحوظ رکھنا چاہیے کہ کس طرح مناجات کر رہا ہے اور قرآن پڑھتے ہوئے ایک دوسرے پر آواز بلند نہ کرو۔

" يناجي ربه " سے مراد بندے کا اپنے خالق سے کمال قرب ہے۔ اس میں حضورِ قلب اور خشوع بھی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

هي اخلاص القلب و تفريغ السر بذكره ۔

یہاں مناجات سے مراد اخلاصِ قلب اور دل کا یادِ الٰہی کے لیے فارغ کرنا ہے۔

بعض محدثین نے فرمایا کہ مناجاتِ عبد سے مراد نماز میں مطلوبہ اقوال و افعال اور مناجاتِ رب، رب کا بندے پر رحمت و رضوان سے متوجہ ہونا ہے۔

" فلينظر بما يناجيه به " کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

ليتفكر و ليتدبر ما يناجي الرب به من الذكر

وہ جس ذکر، قرأت، حضور اور خشوع سے مناجات کر رہا ہے

والقرآن والحضور و   اس میں تدبر و تفکر کرے۔
الخشوع۔
الغرض جو نمازی اپنی نماز کو رب کریم کے ساتھ ہم کلامی تصور کرے گا۔
اس میں خشوع و خضوع اور حضورِ قلب ضرور پیدا ہوگا۔

۶۔ تمام ارکانِ نماز کو ٹھہر ٹھہر کر اور آرام و سکون سے ادا کرنا

خشوع و خضوع کے حصول کے لیے نماز میں تعدیلِ ارکان ضروری ہے اور اس سے مراد نماز کے ہر رکن کو پورے سکون و اطمینان سے ادا کرنا ہے۔ اگر نماز ٹھہر ٹھہر کر نہ پڑھی جائے۔ رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ وغیرہ پورے سکون سے ادا نہ کیے جائیں تو نماز کی محافظت نہیں ہو سکتی اور اس کی حقیقی لذتوں اور حلاوتوں سے بھی انسان محروم رہتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں ایک صحابی (خلاد بن رافع) نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوئے۔ انہوں نے حضور علیہ السلام کے سامنے نماز پڑھی لیکن رکوع سجود کو سکون و اطمینان سے ادا نہ کیا جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دینے کے بعد ارشاد فرمایا :

ارجع فصل فانك لم تصلّ۔	جاؤ دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔

اس صحابی نے دوبارہ نماز پڑھی اور فارغ ہونے پر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے دوبارہ وہی ارشاد فرمایا اس طرح تین دفعہ فرمایا تو اس صحابی نے عرض کیا:

والذی بعثك بالحق ما احسن غیر فعلمنی یا رسول اللہ۔	قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے آپ خود مجھے نماز کی تعلیم دیجئے۔

اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ارکع حتی تطمئن راکعًا ثم ارفع حتی تعتدل قائمًا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدًا۔ ثم ارفع حتی تطمئن جالسًا۔ وافعل ذلك فی صلاتك کلها۔ (البخاری، باب وجوب القرأۃ)	قومہ، جلسہ، رکوع، سجود اور نماز کے ہر رکن کو سکون واطمینان سے ادا کرو۔

ایک موقع پر حضور علیہ السلام نے ایسی نماز جس میں تعدیلِ ارکان نہ ہو، کو ناقص قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لا تجزی صلوۃ لا یقیم الرجل فیھا یعنی صلبه فی الرکوع والسجود	جس نماز میں نمازی نے رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کیا وہ نماز ناقص ہے۔

وہ نماز جس کے ارکان واجبات اعتدال کے ساتھ ادا نہ کئے گئے ہوں ایسی

نماز بندے کو خدا کی رحمت کا مستحق نہیں بناتی۔ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ينظر الله عزوجل الى صلوة عبد لا يقيم فيها صلبه بين ركوعها و سجودها۔

جس نماز میں رکوع و سجدہ کی ادائیگی میں رعائت نہ کی گئی ہو ایسی نماز کی طرف اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔

(مسند ابو یعلی، ۱: ۲۶۷)

تعدیلِ ارکان نہ کرنے والے کی موت فطرتِ اسلام پر نہ ہوگی

ابو عبداللہ الاشعری حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاص، شرجیل بن حسنہ، یزید بن ابی سفیان جیسے مشاہیر صحابہ روایت کرتے ہیں:

صلى رسول الله عليه وسلم ثم جلس فى طائفة منهم فدخل رجل منهم فقام يصلى فجعل يركع و ينقر فى سجوده و رسول الله صلى الله عليه وسلم ينظر اليه فقال ترون هذا؟ مات على ذالك مات على غير ملة محمد ينقر صلوته

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز پڑھائی اور آپ ان میں سے ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں ہی بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک شخص آکر نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا اور جلدی جلدی رکوع اور سجدے میں ٹھونگیں مارنے لگا۔ حضور علیہ السلام اس کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم اس شخص کو دیکھتے ہو؟ اگر یہ شخص

کما ینقر الغراب الدم — ایسی ہی نماز پڑھتا ہوا مرگیا تو دینِ محمدی پر نہیں مرے گا۔ کیونکہ یہ نماز میں ایسی ٹھونگیں مارتا ہے جیسے کوا خون میں جلدی جلدی چونچیں مارتا ہے۔

(کتاب الصلوٰۃ لابن قیم، ۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رازدار صحابی حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع و سجود پوری طرح نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا:

منذ کم تصلی هذه الصلوٰة قال منذ اربعین سنة قال حذیفة ما صلیت ولومت علی ذلك مت علی غیر الفطرة۔ — تم کتنے عرصے سے نماز پڑھتے ہو؟ اس نے کہا چالیس سال سے۔ فرمایا گویا تم نے نماز پڑھی ہی نہیں اگر تم اس حالت میں مرگئے تو تمہاری موت فطرت اسلام پر نہیں ہوگی۔

(کنز العمال، ۴ : ۲۳۰)

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان الرجل یصلی ستین سنة وما له صلوٰة قبل وکیف ذلك یتم الرکوع ولا یتم السجود ویتم السجود ولا یتم الرکوع۔ — بعض آدمی ساٹھ ساٹھ سال نمازیں پڑھتے ہیں مگر ان کی ایک نماز بھی نہیں ہوتی۔ عرض کیا گیا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا وہ رکوع ٹھیک کرتے ہیں تو سجدہ پورا نہیں کرتے اور (اگر) سجدہ پورا کرتے ہیں تو رکوع پورا ادا نہیں کرتے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، باب فی الرجل ینقص صلاتہ)

نماز میں چوری

تعدیلِ ارکان کے بغیر ادا کی ہوئی نماز کا کامل ہونا تو دور کی بات ہے۔ شریعت نے اسے چوری کی نمازی اور ایسے نمازی کو نماز کا چور قرار دیا ہے۔

حضرت نعمان بن مرہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (حدود کے نازل ہونے سے پہلے) اپنے صحابہ سے سوال کیا فرمایا کہ زانی، شرابی اور چور کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

هن فواحش وفيهن عقوبة واسواء الناس سرقة الذی يسرق من صلوته۔	(زنا، شراب، چوری) یہ سب بڑے بڑے گناہ ہیں اور ان کی وجہ سے بندہ سزا کا مستحق ہو جاتا ہے (لیکن) سب سے بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔

صحابہ نے عرض کیا،

كيف يسرق صلوته يا رسول الله؟	اے اللہ کے رسول نماز کی چوری کیسے کی جا سکتی ہے؟

آپ نے فرمایا:

لا يتم ركوعها ولا سجودها (کتاب الصلوٰۃ ۸۶۱)	(نماز کی چوری یہ ہے) کہ اس کا رکوع اور سجود صحیح طور پر ادا نہ کیا جائے۔

حضور علیہ السلام کا عمل

آئیے اب ہم دیکھتے ہیں کہ سید الانبیاء ارکانِ نماز کس طرح ٹھہر ٹھہر کر ادا

فرماتے تھے۔

آپ کا قیام

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز ادا کی تو آپ نے ایک ہی رکعت میں سورۂ بقرہ، نساء، آلِ عمران کی تلاوت کی جب آیت تسبیح آتی تو رب کریم کی تسبیح پڑھتے، جب کوئی آیت سوال آتی تو سوال کرتے جب آیتِ تعوذ آتی تو آپ شیطان سے پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے اتنی مقدار رکوع کیا اور رکوع کے برابر قومہ فرمایا۔ پھر آپ نے قیام کی مقدار سجدہ فرمایا۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا۔

صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ السلام لیلۃ فلم یزل قائماً حتی هممت بامر سوءٍ۔	ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کی۔ آپ نے نماز کا قیام اتنا طویل فرمادیا (کہ میں تھک گیا)، مجھے ایک بہت برا اور عجیب خیال آیا،
هممت ان اقعد واذر النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	مجھے یہ برا خیال آیا کہ حضور علیہ السلام کو کھڑا چھوڑ کر بیٹھ جاؤں (لیکن) میں نے ایسا نہیں کیا۔

دلچسپ سوال اور اس کا جواب

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلم شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مقتدی پر جب نماز میں کھڑا ہونا دشوار ہو جائے تو اس کے لیے بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر نماز کیوں نہ پڑھی۔؟

امام نووی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

انما لم یقعد ابن مسعود للتادب مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔	کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود حضور علیہ السلام کے ادب کی وجہ سے نہ بیٹھے۔

آپ کا سجدہ

سجدہ نماز کا وہ رکن ہے جس میں بندہ اپنی جبینِ نیاز رب کریم کے حضور خاک آلود کر دیتا ہے۔ اس میں دل کی شکستگی اور خشوع و خضوع کی کوئی حد نہیں۔ سجدہ پوری نماز میں خدا کے قرب کی سب سے آخری شکل ہے اور اللہ کو سب سے محبوب اور پسندیدہ ہے۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء	بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں خوب دعا کیا کرو۔

سب سے محبوب ترین حالت میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے استغراق کا یہ عالم

کہیں وصال تو نہیں ہوگیا

کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی تو آپ اس میں اتنی دیر تک سجدہ میں رہے کہ اس قدر طویل سجدہ کی وجہ سے مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ شاید آپ کا وصال ہوگیا ہے۔ میں نے اٹھ کر آپ کے پاؤں مبارک کے انگوٹھے کو چھوا تو اس میں مجھے حرکت محسوس ہوئی تو میں لیٹ گئی۔ اس وقت آپ سجدہ میں یہ کلمات کہہ رہے تھے

اعوذ بک بعفوک من عقابک واعوذ بک منک الیک لا احصی ثناء الیک کما اثنیت علی نفسک۔	اے اللہ میں تیرے عذاب سے بچنے کے لیے تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے غصّے سے بچنے کے لیے تیری رضا کی پناہ پکڑتا ہوں اور تجھ سے بچنے کے لیے تجھی سے اور تیری جاب پناہ لیتا ہوں اور اے اللہ میں تیرے شایان شان تیری حمد وثنا نہیں کرسکتا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی خوبیاں بیان فرمائی ہیں۔

آپ نے نماز سے فارغ ہو کر مجھ سے پوچھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے طویل سجدہ کی وجہ سے مجھے یہ گمان لاحق ہوگیا تھا کہ کہیں آپ کا وصال تو نہیں ہوگیا۔ (البیہقی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

خرج رسول الله صلی الله علیہ وسلم حتی دخل نخلا فسجد فاطال السجود حتی خشیت ان یکون الله تعالیٰ قد توفاہ قال فجئت انظر فرفع راسہ فقال مالک فذکرت لہ ذلک قال فقال ان جبریل علیہ السلام قال لی الا ابشرک ان الله عزوجل یقول لک من صلی علیک صلوٰۃ صلیت ومن سلم علیک سلمت علیہ۔	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور آپ نے نماز پڑھنا شروع کی۔ نماز کا سجدہ اتنا طویل کیا مجھے شک گزرا آپ کا وصال ہوگیا میں جلدی سے دیکھنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے سجدہ سے سر اٹھا کر فرمایا تو کیوں پریشان ہے؟ میں نے اپنی پریشانی بیان کی تو آپ نے فرمایا آج میرے پاس جبریل علیہ السلام میرے رب کا یہ پیغام لے کر آئے کہ اے میرے حبیب جو شخص آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھے گا میں بھی اس پر اپنی رحمتیں اور نوازشیں عام کردوں گا۔

آپ کی نماز کے حسن و جمال کا کیا کہنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب بھی آپ کی نماز کے بارے میں سوال کیا جاتا تو تعداد وغیرہ بیان کرنے کے بعد فرماتیں:

فلا تسأل عن حسنهن و طولهن۔ (المسلم، باب صلوٰۃ اللیل)	آپ نماز کی رکعات کو حسین انداز میں ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے اس کے بارے میں تو بس کچھ نہ پوچھو!

۷۔ اللہ تعالیٰ کے بیشمار احسانات کی یاد

نماز میں خشوع و خضوع کے لئے ایک چیز یہ بھی معاون ہے کہ بندہ اپنے اوپر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات کو چشم تصوّر میں لائے ـــــ اس نے مجھے انسان بنایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امّتی بنایا، صحت و تندرستی عطا کی، اعضاء کی سلامتی بخشی، شب و روز میری تمام ضروریات کو میری اوقات سے بڑھ کر پورا فرما رہا ہے۔ مجھ جیسے ہزاروں لوگ ہیں مگر مجھے اپنے دَر پہ بُلایا، مجھے اپنے گھر میں داخلہ عطا فرمایا ـــــ یہ اس کا فضل و کرم ہے ورنہ بندہ اس لائق کہاں؟ اس کے احسانات کی کوئی حد نہیں بندہ ہی ناشکرا ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ	اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گنو تو شمار
لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ	نہیں کر سکتے بلاشبہ انسان ظالم اور
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۔	اور ناشکرا ہے۔

تعلّق کی سب سے پہلی بُنیاد شُکر ہے

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کی سب سے پہلی بنیاد شکر ہے۔ شکر کا تعلق دل سے بھی ہے۔ زبان سے بھی اور عمل سے بھی ہے۔ دل کا شکر یہ ہے کہ آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی بے پایاں نعمتوں، اس کے بے حد احسانات اور اس کے ان گنت انعامات کے احساس و اعتراف کے جذبہ سے اس طرح لبریز رہے جس طرح ایک دودھیل بکری کا تھن دودھ سے لبریز رہتا ہے۔ دل جب اللہ تعالیٰ کی احسان مندی کے جذبات سے لبریز رہتا ہے تو جس طرح ذرا سی حرکت سے ایک لبریز ساغر چھلک جایا کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ہر چھوٹی یا بڑی

نعمت کی یاد اور اس کا مشاہدہ سے بندے کی زبان سے شکر کا کوئی کلمہ چھلک پڑتا ہے۔ جس شخص کا دل اس طرح خدا کے احسان مندی کے جذبات سے لبریز رہے اس کا اثر لازمی طور پر اس کے اعمال پر بھی پڑتا ہے۔ اس کو ہر وہ عمل دل سے محبوب ہو جاتا ہے جس سے اس جذبے کو تسکین حاصل ہو سکے اور اسی کے برابر اس کو ہر اس عمل سے نفرت ہو جاتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی کسی ظاہری یا باطنی نعمت کی ناقدری ہو رہی ہو۔ بندے کے اندر جب اپنے منعمِ حقیقی کے لیے شکر کا جذبہ پیدا ہوا تو یہ جذبہ قدرتی طور پر منعم کے لیے اظہارِ احسان مندی، اظہارِ نیازمندی اور اظہارِ تذلل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ انسان تو انسان حیوانات تک کی جبلّت کا بھی یہی حال ہے۔ کتّے، بلّیاں، گھوڑے، گدھے جس کی بھی آپ پرورش کیجیے اور جس پر بھی کوئی احسان کیجئے ناممکن ہے کہ وہ آپ کو دیکھیں اور آپ کے سامنے اپنی نیازمندی کا اظہار نہ کریں۔ یہ اظہارِ نیازمندی ان کی آواز، ان کی حرکات اور ان کی صورت و ہئیت ہر چیز سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ چیز انسانی فطرت کے اندر حیوانات کی جبلّت کے لحاظ سے زیادہ نمایاں ہے اور ہونی بھی چاہیئے۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ جس کا بھی ہم پر کوئی احسان ہوتا ہے ہم اس کے احسان پر ممنونیت کا اظہار اپنی زبان سے بھی کرتے ہیں اور اپنی صورت و حالت سے بھی۔ جو لوگ محسن کے احسان کا یہ حق ادا نہیں کرتے ہمارے اندر کمینے، گھٹیا اور احسان فراموش اور نا احسان شناس سمجھے جاتے ہیں۔ ہمارا یہ رویّہ اپنے محسنوں کے ساتھ ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے اور یہی رویہ فطرتِ انسانی کا حقیقی تقاضا ہے۔ پھر اسی سے اندازہ کیجئے کہ اس ذات کے انعامات و احسانات کے مقابل میں ہمارا کیا رویّہ ہونا چاہیئے جو نہ صرف تمام انعامات و احسانات ہی کا منبع ہے بلکہ خود ہمارے وجود کا سرچشمہ بھی ہے۔ جس کے انعامات و احسانات عارضی اور وقتی نہیں ہیں بلکہ دائمی اور ابدی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اپنے حقیقی محسن و مربی کے لیے بندہ اپنی کامل نیاز مندی اور کامل بندگی کا اظہار کرنا چاہے گا۔ اگر اس نے اپنی فطرت میں کوئی خرابی نہیں پیدا کر لی ہے تو یہ چیز عین اس کی فطرت کا مطالبہ ہے۔ جس کو پورا کیے بغیر وہ دل کا اطمینان اور روح کا سکون حاصل ہی نہیں کر سکے گا۔ اگر کسی کے اندر یہ چیز ظاہر نہ ہو رہی ہو تو غور کیجیے، تو معلوم ہوگا کہ اس کے دل کے اوپر یا تو غفلت کا حجاب ہے یا حماقت کا۔ اسی اظہار ممنونیت و نیاز مندی اور اسی اظہار تذلل کو عبادت کہا جاتا ہے۔ یہ اظہار زباں، حرکات اور صورت و ماہیئت ہر چیز سے ہوتا ہے۔ جب تک ہر چیز سے یہ اظہار نہ ہو اس کی اصلی حقیقت وجود پذیر نہیں ہو سکتی اس وجہ سے آدمی کی عبادت کی تکمیل میں اس کی ہر چیز کسی نہ کسی نوعیت سے شریک ہوتی ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک اس کے جتنے بھی اعضاء و جوارح ہیں سب اس میں اپنا حصہ ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے اندر جتنی بھی عقلی و روحانی قابلیتیں ہیں سب اس میں اپنا نذرانہ پیش کرتی ہیں بلکہ اس کی حقیقی تکمیل ہوتی ہی اس وقت ہے جب آدمی اپنے ان وسائل و ذرائع کو بھی اس کام میں شریک کرے جن سے وہ اس دنیا میں اپنی ضروریات اپنی خواہشوں اور منصوبوں کی تکمیل کرتا۔

قرآن مجید نے متعدد مقامات پر واضح کیا ہے کہ اللہ کی عبادت درحقیقت خدا کی شکر گزاری ہی کی عملی صورت ہے۔ مثلاً فرمایا:

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ (الزمر، ٦٦)	بلکہ صرف اللہ ہی کی بندگی کرو اور اس کے شکر گزاروں میں سے بنو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ (العنکبوت، ١٧)	اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کے شکر گزار بنو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روایات میں موجود ہے کہ آپ رات میں نمازوں میں اتنی اتنی دیر تک قیام فرماتے کہ آپ کے دونوں پاؤں سوج جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ کے تمام اگلے پچھلے معاملات کو بخشے جانے کا اعلان کر دیا گیا ہے تو آپ اتنی مشقّت کیوں اٹھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ!

افلا اکون عبداً شکورًا۔ کیا میں یہ بات نہ چاہوں کہ خدا کا شکر گزار بندہ بنوں؟

اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ عبادات میں اصل محرّک اللہ کی شکر گذاری کا احساس اور جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر ہمیں اپنی عبادات کا حکم دیا ہے تو اس لئے نہیں کہ اس کو یہ بات پسند ہے کہ ہمیں کسی مشقّت اور زحمت میں مبتلا کرے بلکہ اس نے یہ پسند فرمایا کہ ہمارے جذبۂ شکر گذاری کے اظہار کے لیے ایسی شکلیں معین فرمائے جو اس کی نگاہوں میں پسندیدہ اور ہمارے لیے زیادہ سے زیادہ نافع اور موجبِ خیر و برکت ہیں۔

عبادت کی اس روح کے لحاظ سے حقیقی عبادت وہی ہے جو خدا کی شکر گذاری کے سچّے جذبے کے ساتھ ادا کی جائے۔ اگر کوئی عبادت اس جذبے سے خالی ہو آدمی اس کو ایک بار اور ایک مصیبت سمجھ کر کسی نہ کسی طرح اس سے جان چھڑانے کی کوشش کرے تو یہ عبادت وہ عبادت نہیں جو خدا کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل کرے۔ (تزکیۂ نفس جلد دوم)

اے میرے مالک میں نے کُتّے کو دیکھا ہے وہ اپنے عارضی اس محسن و مالک کے قدموں سے چمٹ جاتا ہے جو اسے لقمہ ڈالتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا خالق نہیں۔ تو میرا خالق ہے، مالک و پروردگار بھی ہے۔ تو نے میرے عیبوں پر پردہ ڈال

رکھا ہے۔ مجھے تو ہر شے سے بڑھ کر تیرے قدموں میں گرنا چاہیئے۔ اگر تو نے دل دیا ہے تو اسے اپنی یاد میں لگے رہنے کی توفیق دے۔ زباں دی ہے تو اپنی حمد کے ترانے الاپنے کا شوق دے دے۔ جبیں دی ہے تو اسے اپنی بارگاہ میں سجدہ ریزی کی لگن اور تڑپ عطا فرما دے۔ میرے ہر ہر عضو کو توفیق دے کہ وہ تیری بارگاہ میں اپنے ظاہر و باطن کے خشوع و خضوع کے ساتھ جھکا رہے۔ اور تیرا شکر ادا کرتا رہے۔

امام احمد بن حنبل نمازیوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ اسکی وجہ سے عمل قبول نہیں ہوتا لہٰذا نماز میں تواضع اختیار کرو۔

فاذا قام احدکم فی صلاته	جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس
بين يدی الله عز وجل	میں حاضر ہو تو وہ دل میں اپنے اوپر ہونے
فليعرف الله عز وجل	والی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اور اس
فی قلبه بکثرة نعمه عليه	کے احسانات کو یاد کرے کہ اللہ تعالیٰ
و احسانه اليه فان الله	نے تو مجھے نعمتوں سے نواز رکھا ہے مگر
عز وجل قد اوقره نعمًا	میں نے اپنے نفس کو گناہوں اور
و انه اوقر نفسه ذنوبًا	اس کی نافرمانیوں میں ملوث کر رکھا
فليبالغ فی الخشوع و	ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حضور خوب
الخضوع لله عز وجل	خشوع و خضوع سے کام لے۔

(الصلاة ، ۸۶)

۸۔ خوف و شوق کی کیفیت میں آنسو بہانا

حالتِ نماز اور نماز کے علاوہ بھی اپنے رب کے خوف و شوق میں

آنسو بہانا اپنا معمول بنائے۔ کبھی خشیتِ الٰہی سے دل دہل جائے اور آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جائیں اور کبھی اس کے ہجر و فراق میں دل تڑپ اٹھے اور آنکھیں اس کا ساتھ دیں۔ کبھی اپنے اعمال کے مقابلہ میں اس کی رحمتوں پر شرمندگی کے آنسو آئیں۔ اگر انسان کو یہ کیفیت نصیب ہو جائے تو نماز کا مرحلہ نہایت ہی کامیابی سے طے کیا جا سکتا ہے۔

دلوں کی سختی اللہ کو پسند نہیں

قرآن مجید میں بنی اسرائیل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ ان کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے:

ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھر و ان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون۔	اس کے بعد پھر ان کے دل پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے کیونکہ بعض پتھروں سے نہریں جاری ہوتی ہیں۔ بعض پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور ان میں کچھ اللہ تعالیٰ کے خوف میں نیچے گر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔

(البقرہ: ۷۴)

گویا اللہ کے ہاں نہ رونے والا دل ہرگز پسند نہیں۔ اس لئے دوسرے مقام پر فرمایا:

فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً۔ (التوبۃ: ۸۲)
انہیں چاہیئے کہ وہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ۔

بندوں کو تضرّع اور زاری کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

ادعوا ربکم تضرعًا و خفیۃ انہٗ لا یحب المعتدین۔
اپنے رب کو نہایت ہی عاجزی اور آہستگی سے پکارا کرو بلاشبہ وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(الاعراف: ۵۵)

اسی سورت میں دوسرے مقام پہ فرمایا:

واذکر ربّکؑ فی نفسک تضرعًا وخیفۃ ودون الجھر بالقول۔
اپنے رب کو دل میں گڑگڑا کر اور آہستہ آہستہ پکارا کرو۔

(الاعراف: ۲۰۵)

اپنے عبادت گزار بندوں کی تعریف و مدح میں فرمایا:

اذا تتلیٰ علیھم آیات الرّحمٰن خروا سجدًا و بکیا۔
جب ان پہ آیاتِ رحمٰن پڑھی جاتی ہیں تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ میں روتے ہوئے۔

(مریم: ۵۸)

عبادت گذاروں کے خوف و شوق کی کیفیت کو یوں بیان فرمایا:

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفًا وطمعًا ومما رزقنٰھم ینفقونَ۔
ان کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف و شوق کی حالت میں یاد کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے

(السجدہ : ۱۶) انہیں عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

سورۂ زمر میں خشیتِ الٰہی کی کیفیت ان الفاظ میں بیان ہوئی :

تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله ذلك هدى الله يهدى به من يشاء ومن يضلل الله فما له من هاد۔ (الزمر : ۲۳)

اس کلام الٰہی سے ان لوگوں کے دل کانپ اٹھتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کے بدن اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ قرار دیدے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

ایک مقام پر اپنے بندوں کو بیدار کرتے ہوئے فرمایا :

الم يأن للذين امنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله وما نزل من الحق ولا يكونوا كالذين اوتوا الكتاب من قبل فطال عليهم الامد فقست قلوبهم۔ (الحدید : ۱۶)

کیا اہلِ ایمان کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم ہو جائیں اور اس کے لیے جو حق سے اترا ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر لمبا زمانہ گزر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

حضور علیہ السلام کا آنسو بہانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ظاہری حیات خوف وشوق الٰہی میں تڑپتے ہوئے گزری۔ ہم یہاں صرف آپ کی نماز میں چند کیفیات کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ نماز کو آپ نے سراپا خشوع وخضوع اور تضرع وزاری قرار دیا ہے:

انما الصلوٰۃ تخشع وتضرع وتمسکن۔	نماز سراسر خشوع، زاری کرنا اور اظہار مسکنت کا نام ہے۔

حضرت عبداللہ بن الشخیر اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے:

وفی صدرہ ازیز کازیز المرجل۔	اور آپ کے سینۂ اقدس میں رونے کی آواز اس طرح آ رہی تھی جس طرح ہنڈیا کے کھولنے کی آواز آتی ہے۔

دوسری روایت میں ہے:

ازیز کازیز الرحا من البکاء۔ (مسند احمد ۴، ۲۵)	کہ رونے کی آواز اس طرح آ رہی تھی جس طرح چکّی چلنے کی آواز آتی ہے۔

آنسوؤں سے چہرہ، داڑھی مبارک اور زمین کا تر ہونا

محدث ابنِ حبان حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ ہمیں حضور علیہ السلام کی کوئی ایسی بات بتائیں جو نہایت ہی عجیب ہو۔ انہوں نے کچھ دیر خاموش رہنے

کے بعد فرمایا ایک رات اللہ کے حبیب میرے ہاں تشریف لائے۔ فرمانے لگے اے عائشہ!

ذرینی اتعبد اللیلۃ ربی؟ مجھے اجازت دے تاکہ میں آج رات اپنے رب کی عبادت کروں۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں تو آپ کا قرب چاہتے ہوئے ہر اس بات کو پسند کرتی ہوں جس سے آپ خوش ہوں۔ اس کے بعد آپ نے وضو فرمایا اور نماز میں اللہ کے حضور کھڑے ہو گئے۔

فلم یزل یبکی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بل حجرہ — اتنے روئے کہ آپ کا چہرہ مبارک تر ہو گیا۔

اس کے بعد آپ بیٹھ گئے:

فلم یزل یبکی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بل لحیتہ — پھر اتنے روئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

پھر اس کے بعد

بکی حتی بل الارض۔ — اتنے روئے کہ زمین تر ہو گئی۔

حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔ حضرت بلال نماز کے لیے عرض کرنے حاضر ہوئے تو دیکھا اللہ کے حبیب زار و قطار رو رہے ہیں۔ عرض کیا یارسول اللہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشش کی اطلاع فرما دی ہے۔ اس پہ آپ نے فرمایا:

افلا اکون عبداً شکوراً — کیا میں اپنے رب کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔!

(الترغیب ۴:۲۲)

۹ ۔ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کی نماز کا مطالعہ

نماز میں حضورِ قلب اور خشوع و خضوع کے حصول کے لیے مقبولانِ بارگاہِ ایزدی، خصوصاً محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا مطالعہ بھی نہایت ہی مفید ہے جس کی کچھ جھلکیاں کتاب کے سابقہ صفحات پر آپ نے ملاحظہ کیں۔ درج ذیل معمولاتِ مبارکہ سے بھی ذہن و دل کو معطر کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اپنے ربِ اکرم کے حضور نماز میں تھے۔ میں نے سُنا:

بجوفہ ازیز کازیز المرجل من البکاء۔ (شرح شمائل للقاری، ۲ : ۱۱۶)	آپ کے سینۂ اقدس سے رونے کی آواز اس طرح آرہی تھی جیسے ہنڈیا کے کھولنے کی آواز آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی میں نماز شروع کی ــــ اتنا طویل قیام کیا کہ رکوع کی امید نہ رہی۔ اس کے بعد رکوع اتنا طویل فرمایا کہ قریب تھا سرِ اقدس نہ اٹھائیں۔ پھر طویل قومہ فرمایا، اس کے بعد طویل سجدہ فرمایا۔ اس کے بعد یہ کہتے ہوئے ــــ

فجعل ینفخ ویبکی ویقول رب الم تعدنی ان لاتعذبہم وانا فیہم رب الم تعدنی ان لا تعذبہم وھم یستغفرون	آپ نے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کر دیا اے میرے رب کیا آپ نے وعدہ نہیں فرمایا، میرے ہوتے ہوئے انہیں عذاب نہیں دے گا کیا آپ نے وعدہ نہیں

ونحن نستغفرك ۔ فرمایا اگر وہ بخشش طلب کر لیں تو ہم عذاب نہیں دیں گے ۔ اے اللہ ہم آپ سے بخشش طلب کرتے ہیں ۔

اسی طرح آپ نے دو رکعتیں ادا کیں یہاں تک کہ سورج گرہن دور ہو گیا۔ آپ منبر پہ تشریف لائے ۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں ۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے ہرگز بے نور نہیں ہوتے جب انہیں بے نور دیکھو تو ذکر الٰہی کا سہارا لیا کرو ۔

(شمائل ترمذی ، باب ماجاء فی بکاء رسول اللہؐ)

نماز میں آنسوؤں کی برسات

حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمر اور عبید بن عمیر ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ عبد اللہ بن عمر نے آپ سے عرض کیا مجھے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایسا معمول بتائیں جو بہت ہی عجیب ہو ۔ ان کا یہ سوال سن کر آپ رو پڑیں اور فرمانے لگیں آپ کا تو ہر معاملہ ہی عجیب تھا ۔ ایک مرتبہ آپ رات میرے پاس تشریف لائے ۔ جب لیٹ گئے تو مجھے فرمانے لگے ۔ اے عائشہ کیا مجھے اپنے رب کریم کی عبادت کی اجازت دیتی ہو ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ کا قربِ خداوندی نہایت ہی پسند ہے اور جو آپ کی تمنا و آرزو ہے وہی مجھے بھی پسند ہے ۔ اس کے بعد آپ پانی کے مشکیزہ کی طرف متوجہ ہوئے ۔ وضو فرمایا مگر پانی زیادہ استعمال نہ فرمایا۔ پھر حالتِ قیام میں تلاوتِ قرآن فرمانے لگے ۔

ثم بکی حتی رأیت دموعہ بلت حجزتہ ۔ اور رونے لگے حتی کہ میں نے دیکھا آپ کے مبارک آنسوؤں کی وجہ سے آپ

کا قمیص تر ہو گیا۔

پھر آپ نے دائیں پہلو کا سہارا لے کر دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیا۔

ثم بکی حتی رأیت دموعہ قد بلت الارض۔ — پھر آپ روتے رہے حتی کہ آپ کے مبارک آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔

تمام رات اسی حال میں بسر ہو گئی۔ جب صبح کی نماز اور جماعت کے لیے بلال حاضر ہوئے انہوں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر نڈھال ہو چکے ہیں تو عرض کیا:

یا رسول اللہ اتبکی وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ — یا رسول اللہ آپ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اگلے پچھلے تمام معاملات پر بخشش کی خوشخبری دی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افلا اکون عبدا شکورا۔ — کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(الوفا، ۲: ۵۴۰)

صحبتِ نبوی سے فیض یاب لوگوں کی نماز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے براہِ راست فیض پانے والے صحابہ کی نماز کی کیفیات اور احوال پر ان میں سے ہر ایک کی سوانح شاہد ہے۔ ہم یہاں صرف ایک صحابی کی نماز کا حال بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں ایسی سورتیں پڑھتے جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا بیان ہوتا اور ان چیزوں سے اس قدر متأثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن شداد بیان کرتے ہیں: حضرت عمر جب یہ آیت تلاوت کرتے،

اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ۔ میں اپنی مصیبت اور رنج کی بپتا اللہ ہی کے آگے عرض کرتا ہوں ۔

تو اس زور سے روتے کہ میں پچھلی صفوں میں ان کے رونے کی آواز سنتا ۔

امام حسن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ نماز ادا کر رہے تھے ۔ جب اس آیت پر پہنچے :

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۔ یقیناً تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اس کو کوئی روکنے والا نہیں ۔

تو آپ اس قدر روئے کہ روتے روتے آنکھیں سوج گئیں ۔

حضرت عبد اللہ بن صائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے عشا کی نماز میں لیٹ ہو گئے ۔ اس لیے میں نے جماعت کروانا شروع کی ۔ آپ بعد میں آکر نماز میں شریک ہو گئے جب میں نے سورۂ زاریات کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی

وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۔ تمہارا رزق اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمان میں ہے ۔

تو آپ کی زبان سے بے اختیار یہ کلمات نکلے انا اشہد (میں گواہی دیتا ہوں) اور اتنی بلند آواز سے روئے کہ مسجد گونج اٹھی ۔ (کنز العمال)

۱۰ ۔ نماز سے محبّت

حضورِ قلب اور خشوع و خضوع کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کو نماز سے والہانہ لگاؤ، محبت اور عشق ہو ۔ سابقہ صفحات میں آپ نے پڑھا ۔ حضور علیہ السلام کی طبیعتِ مبارکہ جب بے چین ہوتی تو آپ بلال کو حکم دیتے ۔ بلال نماز کا انتظام و

اہتمام کرد (اذان) کہہ کر ہمارے لیے راحت وسکون کا سامان کر د۔
نماز کیساتھ مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی دشمن سولی پہ چڑھاتے وقت ان کی خواہش پوچھتا تو وہ کہتے آخری تمنا صرف یہ ہے کہ ہمیں اس وقت اپنے رب کے حضور سجدہ ریزی نصیب ہوجائے۔

بعض بزرگوں کا یہ قول بھی ملتا ہے کہ اگر جنت میں نماز نہ ہوئی تو میں اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کروں گا اے اللہ مجھے جنت میں نہ بھیج۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے۔ آپ کہا کرتے تھے:

"اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا اور پوچھا تو میں عرض کروں گا: یا اللہ مجھے اپنے عرش (جلوہ گاہ) کے سامنے مصلیٰ بچھا کر ہمیشہ حالتِ سجدہ میں رہنے کی اجازت دے دے۔

پیشانی کو مٹی کھا گئی

نماز سے محبت کرنے والوں میں سے ایک شخص حضرت مرۃ ہمدانی ہیں۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ اتنا طویل سجدہ کرتے'

حتی اکل التراب جبینہ — کہ ان کی پیشانی کو مٹی کھا گئی۔

ان کے وصال کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھا ان کی پیشانی چمک دار ستارہ کی طرح پُرنور تھی۔ عرض کیا گیا یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا میرے

کسی موضع السجود یا کل التراب لہ نورًا۔ (الروح، ۲۲)

ان سجدہ کرنے والے اعضاء کو نور سے مزین کیا گیا جنھیں مٹی کھا گئی تھی۔

قبر میں نماز پڑھنا

حضرات انبیاء علیہم السلام کا نماز سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کا قبر میں نماز ادا کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (الطبرانی)	تمام انبیاء قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

انہی سے دوسری روایت ہے:

اتیت لیلة اسری بی علی موسی یصلی فی قبرہ۔ (المسلم، النسائی)	میں معراج کی رات موسیٰ کے پاس سے گزرا تو وہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

حضرت ثابت بنانی کا قبر میں نماز ادا کرنا

امام ابو نعیم نے حلیہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت لیسار بن جیش نے اپنے والدِ گرامی سے بیان کیا اللہ وحدہ لاشریک کی قسم میں نے جب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو قبر میں اتارا تو میرے ساتھ حمید اور ایک اور شخص تھے۔ جب ہم نے لحد کی کچی اینٹیں لگائیں تو ان میں سے ایک نیچے گری۔

فاذا بہ یصلی فی قبرہ۔ (تو دیکھا ثابت بنانی نماز ادا کر رہے تھے)

میں نے ساتھی سے کہا یہ حسین منظر دیکھ رہے ہو۔ اس نے کہا خاموش ہو جاؤ۔ ہم فارغ ہو کر ان کے گھر گئے۔ ان کی صاحبزادی سے پوچھا

ما کان عمل ثابت؟ ثابت کا عمل کیا تھا؟

کہنے لگیں تم نے کچھ دیکھا ہے ! ہم نے تمام واقعہ انہیں سنایا تو انہوں نے بتایا :

كان يقوم الليل خمسين	آپ پچاس سال سے رات کو اللہ کے
سنة فاذا كان السحر قال	حضور قیام کرتے۔ جب سحری کا وقت
فى دعائه اللهم ان كنت	آتا تو یہ دعا کرتے اے اللہ اگر
اعطيت احدًا الصلاة فى	آپ قبر میں کسی کو نماز عطا فرماتے
قبره فاعطيتها فما كان	ہیں تو مجھے بھی عطا کیجئے تو اللہ تعالےٰ
الله ليرد ذلك الدعاء.	نے ان کی دعا رد نہیں کی ۔

شیخ محمد بن علوی مالکی نے ان روایات کے پیش نظر نماز کے بارے میں لکھا :

وفى خصائص الصلاة ان	نماز کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ جس نے
من حافظ على صلواته فى	دنیا میں نماز سے عشق و محبت رکھا
الدنيا متعشقا بها فانه	اسے اللہ تعالیٰ قبر میں بھی بطور انعام
لايزال يصلى فى قبره متنعماً	نماز کی ادائیگی کی توفیق عطا فرماتا ہے
بصلاته وهذا مقام اعطاه	اور یہ مقام اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء
الله تعالىٰ لجميع انبيائه	علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے اور اپنے
صلوات الله تعالىٰ عليهم	صالح اور مقرب بندوں میں سے
اجمعين وقد يكرم به من	جسے چاہے یہ مقام دے دے ۔
شاء من عباده الصالحين.	

(شرف الامۃ المحمدیہ، ۵۲)

فُصُولٌ مُهِمَّةٌ فِی حُصُولِ الْمُتِمَّةِ

حضرت مُلّا علی قاریؒ

نماز کی نمازی کے لئے دُعا!

اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان العبد اذا صلی فاحسن الصلاۃ صعدت ولہا نور فاذا انتہت الی ابواب السماء فتحت لہا ابواب السماء وتشفع لصاحبہا وتقول ـــــ

حفظک اللہ کما حفظتنی

واذا اساء فی صلاتہ فلم یتم رکوعہا وسجودہا وحدودہا صعدت ولہا ظلمۃ فتقول ـ

ضیعک اللہ کما ضیعتنی

فاذا انتہت الی ابواب السماء غلقت ابواب السماء دونہا

ثم لفت کما یلف الثوب الخلق

فیضرب بہا وجہ صاحبہا

(رواہ الطبرانی فی الکبیر من حدیث عبادہ بن صامت رض)

(ترجمہ) بندہ جب محبت سے نماز ادا کرتا ہے تو وہ نور کی صورت میں آسمان کی طرف جاتی ہے۔ اس کیلئے آسمانی دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ نمازی کے لئے اللہ کے حضور شفاعت کرتی ہے اور یہ دعا دیتی ہے اے نمازی اللہ تیری اسی طرح حفاظت کرے جیسے تونے میری کی ہے اور اگر آدمی نماز کا رکوع وسجود اچھی طرح نہ کرے تو وہ ایک ظلمت کی صورت میں یہ کہتی ہے کہ اے نمازی اللہ تجھے اسی طرح برباد کرے جیسے تونے مجھے ضائع کیا ہے۔ پس جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو آسمانی دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پھر اس نماز کو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مارا جاتا ہے۔

فہرست

سببِ تالیفِ کتاب	۱۱۷
قرآن اور اقامتِ نماز	۱۱۹
اقامتِ نماز کا مفہوم	۱۲۰
تعدیلِ ارکان کے بارے میں علماء کے اقوال	۱۲۸
شیخ الاسلام شمس الائمہ سرخسیؒ	۱۲۹
اعادہ کے اوقات	۱۳۰
چھ چیزوں کا بیان	۱۳۱
سر اٹھانے کی مقدار	〃
فقر کا لاحق ہونا	۱۳۵
بغض کا پیدا ہونا	〃
اپنی ذات کی اہانت اور سقوطِ شہادت کی وجہ سے غیر کے حقوق کا ضیاع	〃
لوگوں کا گنہگار ہونا	〃
معصیت کا اظہار	۱۳۶
وجوبِ اعادہ	〃
ایسے ائمہ کی اقتداء نقصان دہ ہوگی	۱۳۷

جلد بازی شیطانی عمل ہے ۱۳۸

جو اذکار انتقال میں مشروع تھے وہ اس کے بعد ہو جائیں گے ״

اذکار میں لحن کا لازم آنا ۱۳۹

وہ اہم مسائل جو معرفتِ وجوب متابعت میں مفید ہیں ۱۴۰

اقوالِ فقہاءِ کرام ״

حالتِ رکوع میں اقتداءِ امام کی معرفت ۱۴۶

معرفتِ آدابِ سجدہ ۱۴۷

امام کی متابعت ۱۴۹

ظاہر کے ساتھ اپنے باطن کی اصلاح پہ زیادہ توجہ دیجئے ۱۵۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؀

رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا یاکریم!

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اقامتِ نماز کے ساتھ دین کو قائم فرمایا۔ نماز کا حکم دیتے ہوئے اس کے شرائط، ارکان اور واجبات کی رعایت کی تلقین فرمائی۔ اس کے سنن و مستحبات کو احسن انداز میں ادا کرنے پر ثواب کا وعدہ فرمایا اور اس کے مفسدات، محرمات اور مکروہات کے ارتکاب پر زجر و وعید فرمائی۔

صلوٰۃ و سلام نازل ہو اس ذات اقدس پر جس نے ہر حال میں نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنالیا حتیٰ کہ فرمایا کرتے:

ارحنا یا بلال — اے بلال اذان دیکر ہمیں نماز کے ذریعے راحت دے۔

کیونکہ نماز مومن کی معراج اور مھیمن کے ساتھ مناجات ہے۔ کتنی سعادت ہے اس کے لئے جو نماز قائم کرلیتا ہے۔ اور کتنی شقاوت ہے اس کے لیے جو اس سے روگردانی کرلیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو آپ کی آل پر، اصحاب اتباع اور ان احباب سے جو صاحبِ معرفت و حضور اور صاحب رکوع و سجود ہیں۔

سببِ تالیفِ کتاب

حمد و صلوٰۃ کے بعد:

رب باری کے کرم کا محتاج علی بن سلطان محمد القاری عرض گزار ہے کہ جب میں نے عوام الناس جہلاء بلکہ اکثر علماء وفضلاء بلکہ جو شیخیت کا دعوٰی رکھتے ہوئے اپنے آپ کو ولی تصور کرتے ہیں دیکھا کہ وہ نماز کو اہمیت نہیں دیتے، اور اسے کامل ادا کرنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ خصوصاً رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ اور قعود میں لاپرواہی برتتے ہیں اور یہ وبا اب ہر جگہ پھیل گئی ہے۔ عبادت کی جگہ رسم نے لے لی ہے۔ عوام خواص کی اقتداء کر رہے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ اس دور کے علماء کے اعمال کی اقتداء جائز نہیں بلکہ ضرورت کے پیش نظر صرف ان کے اقوال سے رہنمائی لینی چاہیئے۔ علماء کے فساد کی وجہ سے جہاں برباد ہو جاتا ہے۔ چند کے ماسواء سب سیدھے راستہ سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں اور خود سیدھے راستے سے ہٹ چکے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے عبادات کے معاملہ میں احتیاط ورعایت چھوڑ کر اسلاف کی راہ ترک کر دی ہے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔

ان کے بعد آنے والوں نے نماز ضائع کی اور شہوات کی اتباع کی تو وہ عنقریب غی میں جائیں گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔

مگر وہ شخص جس نے توبہ کر لی، بات مان لی اور اچھے اعمال کیے تو اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں کے ساتھ بدل دے گا

تو میرے دلِ قاصر میں یہ بات پیدا ہوئی کہ کیوں نہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو متنبہ کروں کیونکہ دین سراپا خیر خواہی کا نام ہے جو ایمان، کمالِ احسان اور کاملِ ایقان سے پیدا ہوتی ہے تاکہ ہم غفلت کی نیند سے جاگ کر حضوری کی بیداری پالیں مقام توبہ سے اٹھ کر مرتبہ رجوع کو حاصل کریں۔ اب ہم اس مقصود میں شروع ہوتے ہیں جس سے ذلت دور اور عزت وغنا دائمی حاصل ہوگا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بلند مقام، مرتبہ حسنیٰ اور درجہ اعلیٰ یہ لقا مولیٰ تک رسائی عطا فرمائے۔ فاقول وباللّٰہ التوفیق وبیدہٖ عنان التحقیق!

قرآن اور اقامت نماز

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کو الفاظ اقامت اور محافظت کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے ماسوائے ان چند مقامات کے یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو نماز سے غفلت برتتے ہیں اور اس کی رعائت نہیں کرتے۔ مثلاً۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ	پس ویل ہے ایسے نمازیوں کے لیے جو
عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ.	اپنی نمازوں کو بھولے ہوئے ہیں۔

(الماعون)

یعنی یا تو وہ بالکل نماز سے اعراض کرتے ہیں یا اس کے حقوق سے غافل ہیں اسی لئے (من صلاتہم ساھون) نہیں فرمایا کیونکہ انسان، نسیان سے ماخوذ ہے۔ اللہ ہی ذات بلند و والا ہے کہ اس پر سہو اور نسیان طاری ہونا محال ہے۔

حدیث صحیح میں جو وارد ہے وہ بھی اسی معنی کی تائید کر رہا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

رفع عن امتی الخطاء و	میری امت سے خطا ، نسیان اور
النسیان وما استکرھوا	جس پہ کسی کو مجبور کیا گیا ، اٹھا لیا
علیہا ۔ (ابن ماجہ ، کتاب الطلاق)	گیا ہے ۔

اقامتِ نماز کا مفہوم

اقامتِ نماز سے مراد اس کے ارکان میں تعدیل سے کام لینا ہے اور اس کو ہر اس ٹیڑھے پن سے محفوظ رکھنا ہے جو اس کی شان کے خلاف ہو جیسا کہ صاحبِ کشاف ، صاحبِ مدارک اور امام بیضاوی نے تفاسیر میں کہا ہے ۔ اگر آپ کہیں کہ اس سے تو تعدیلِ ارکان کی فرضیت کا پتہ چلتا ہے ہم کہتے ہیں کہ جمہور علماء کے ہاں تعدیل فرض ہی ہے لیکن محققین فقہا کہتے ہیں کہ فرض وہ حکم ہوتا ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور دلیل ظنی سے ثابت ہونے والا حکم واجب ہوتا ہے تو چونکہ اقامت کی تفسیر لفظ محافظت و مداومت سے بھی کی گئی ہے ۔ اس لئے آیت قطعی الدلالت نہ رہی ۔

اب اگر یہ پوچھا جائے کہ جب احتمال آگیا تو استدلال درست نہ رہا تو ہم کہیں گے کہ قول صحیح کے مطابق ترجیع کے ساتھ حجت و استدلال ہو سکتا ہے ۔ اکثریت کا قول ، قولِ اوّل ہی ہے اور وہی مختار ہو گا اور معناً بھی اظہر ہے ۔ اور وہ حقیقت کے زیادہ قریب ہے ۔ لہٰذا اسی پہ اعتماد مناسب ہے بلکہ صاحبِ کشاف نے کہا :

ان الاقامة فی معنی تعدیل	اقامت کا معنی تعدیل ارکان ہی
الارکان۔	ہے ۔

اور یہی اس کا حقیقی معنی ہے اور باقی معانی کو مجازی قرار دیا ۔

پھر یہ معنی احادیث نبویہ سے مؤید، ادلہ شرعیہ سے مؤکد اور اکابر ملت اسلامیہ اور اعاظم ائمہ حنفیہ سے منقول ہے ہم پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کا ذکر کریں گے۔ کیونکہ مقدم ہونا انہی کا حق ہے اس کے بعد علماء وفقہا کے اقوال لائیں گے۔

۱۔ صحاح ستہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	حضور علیہ السلام مسجد میں تشریف
وسلم دخل المسجد فدخل رجل	فرما تھے۔ ایک شخص مسجد میں آیا۔
فصلّی ثم جاء وسلم علی النبی	اس نے نماز پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فردہ و	علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور سلام
قال ارجع فصل فانک لم تصل	کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور
فرجع فصلی کما صلی ثم جاء	اس سے فرمایا لوٹ جا اور نماز پڑھ
فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ	تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص
وسلم فردہ وقال ارجع فصل	واپس چلا گیا اور اس نے پہلے کی طرح
فانک لم تصل ثلاثا فقال ــــ	نماز پڑھی۔ پھر آپ کی خدمت میں آیا
والذی بعثک بالحق ما احسن	اور سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
غیرہ فعلمنی فقال اذا	نے فرمایا لوٹ اور نماز دوبارہ
قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ	پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ
ما تیسر معک من القرآن	شخص چلا گیا۔ اس طرح تین بار ہوا
ثم ارکع حتی تطمئن راکعًا	پھر اس شخص نے عرض کیا قسم ہے
ثم ارفع حتی تعتدل قائمًا ثم	اس ذات کی جس نے حق دے کر آپ
اسجد حتی تطمئن ساجدًا	کو مبعوث فرمایا میں اس سے بہتر نماز

ثم ارفع حتی تطمئن جالسًا وافعل ذلک فی الصلوٰۃ کلھا۔

نہیں پڑھ سکتا۔ مجھے صحیح نماز کی تعلیم دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ قرآن میں سے جو کچھ آسانی سے پڑھ سکے اس کی قرأت کر۔ اطمینان سے رکوع کر۔ پھر رکوع سے اٹھ اور آرام سے کھڑا ہو۔ پھر اطمینان سے سجدہ کر پھر سجدہ سے سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ۔ پس تمام نماز اسی طرح پڑھ۔

ہم نے حدیث پاک کی مفصل تشریح شرح مرقاۃ میں کر دی ہے۔ یہاں صرف وہی چیز بیان کریں گے جو موضوع سے متعلق ہے۔

شیخ اکمل الدین نے شرح مشارق میں " ثم ارجع حتی تعتدل " کے قول کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ یہ الفاظ تعدیل ارکان کو واجب قرار دے رہے ہیں باقی تعدیل ارکان طمانیتِ قومہ کو بھی شامل ہے۔ جیسا کہ مغرب میں تصریح ہے۔ اور اسے صاحب الاختیار نے ترجیح دی ہے۔

۲۔ امام بخاری و مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اتموا الرکوع والسجود۔ (البخاری، کتاب الایمان)

رکوع اور سجود کو بتمام و کمال ادا کرو۔

اور اتمام اطمینان سے ہوتا ہے لہٰذا یہ حکم وجوب اطمینان پر دال ہے۔

۳۔ اسی طرح طبرانی نے " الکبیر " میں ابو یعلیٰ اور ابن خزیمہ نے حضرت عمرو

بن عاص، حضرت خالد بن ولید اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

رائی رجلاً لا یتم رکوعہ و ینقر فی سجودہ وھو یصلی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو مات ھذا علی حالہ مات علی غیر ملۃ محمد۔	ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی نماز اس طرح ادا کی کہ رکوع اور سجود کو اطمینان سے ادا نہ کیا۔ آپ نے فرمایا اگر یہ شخص اسی حالت پر مر جائے تو یہ میری امت سے نہیں ہوگا۔

(المعجم الکبیر، ۴: ۱۱۵)

مذکورہ بالا احادیث میں نماز کو اطمینان کے ساتھ ادا نہ کرنے پر شدید وعید کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور ایسے شخص کے خاتمہ بالخیر نہ ہونے کا خوف ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

۴۔ امام بخاری حضرت زیدؓ بن وہب سے روائت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا:

لا یتم رکوعہ ولا سجودہ فلما قضی صلاتہ دعاہ فقال لہ حذیفۃ ماصلیت ولو مت علی غیر سنۃ۔	جس نے نماز میں رکوع و سجود کو اطمینان سے ادا نہ کیا جب وہ شخص نماز پڑھ چکا آپؓ نے اسے بلایا اور اس سے کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اگر تو اس حالت پر مر جائے تو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر نہیں مرے گا۔

دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :

ولو مت مت علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ محمداً علیھا	اگر تو اس حال میں مرے گا تو اس طریقہ پر نہیں مرے گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ۔

۵ ۔ امام مالکؒ اپنی مؤطا میں نعمان بن مرۃ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ علیہ السلام نے صحابہ سے دریافت فرمایا ، تم شرابی ، زانی اور چور کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو ؟ (ابھی ان کے بارے میں احکام نازل نہیں ہوئے تھے) صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا یہ بُری چیزیں ہیں اور ان کے لئے سزا ہے ۔

واسوأ السرقۃ الذی یسرق صلاتہ ۔	اور سب سے بری چوری نماز میں چوری کرنا ہے ۔

صحابہؓ نے پوچھا نماز کی چوری کیا ہے ؟ آپ نے ارشاد فرمایا :

لا یتم رکوعھا ولا سجودھا ۔ (المؤطا ، کتاب قصر الصلاۃ)	رکوع اور سجود کو اطمینان کے ساتھ ادا نہ کرنا ۔

۶ ۔ ابوداؤد اور نسائی عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے نماز میں کوّے کی طرح ٹھونگیں مارنا ، درندے کی طرح بیٹھنے اور اونٹ کی طرح نماز کے لئے جگہ مخصوص کرنے سے منع فرمایا ۔

۷ ۔ امام احمدؒ ابن ماجہ ، ابن خزیمہ اور ابن حبان حضرت علی بن شیبان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے ہم نے آپؐ کی بیعت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی نماز کو اطمینان کے ساتھ ادا نہیں کر رہا تھا ۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے

فرمایا:

لا صلوٰۃ من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود۔	جو شخص رکوع اور سجود کے بعد اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

یہ فرمان نبوی قومہ اور جلسہ کے وجوب پر دال ہے۔

۸۔ ابویعلیٰ اور اصبھانی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں قرأت کرنے سے منع فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا:

اے علی!

مثل الذی لایقیم صلبہ فی صلاتہ کمثل حبلی حملت فلما دنا نفاسھا اسقطت فلاھی ذات حمل ولا ھی ذات ولد۔	جو شخص نماز میں پشت سیدھی نہیں کرتا اس کی مثال اس حاملہ عورت کی ہے جس کا ولادت کے وقت حمل ساقط ہوجائے۔ نہ وہ حاملہ رہی نہ صاحب اولاد۔

۹۔ امام احمد حضرت طلق بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ینظر اللہ تعالیٰ الی صلاۃ عبد لا یقیم فیھا صلبہ بین رکوعھا وسجودھا۔	اللہ تعالیٰ بندے کی نماز کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو رکوع اور سجود کے درمیان اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔

۱۰۔ مسلم اور ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو تکبیر اور قرأت کو الحمد للہ رب العالمین سے

شروع فرماتے تھے۔ رکوع میں سر نہ نیچے کرتے نہ اوپر بلکہ معتدل رکھتے جب رکوع سے اٹھتے تو سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے سجدہ نہ فرماتے اور ایک سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے سیدھا اطمینان کے ساتھ بیٹھتے۔

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ یہ آپ کا دائمی عمل تھا۔ لہٰذا قومہ، جلسہ افعال واجبہ و ضروریہ میں سے ہوگا۔

۱۱۔ امام اصبہانی حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدمی ساٹھ سال تک اس طرح نماز پڑھے کہ رکوع یا سجدے کو اطمینان کے ساتھ ادا نہ کرے تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (مجمع الزوائد، ۲ : ۱۲۱)

۱۲۔ طبرانی "الاوسط" میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا حالانکہ میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ اگر تم میں سے کسی کے پاس بکری ہوتی تو وہ اس بات کو ناپسند کرتا کہ بکری کو چارہ نہ ڈالے۔ پس تم کس طرح ارادہ کرتے ہو کہ تم نماز کا اہتمام نہ کرو جو کہ اللہ کے لئے ہے۔

فاتموا لصلوتکم فان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا تامًا۔ — پس اپنی نمازوں کو مکمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ مکمل نماز کو قبول فرماتا ہے۔

۱۳۔ اصبہانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ہر نمازی کے دائیں اور بائیں ایک فرشتہ ہوتا ہے اگر وہ شخص اپنی نماز کو صحیح ادا کرے تو وہ دونوں (فرشتے) اسے (یعنی اس کی نماز کو) اوپر لے جاتے ہیں۔

فان لم یتمھا ضربا بھا وجھہ — پس اگر وہ اپنی نماز کو صحیح ادا نہ کرے تو اس کی نماز کو اس کے منہ پر مار دیتے ہیں

۱۴۔ ابن خزیمہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے آخری صف میں ایک شخص کو آواز دی کہ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ تو کس طرح نماز پڑھتا ہے۔

ان احدکم اذا قام یصلی انما یقوم یناجی ربه فلینظر کیف یناجیه۔
(صحیح ابن خزیمہ، باب اتمام السجود)

تم میں سے جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے پس اسے فکر کرنا چاہیئے کہ وہ کس طرح مناجات کرتا ہے۔

۱۵۔ امام ترمذی حضرت ابوہریرۃ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ پس اگر وہ صحیح ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا اگر وہ نامکمل ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔
(الترمذی، ماجاء ان اول ما یحاسب)

۱۶۔ طبرانی "الاوسط" میں حضرت عبداللہ بن قرط سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ پس اگر وہ درست ہوئی تو تمام اعمال صحیح ہوں گے اگر وہ فاسد ہوئی تو تمام اعمال فاسد ہونگے۔
(مجمع الزوائد ۱، ۲۹۱:۱)

پس ان احادیث (اگرچہ یہ ظنی ہیں لیکن مجموعی اعتبار سے قطعیت کے قریب ہیں) سے ثابت ہوگیا کہ تعدیل ارکان رکوع وسجدہ میں تعدیل، قومہ، جلسہ فرض ہیں اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے جن میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد حنبل اور امام ابو یوسف شامل ہیں اور علماء احناف میں سے ایک جماعت نے تعدیل ارکان کے وجوب کا قول بھی کیا ہے جسے محققین نے پسند کیا ہے اور ایک جماعت نے تعدیل

ارکان کے بارے میں سنّت مؤکدہ کا قول بھی کیا ہے۔ اب ہم علماء اور فقہا کے اقوال ذکر کرتے ہیں۔

تعدیلِ ارکان کے بارے میں علماء کے اقوال

۱۔ شرح مجمع البحرین میں امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں کہ تعدیل ارکان سے مراد

هو الطمانينة فى الركوع والسجود	سجدے اور رکوع کو اور اسی طرح
وكذا أتمام القيام بينهما	قومہ اور جلسہ کو اطمینان کے ساتھ ادا
وأتمام القعود بين السجدتين	کرنا فرض ہے اور اس کے چھوڑنے
فرض تبطل الصلوٰة بتركه	سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔
وبه قال الشافعي۔	اور امام شافعی کی بھی یہی رائے ہے۔

۲۔ صدر الشریعۃ نے تاج الشریعۃ کے قول کی تعبیر کرتے ہوئے تعدیل ارکان کو نماز کے واجبات میں شمار کرتے ہوئے کہا کہ امام ابویوسف اور امام شافعی کے نزدیک تعدیل ارکان فرض ہے اور اس سے مراد سجدہ اور رکوع میں ایک تسبیح کی مقدار ٹھہرنا اسی طرح دو سجدوں کے درمیان اور ایک تسبیح سے مراد کم از کم ہے جیسا کہ امام زیلعی نے تصریح کی ہے۔

۳۔ محمد بن یحیی بن مہدی ابوعبد عبد اللہ الجرجانی کی روایت کے مطابق تعدیل سنت اور امام ابوالحسن کرخی کی روایت کے مطابق تعدیلِ ارکان واجب ہے۔
(ہدایہ، ۱ : ۵۰)

۴۔ الشیخ الفقیہ عالم بن علاء الحنفی (المتوفی ۸۰۰ھ) اپنی کتاب تاتار خانیۃ میں نقل کرتے ہیں کہ تعدیل ارکان کے بارے میں امام محمد کا قول امام ابویوسف کی رائے کے مطابق ہے۔ محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ امام محمد سے تعدیلِ ارکان کے ترک کرنے

کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا :

انی اخاف ان لا تجوز صلاته	میں خوف کرتا ہوں کہ ایسے شخص کی نماز جائز نہیں ۔

اس روایت کو ہدایہ کی شرح خلاصۃ النہایۃ میں بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ اور امام اعظمؒ سے بھی شرح المنیۃ میں اسی طرح روایت کیا گیا ہے ۔

۵ ۔ قاضی امام صدر الاسلام ابوالیسر فتاوٰی ظہیریہ میں فرماتے ہیں :

ان من ترک الاعتدال فی الرکوع والسجود یلزمه الاعادۃ	تعدیل ارکان ترک کرنا نماز کے اعادہ کو لازم کر دیتا ہے)

اور جب اعادہ کر لیا گیا تو اب دوسری نماز سے فرض ادا ہوں گے نہ کہ پہلی سے ۔

۶ ۔ **شیخ الاسلام شمس الائمہ سرخسیؒ**

شمس الائمہ سرخسیؒ ترک تعدیل ارکان میں نماز کے اعادہ کو لازم قرار دیتے ہیں ۔ لیکن انہوں نے یہ تصریح نہیں کی کہ فرض پہلی نماز سے ادا ہوئے یا دوسری سے ۔

شرح المنیہ میں حلبی امام سرخسیؒ سے نقل کرتے ہیں :

من ترک الاعتدال یلزم الاعتدال ای یلزمه ان یعید الصلوٰۃ لاعتدال۔	جس نے تعدیل کو ترک کیا اسے چاہیئے نماز کا اعادہ کرے ۔ یعنی نماز کو تعدیلِ ارکان کے ساتھ دوبارہ پڑھے ۔

اور مشائخ میں سے جنہوں نے ترک تعدیلِ ارکان پر اعادہ کو لازم قرار دیا ہے ان کے نزدیک دوسری نماز سے فرض ادا ہوگا جبکہ قولِ مختار تعدیلِ ارکان کا واجب ہوتا ہے اور دوسری دفعہ نماز ترک واجب کی کمی کے ازالہ کے لیے ہے ۔

اسی طرح ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ ضروری

ہوتا ہے۔ اور فرض پہلے ہی ہوتے ہیں دوسری نماز نقصان پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

(فتح القدیر ۱: ۳۰۱)

ہر وہ نماز جو مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے۔ اس کے وجوب اعادہ میں کوئی اشکال نہیں اور اعادہ پہلی نماز کے لیے جابر ہوتا ہے۔ (یعنی نقصان کو پورا کرنے والا ہوتا ہے) اس لیے کہ فرض میں تکرار نہیں ہوتا اور دوسری نماز کو فرض قرار دینے کا معنی یہ ہوگا کہ نمازی سے کوئی نماز کا رکن رہ گیا تھا نہ کہ واجب۔ البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اس فرض کو کامل شمار فرماتا ہے جس کی کمی کا ازالہ ہو جائے۔

اسلاف کی ان مذکورہ عبارات سے واضح ہو رہا ہے کہ دوسری نماز بطور فرض ادا کی جائے نہ کہ بطور نفل جیسا کہ بعض نے کہا کیونکہ نفل کی صورت میں اسے اعادہ نہیں کہا جائے گا۔ اور اس صورت میں وہ قول بھی قابلِ قبول نہیں رہ جاتا کہ فرض پہلے ہیں دوسرے نہیں۔ ہاں جب تنہا نماز ادا کی پھر جماعت میں شامل ہوا تو اب نوافل میں اقتداء ہوگی۔

(النقایہ ۱: ۲۴۹)

اعادہ کے اوقات

اعادہ اوقاتِ مکروہ میں جائز نہیں۔ علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ جس شخص نے فجر اور عصر کی نماز تنہا ادا کرلی وہ امام کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔ تکرارِ جماعت احناف کے ہاں اور اصح قول کے مطابق امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک تکرار جماعت مکروہ ہے۔ امام احمد کا اس میں اختلاف ہے۔

بعض لوگوں کا یہ عمل نہایت عجیب وغریب ہے کہ پہلے صبح کی نماز میں شافعی امام

کی اقتداء کرنا اور پھر حنفی کے ساتھ یہ کہتے ہوئے لوٹانا کہ نماز شافعی چونکہ قائم ہو گئی تھی اس لیے اس میں شرکت کر لی بعد میں اسے مکروہ ہونے کی وجہ سے لوٹا لیا، حالانکہ جب نماز میں فساد کا احتمال اور کراہت کا تحقق ہو اس وقت نماز کا شروع کرنا جائز ہی نہیں ہوتا کیونکہ ایسے میں عمل کو بطلان یا نقصان کے حوالے کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے احتراز ہی لازم ہے۔

چھ چیزوں کا بیان

۱۔ رکوع و سجود: ان دونوں کے نماز کا رکن ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ رکوع اور سجود کی تعدیل: یعنی نمازی کا اطمینان کے ساتھ ان دونوں کو ادا کرنا۔ اور وہ کم از کم ایک تسبیح کی مقدار ہے۔ یہ جمہور مجتہدین کے ہاں نماز کا رکن ہے۔ محققین کے ہاں واجب اور بعض متأخرین کے ہاں سنّت مؤکّدہ ہے۔

۳۔ رکوع اور سجود سے منتقل ہونا بھی نماز کا رکن ہے۔ یعنی رکوع سے سجدے کی طرف جانا سجدہ سے قیام اور قیام سے قعدے کی طرف۔ اگرچہ یہ مقصود بغیرہ ہے۔ کیونکہ بقیہ ارکان ان کے بعد ہوتے ہیں۔

۴۔ رکوع اور سجدے سے سر اٹھانا فرض ہے۔ تاتارخانیہ میں ہے کہ اس کے بارے میں امام اعظم رض ابوحنیفہ سے مختلف روایات ہیں جن میں سے بعض میں ہے کہ یہ فرض ہے۔ البتہ رکوع سے قیام کی طرف لوٹنا اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ فرض نہیں اور یہ امام محمد کا قول ہے۔

سر اٹھانے کی مقدار

پھر سجدہ سے سر اٹھانے کی مقدار میں علماء نے گفتگو کی ہے اور ان میں صحیح

تر قول یہ ہے کہ اگر نمازی سجدہ کے قریب ہو تو جائز نہیں کیونکہ اسے سجدہ کرنے والا شمار کیا جاتا ہے اور اگر جلسہ کے قریب ہو تو جائز کیونکہ اسے بیٹھنے والا شمار کیا جائے گا۔ پس اس صورت میں سجدۂ ثانی ثابت ہو جائے گا۔

(ہدایہ، ۱: ۵۱)

اور رکوع سے سجدے کی طرف منتقل ہونا چونکہ بغیر سر اٹھائے بھی ممکن ہے لہٰذا رفع راس کو رکن نہیں بنایا جاسکتا۔

"الحاوی" کی روایت کے مطابق جب نمازی نے رکوع کیا اور اپنے سر کو رکوع سے اٹھائے بغیر سجدہ میں چلا گیا تو وہ سہو کرنے والا ہے اور ہمارے متعدد اصحاب سے مروی ہے کہ اس پر سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

۵۔ قومہ اور جلسہ

۶۔ قومہ اور جلسہ میں طمانیت

امام زیلعی کہتے ہیں: جلسہ، قومہ اور ان میں اطمینان امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک سنت ہیں۔ (تبیین الحقائق، ۱: ۱۱۸)

القنیہ میں ہے کہ قاضی صدر نے تمام ارکان میں سے تعدیل میں شدت اختیار کرتے ہوئے اپنی شرح میں کہا۔

ہر رکن کو کامل ادا کرنا امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے۔

رکوع و سجود، قومہ اور جلسہ میں ہر عضو کو اطمینان سے رکھنا امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک واجب ہے اگر ان میں کوئی چیز بھول کر بھی رہ گئی تو سجدۂ سہو لازم آئیگا۔ اگر کسی نے عمداً ان میں سے کوئی چیز چھوڑ دی تو نماز کا اعادہ ضروری ہوگا۔

شرح طحاوی میں قومہ کے تارک کی نماز کو شدید کراہت کے ساتھ جائز قرار دیا

گیا ہے۔ فتاویٰ ظہیریہ میں قومہ کو ترک کرنے والے کو احناف نے گنہ گار کہا ہے۔

امام ابن الھمام نے صاحب ہدایہ کے قول " ثم القومة والجلسة سنة عندهما " کی تشریح میں فرمایا طمانینت میں اختلاف کے ساتھ یہ قول مشائخ کے مابین متفق ہے۔

امام ابو یوسف کے نزدیک چونکہ حضور علیہ السلام کا دائمی عمل ہے جو قرآنی اجمال کا بیان ہے اس لئے یہ فرض ہیں۔ طمانینت کا معاملہ آپ کے سامنے ہیں اس لیے قومہ اور جلسہ مواظبت کی وجہ سے واجب ہونے چاہئیں۔

دارقطنی، بیہقی، اور اصحاب سنن اربعہ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتجزی الصلوٰة لا یقیم الرجل فیها ظهره فی الركوع والسجود۔	جو شخص رکوع اور سجود میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی ۲: ۶۶)

ممکن ہے معاملہ طرفین کے ہاں بھی یہی ہو کیونکہ وہ ایسی صورت میں وجوب سجدہ سہو کے قائل ہیں۔

فتاویٰ قاضی خاں " فعل مایوجب السهو " میں ہے کہ

اگر نمازی رکوع سے اٹھتے وقت سر کو اٹھائے بغیر بھول کر سجدہ میں چلا جائے تو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک نماز جائز ہو جائے گی مگر اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

امام ابو یوسف نے انہیں جو فرض قرار دیا ہے اگر وہاں فرض عملی مراد لے لیا جائے تو اب اختلاف ختم ہو جائے گا (کیونکہ واجب اور فرض عملی حکماً ایک ہی ہوتے ہیں)

آگے چل کر لکھتے ہیں :

کہ دلیل کا تقاضا یہ ہے کہ طمانیت اور قومہ و جلسہ واجب ہیں ۔

پھر کہتے ہیں :

میرا اعتقاد یہ ہے کہ جو شخص اپنی پشت کو جلسہ و قومہ میں سیدھی نہیں کرتا وہ گنہ گار ہوگا ۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ امام احمد اور اسیطرح صحیح روایت کے مطابق امام مالک مذکورہ چھ چیزوں کی فرضیت و رکنیت میں امام شافعی اور امام ابو یوسف کے ساتھ ہیں اور رکوع و سجود کی رکنیت میں کسی کو اختلاف نہیں باقی چار میں اختلاف ہے۔

قومہ اور جلسہ کے بارے میں امام اعظم اور امام محمد سے تین روایات ہیں :

۱۔ اصح یہ ہے کہ یہ واجب ہیں

۲۔ سنت ہیں

۳۔ ان کے رکن ہونے کا احتمال اضعف ہے ۔

(۱) واضح رہے کہ اکثر لوگ قومہ اور جلسہ کو ترک کر چکے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ ان میں اطمینان کا مظاہرہ کریں۔ اطمینان تو شریعت منسوخہ کی طرح ہو چکا ہے ۔

اب تو عوام ایسا کرنے والوں (یعنی جلسہ اور قومہ میں اطمینان کرنے والوں) کو ارباب ریا اور سمع سے موسوم کرتے ہیں ۔

اگر کوئی نماز کی مختلف فیہ سنتوں میں سے کسی سنت کو چھوڑ دے مثلاً ہاتھ باندھنا تو وہ فوراً اسے بدعتی اور رافضی کہہ دیتے ہیں ۔ حالانکہ تعدیل ارکان کو چھوڑنے سے دنیا و آخرت میں بہت سی پریشانیاں ہیں ۔

۱۔ فقر کا لاحق ہونا

جو شخص تعدیلِ ارکان چھوڑتا ہے اسے فقر لاحق ہوتا ہے کیونکہ ارکان نماز میں تعدیل اور ان کی تعظیم رزق حلال کا اہم اور قوی ذریعہ ہے لہٰذا اس کے ترک سے رزق حلال سلب ہو جاتا ہے۔ (تعلیم المتعلم، ۱۲۶)

۲۔ بغض کا پیدا ہونا

جب لوگ علماء و فضلاء اور خصوصاً مشائخ اور ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو صالحیت کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تعدیلِ ارکان کی پرواہ ہی نہیں کرتے تو ان کے ہاں قدر و منزلت کی بجائے بغض و عداوت ہوتی ہے۔ اور ان کے اقوال و افعال پر اعتماد نہیں رہ جاتا۔

۳۔ اپنی ذات کی اہانت اور سقوط شہادت کی وجہ سے غیر کے حقوق کا ضیاع

جو شخص قومہ و جلسہ یا ان میں طمانیت کے ترک پر مصر ہو گا وہ معصیت پر مصر ہے لہٰذا اس کی شہادت قبول نہ ہوگی۔

۴۔ لوگوں کا گنہ گار ہونا

اسی سے لوگوں کا معصیت میں مبتلا ہونا بھی لازم آتا ہے۔ پس جو شخص برائی کو دیکھے اور اسے دور کرنے پر قادر ہو تو اس پر اس کا دور کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر اگر وہ اسے دور نہ کرے تو وہ اس گناہ کی وجہ سے گناہگار ہو جاتا ہے۔

۵۔ معصیت کا اظہار

یہ لوگوں میں دن رات کئی مرتبہ گناہ کا اظہار بھی ہے جو مغفرت سے دور کر دیتا ہے اور معصیت کا اظہار دوسری معصیت ہے برخلاف اس گناہ کے جو پوشیدہ ہو۔ وہ مغفرت کے قریب ہوتا ہے۔

حدیث قدسی میں :

ان اللّٰہ تعالیٰ یقول لبعض عبادہ عند عرض ذنوبہ سترتھا علیك فی الدنیا و كذلك الیوم استرھا علیك۔	اللہ تعالیٰ اپنے گنہ گار بندوں سے فرماتا ہے میں نے جس طرح تمہارے گناہوں کو دنیا میں چھپائے رکھا اسی طرح آج (آخرت) میں ان پر پردہ رکھونگا۔

اس آیت قرآنیہ میں بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ	اور تم دنیا میں اس بات سے نہ چھپا سکتے تھے کہ تمہارے کان، آنکھیں، کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے اعمال کی خبر نہیں رکھتا۔

۶۔ وجوبِ اعادہ

تعدیلِ ارکان کے ترک سے نماز کو دوبارہ ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر اگر کوئی اسے نہ لوٹائے تو اور گناہگار ہو جاتا ہے اور کثرتِ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اسی طرف قرآن مجید میں اشارہ ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔

ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے دلوں پر اعمالِ بد کا زنگ لگ چکا ہے ۔

اگر کسی شخص نے نوافل کی نماز میں تعدیلِ ارکان کو ترک کر دیا تو وہ گناہگار اور آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا اور دنیا میں اس نماز کی قضا کرے گا ۔ اگر دنیا میں ان کی قضا نہ کی تو دوہرے گناہ کا مرتکب ہوگا ۔ اگر تعدیلِ ارکان کو سنّت مؤکدہ مانا جائے تو تعدیلِ ارکان کا تارک مستحق عتاب ہوگا اور شفاعت و ثواب سے محروم رہے گا ۔ اس لئے نوافل کو تعدیلِ ارکان کے بغیر ادا کرنے سے ان نوافل کا ترک کر دینا بہتر ہے کیونکہ ایسے عمل میں خسارا ہے ۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے ۔

بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۔۔۔۔۔ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۔

اعمال کے اعتبار سے خسارہ میں ہیں اور وہ اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں ۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے :

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۔

اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی ۔

۷ ۔ ایسے ائمہ کی اقتداء نقصان دہ ہوگی

وگ ایسا عمل دیکھ کر سمجھیں گے اگر تعدیلِ ارکان ضروری ہوتی تو ہمارے عالم دین اس کے ترک پر اصرار نہ کرتے تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا ۔ حالانکہ ان پر ضروری ہے کہ وہ تعدیلِ ارکان مکمل طور پر بجا لائیں ۔

امام مسلم اور دیگر ائمہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے

من سنّ فی الاسلام سنّة

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ کو

سیئۃً کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا من غیر ان ینقص من اوزارھم شیئٌ۔	جاری کیا اس کا گناہ اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ اس ایجاد کرنے والے پر ہوگا۔ اور ان لوگوں کے گناہ میں کمی نہیں کی جائیگی۔

۸۔ جلد بازی شیطانی عمل ہے

حدیث شریف میں ہے:

ان العجلۃ من الشیطان والتؤدۃ من الرحمٰن۔	جلد بازی شیطان کی طرف سے اور میانہ روی رحمٰن کی طرف سے ہے۔

کیونکہ جلد بازی کی وجہ سے بعض اوقات نمازی اپنے امام سے سبقت لیجاتا ہے۔ جو بالاجماع حرام ہے بلکہ اسلاف میں سے حضرت ابن عمر کے ہاں اور خلف میں امام زفر کے ہاں نماز باطل ہوجاتی ہے: فالحذر۔ الحذر من التلف۔

۹۔ جو اذکار انتقال میں مشروع تھے وہ اس کے بعد ہوجائیں گے

صاحب منیہ نے فرمایا اس صورت میں دو کراہتیں لازم آئیں گی۔

۱۔ اذکار مشروعہ کو ان کے مقام پر ادا نہ کرنا۔

۲۔ اذکار کو ان کے مقام کے علاوہ میں ادا کرنا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مثلاً جب نماز میں قومہ یا اس میں طمانیت کو ترک کردیا تو تسمیع یا تحمید یا دونوں جھکتے ہوئے پڑھے جائیں گے بلکہ بعض اوقات سجدہ میں سر زمین پہ رکھتے کے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ حالانکہ سنت یہ ہے کہ تسمیع کو سر اٹھاتے وقت تحمید اطمینان کے وقت اور تکبیر سجدہ کی طرف جھکتے وقت کہنی چاہیے۔

۱۰۔ اذکار میں لحن کا لازم آنا

تعدیل ارکان کا ترک اذکار میں تبدیلی کا سبب بن جاتا ہے جو بالاتفاق حرام ہے اس پر فتاوی بزازیہ میں تصریح ہے تفصیل یہ ہے کہ تیزی سے بعض اوقات ترکِ حرکت یا تحریک ساکن لازم آجاتی ہے۔

اب اگر اس تبدیلی سے معنی بدل جائے تو نماز باطل ورنہ کراہت لازم آئے گی تو یہ عمل نہایت ہی ناپسندیدہ اور گمراہ کن ہے۔

جب یہ بات واضح ہو گئی تو اس پر تفصیل سے قیاس کرو جب تم ایک دن اور رات کے فرائض، واجبات، سنن مؤکدہ میں کمی کرو گے تو تمہاری رکعتوں کی تعداد ۳۲ ہو گی۔ اور ہر رکعت میں قومہ اور جلسہ ہے۔ اگر آپ ان میں سے ہر ایک میں اطمینان و سکون کو چھوڑو گے تو چونسٹھ گناہ ہو جائیں گے اور اگر آپ ان دونوں (قومہ وجلسہ) کو چھوڑو گے تو وہ ۱۲۸ گناہ تک پہنچ جائیں گے۔ جب ان کے ساتھ اظہارِ معصیت کو ملایا جائے گا تو یہ ۲۵۶ ہو جائیں گے جب رکوع سے پہلے سجدے کی طرف جائے اس طرح دوسرا سجدہ ہر رکعت میں امام سے پہلے ظاہر کرنے کے ساتھ تو تمام ۳۴۸ ہو جائیں گے۔ جب واجبات کا عدم اعادہ اس کے ساتھ ملایا جائے گا تو مجموعہ ۳۹۵ ہو جائیں گے۔

جب کسی نے قومہ چھوڑا تو ہر رکعت میں چار مکروہات لازم آئیں گے۔

۱۔ تسمیع کا اس کی اصل جگہ سے چھوڑنا۔ کیونکہ اس کا محل قومہ کی طرف سر اٹھانے کا ہے۔

۲۔ تسمیع کا غیر محل میں بجالانا اور وہ سجدہ کی طرف جھکنا ہے۔

۳۔ تحمید کو اپنے محل سے چھوڑنا اور اس کا محل طمانیت قومہ ہے۔

۴ ۔ تحمید کا غیر کے محل میں بجا لانا اور وہ سجدہ کی طرف جھکنے کے وقت ہے ۔

جب کوئی نوافل میں مشغول ہوا مثلاً تہجد اور چاشت وغیرہ میں ثواب وہاں گناہ اور مکروہات زیادہ ہوں گے ۔

اور اگر ہم قومہ، جلسہ اور طمانیت کو سنت بھی جان لیں تب بھی دن رات اس کا تارک ہوگا۔ اسی طرح سنن مؤکدہ کا معاملہ ہے ۔

لہٰذا عقل مند پر لازم ہے کہ وہ اپنی باقی زندگی تحصیل علم وعمل میں کمال پیدا کرنے پر لگائے اور زیادہ وقت فرائض، واجبات، سنن مؤکدہ اور اپنی زندگی کی قضا نمازوں پر لگائے تاکہ وقتِ موت وہ گناہگار نہ ہو ۔

ہم ایسے خطرناک اعمال سے اللہ کے دامنِ رحمت میں پناہ لیتے ہیں ۔

وہ اہم مسائل جو
معرفتِ وجوبِ متابعت میں مفید ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔

اے نبی آگاہ کر دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

انما جعل الامام لیؤتم بہ فلا تختلفوا علیہ فاذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا ربنا لک الحمد واذا سجد فاسجدوا۔

(البخاری باب انما جعل الامام لیؤتم بہ)

امام کو اقتدار کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اس کی مخالفت نہ کرو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو۔ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو

انہی سے مرفوعاً ایک روایت ابو داؤد میں بھی ہے کہ امام اقتداء کے لیے بنایا جاتا ہے۔ جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو جب تک وہ تکبیر نہ کہے تم بھی تکبیر نہ کہو۔ جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو۔ اس وقت تک رکوع نہ کرو جب تک وہ رکوع نہ کرے اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھم ربنا لک الحمد کہو۔ یا صرف ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو سجدہ کرو جب تک وہ سجدہ نہ کرے تم اس وقت تک سجدہ نہ کرو۔

(ابو داؤد، باب امام یصلی من قعود)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نے نماز ختم کی تو ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا:

یاایھا الناس انی امامکم	اے لوگو میں تمہارا امام ہوں تم رکوع،
فلا تسبقونی بالرکوع ولا	سجود، قیام اور سلام پھیرنے میں
بالسجود ولا بالقیام ولا	مجھ سے جلدی نہ کرو
بالانصراف۔ (المسلم، کتاب الصلوٰۃ)	

امام نووی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ مقتدی کا امام سے رکوع، سجود، قیام وسلام میں سبقت کرنا حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ہم کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ امام سے جلدی نہ کرو جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو جب رکوع کرے تو رکوع کرو۔ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھم ربنا لک الحمد کہو۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: کہ اس سے پہلے نہ اٹھو۔ (المسلم، کتاب الصلوٰۃ)

امام نودی نے کہا کہ اس فرمان نبوی سے واضح ہو رہا ہے کہ مقتدی پر امام کی اتباع تکبیر۔ قیام۔ قعدہ رکوع وسجود میں واجب ہے یعنی وہ انہیں امام کے بعد کرے تاکہ اس کی نماز اچھی طرح مکمل ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے امام سے پہلے اپنے سر کو اٹھایا یا جھکایا تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے (الموطا، باب مایفعل من رفع راسہ قبل الامام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک کو ڈرنا چاہیئے۔ جو امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے یا سجدے میں پہلے جاتا ہے کہیں اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر نہ بنادیں۔ یا اس کی شکل وصورت گدھے کی شکل وصورت نہ بن جائے۔

(البخاری، کتاب الصلوٰۃ)

شیخ اکمل الدین "شرح مشارق" میں فرماتے ہیں: امام نودی لکھتے ہیں کہ صورت حمار کہنے سے مقصد اس عمل کی شدتِ حرمت کو واضح کرنا ہے۔

امام کرمانی بیان کرتے ہیں کہ یہ سخت وعید ہے۔ کیونکہ مسخ ہونا دیگر عقوبات کی طرح نہیں لہذا مثال بیان کر دی تاکہ کاملاً پرہیز کیا جائے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایسا کرنے والے کی نماز کو باطل قرار دیتے۔ اہل علم کی اکثریت اس کی نماز کا اعادہ لازم قرار نہیں دیتے۔ البتہ اس میں شدید کراہت کا قول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نمازی کو دوبارہ امام کے ساتھ رکوع وسجدہ میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "تم میں سے کوئی شخص بھی امام

سے پہلے اپنے سر کو اٹھائے گا تو وہ اس سے محفوظ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر کتے کا سر بنا دیں گے۔
(مجمع الزوائد، ۲ : ۷۸)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ہم اس وقت تک سجدہ کے لیے نہ جھکے جب تک رسول پاک نے اپنا چہرہ انور زمین پہ نہ رکھا۔
(البخاری)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فجر کی نماز سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پڑھی۔ اس میں آپ نے فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس تلاوت فرمائی۔ ہم میں سے کوئی آدمی نہ جھکا حتیٰ کہ سرور عالم نے سجدہ فرمایا۔
(المسلم، باب متابعۃ الامام)

اقوال فقہاء کرام

اس پر فقہاء کے اقوال بھی ہیں جن میں سے "تاتارخانیہ" میں نقل کیا گیا ہے۔
اگر مقتدی رکوع اور سجود میں امام سے پہلے سر اٹھائے تو رکوع وسجود کا اعادہ اس پر واجب ہے کہ وہ رکوع وسجود میں امام کے ساتھ لوٹ جائے۔
مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا اور امام نے اسے سجدے میں پایا تو تین ائمہ کی رائے کے مطابق جائز ہے۔ لیکن ایسا کرنا مقتدی کے لیے مکروہ ہے۔ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جائز نہیں۔
(ہدایہ، ۱ : ۷۲)

کافی میں ہے کہ اگر مقتدی نے رکوع کیا امام نے اسے رکوع میں پالیا یہ صحیح ہے مگر کراہت ہے۔
اس بات کا ذکر پیچھے کر دیا گیا ہے کہ نماز مکروہ کا لوٹانا واجب ہے۔

صاحب الهدایہ نے کہا ہے کہ ایسا مقتدی نماز لوٹائے تاکہ نماز بغیر کراہت کے ادا ہو جائے۔ اور یہ حکم ہر اس نماز کا ہے جو کراہت کے ساتھ ادا کی گئی ہو۔

(الهدایہ، ۱: ۶۴)

امام ابن ہمام نے فرمایا کہ شیخ قوام الدین کاکی نے "شرح المنار" میں وجوب کی تصریح کی ہے اور حدیث مشہور کے الفاظ صل فانکؐ لم تصل (دوبارہ نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی) بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔

کشف الغوامض میں ہے:

"جنبی کے طواف کا لوٹانا واجب ہے جیسے اس نماز کا لوٹانا واجب ہے جسے کراہت کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔

(فصل)

حالتِ رکوع میں اقتداء امام کی معرفت

امام کے ساتھ حالتِ رکوع میں اقتداء کی معرفت اہم ہے۔ اگر تکبیر کہی اور امام نے مقتدی سے پہلے رکوع کیا پھر مقتدی نے رکوع کیا تو اس کی اقتداء صحیح ہوگی اور رکعت بھی شمار کی جائے گی۔ اگر امام نے تکبیر کہی اور امام نے اپنا سر مقتدی کے رکوع میں جانے سے پہلے اٹھایا تو یہ اقتداء صحیح ہے لیکن رکعت شمار نہیں ہوگی۔ لیکن سارا معاملہ اس وقت ہے جب تکبیر حالتِ قیام میں ہو اگر کسی نے جھک کر تکبیر کہی جیسے عوام اور جاہل جلدی کی وجہ سے کر لیتے ہیں تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ قدرت رکھنے والے پر تکبیر تحریمہ میں قیام شرط ہے تو ان کا حال کیا ہوگا جو رکوع کی حالت میں تکبیر کہتے ہیں۔ اس وقت تو کبھی بھی رکعت شمار نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کسی نے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی پھر رکوع کی تکبیر کہی رکوع میں یا اس کو چھوڑ دیا تو یہ نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہوگی۔

ان مسائل سے کتب مالامال ہیں لیکن ہم نے غافلین کو بیدار کرنے کی سعی کی ہے۔ خواہ اپنے زعم میں علماء و مشائخ ہی کیوں نہ ہوں۔

(فصل)

معرفتِ آدابِ سجدہ

سجدے کے آداب کا جاننا بھی اہم ہے صحتِ سجدہ کے لیے پیشانی کا زمین پر ٹکنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے کسی حائل ہونے والی چیز پہ سجدہ کیا اور سجدہ میں اس طرح اطمینان نہ تھا کہ پیشانی زمین پہ ٹکے تو متفقہ طور پر اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور یہ عمل کثرت سے وقوع پذیر ہوتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب لوگ نمازیں جلدی کرتے ہیں۔ وہ مصلّٰی کے اوپر رومال رکھ دیتے ہیں اور اپنے سر کو نیچے کرتے ہیں مگر سر ٹکاتے نہیں تو اس میں بڑا حرج اور گناہ لازم آتا ہے کیونکہ اس کی نماز باطل ہوگی۔ اور اس کی زندگی ضائع ہو جاتی ہے۔

اگر اس نے پگڑی کے پلّو پہ یا اپنے کپڑے کی ایک طرف پہ سجدہ کیا اور اگر اس نے دونوں میں حجم پایا تو اس کی نماز مکروہ ہے اور نماز کا لوٹانا واجب ہے اور اس کی نماز امام شافعی کے نزدیک صحیح نہیں ہے لہٰذا اس سے احتراز نہایت ضروری ہے۔

ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں نقل کیا ہے:

كان اذا سجد مكن انفه وجبتهه ونحى يديه عن ضبعيه ووضع كفه حذو منكبيه۔	جب آپ سجدہ فرماتے تو اپنی ناک اور پیشانی کو خوب زمین پر جماتے۔ اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے اور ہتھیلیوں کو کاندھوں کے برابر رکھتے۔
(سنن ابوداؤد، باب افتتاح الصلوٰة)	

(فصل)

امام کی متابعت!

اہم مسائل میں سے امام کی متابعت حتی کہ سلام میں بھی ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ پہلے گذر بھی چکا ہے۔ امام ابن ہمام نے اس پر بہت اچھی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ کہ مسبوق قدر تشہد کے بعد چند مقامات کے علاوہ سلام سے پہلے کھڑا نہ ہو۔ وہ چند مقامات یہ ہیں:

۱۔ جب مسبوق کو یہ خطرہ ہو کہ امام کے انتظار میں مسح کی مدت ختم ہو جائے۔

۲۔ مسبوق، جمعہ، عیدین اور فجر میں یا معذور وقت نکل جانے کا خوف رکھتا ہو۔

۳۔ حدث لاحق ہونے کا خطرہ ہو۔

۴۔ لوگوں کا اس کے سامنے سے گزرنے کا خوف ہو۔

اگر ان کے علاوہ قدر تشہد کے بعد کھڑا ہوا تو صحیح ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ امام کی متابعت نص سے ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انما جعل الامام لیؤتم به فلا	امام اتباع کے لیے مقرر کیا گیا ہوتا ہے
تختلفوا علیہ۔	اس کے خلاف نہ کرو۔

یہ اور دیگر احادیث جو وجوب متابعت پر دال و شاہد ہیں ان کی مخالفت

لازم آئے گی ۔

اور اگر مقتدی امام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو " النوازل " میں ہے اگر اس نے امام کے تشہد سے فارغ ہونے کے بعد اتنی قرأت کر لی جو کافی تھی وہ نماز جائز ورنہ نا جائز ۔ یہ اس مسبوق کی بات ہے جس کے لئے ایک یا دو رکعات کا معاملہ ہو۔ اگر تین رکعات ہوں تو اب اگر تشہد امام کے بعد قیام ہو گیا اگرچہ قرأت نہیں کی تو بھی جائز کیونکہ وہ عنقریب دو رکعات میں قرأت کرے گا اور قرأت دو ہی رکعات میں فرض ہے ۔ اگر صحیح مقام پر کھڑا ہو گیا اور سلام امام سے فارغ ہو کر اس نے سلام میں اتباع کر لی تو بعض نے کہا نماز فاسد مگر فتوی عدم فساد پر ہے ۔

(فصل)

ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کی اصلاح پر زیادہ توجہ دیجئے

یہ بھی نہایت اہم بات ہے کہ صرف اپنے ظاہر کو اتباع و اطاعت سے اس طرح نہ حسین بنایا جائے کہ باطن خراب و برباد ہی رہے۔ بلکہ ظاہری اعمال کا حسنِ نیت اور اخلاص کے ساتھ مزیّن ہونا ضروری ہے جیسا کہ علیحدہ رسالہ "تطھیر الطویة بتحسین النیة" میں بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۔

جو شخص اپنے رب سے ملاقات کا امیدوار ہے اسے چاہیئے وہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

(سورۃ الکھف، ۱۱۰)

امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ معنی آیت یہ ہے کہ عبادت میں نہ ریاکاری کرے اور نہ اس پر اجر طلب کرے۔

امام زمخشری فرماتے ہیں عبادت میں شرک سے روکنے سے مراد یہ ہے کہ اپنے اعمال کے ساتھ ریا نہ کرے اور فقط اللہ کی رضا کا طالب رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاؤُنَ۔	افسوس ان نمازیوں پر جو اپنی نمازوں کو بھولے ہوئے ہیں اور وہ ریاکاری کرتے ہیں۔

(سورۃ الماعون ۴، ۵، ۶)

منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دیہاتی کو نماز پڑھتے دیکھا وہ نماز میں غلطی کر رہا تھا۔ آپ نے اس پر درہ اٹھایا تو اس نے کہا مجھے سکھائیے تاکہ میں کسی رکن کو ترک نہ کروں۔ فرمایا تمام ارکان اطمینان کے ساتھ ادا کر۔ پھر اسے کہا، اپنی نماز کو لوٹا اور اپنی زندگی میں اضافہ کر۔ اس نے تعلیم کے مطابق نماز ادا کی پھر اس سے پوچھا گیا۔ یہ نماز بہتر ہے یا پہلی؟ وہ کہنے لگا۔ پہلی نماز بہتر تھی کیونکہ اللہ کے لئے تھی اور یہ دُرّہ کے خوف کی وجہ سے تھی۔ حضرت عمر اس پر مسکرائے اور تعجب کا اظہار فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي	جو شخص دنیا اور اس کی زینت چاہتا ہے ہم دنیا میں ہی اس کے اعمال کا معاوضہ دے دیتے ہیں اس میں کوئی کمی نہیں کی جاتی اور ان کے لیے آخرت میں آگ

الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ — کے سوا کچھ نہیں جو کچھ انہوں نے کیا
مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَ بَاطِلٌ — وہ ضائع اور ان کے اعمال باطل۔
مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(سورۃ ھود، ۱۵، ۱۶)

صاحب الکشاف معنی آیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے لیے کوئی ثواب نہیں کیونکہ وہ آخرت کے اجر وثواب کا ارادہ نہیں رکھتے اور وہ دنیا کا ارادہ رکھتے تھے جو انہیں ادا کر دیا گیا۔

"وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" اور ان کے اعمال باطل ہوں گے۔ کیونکہ طریقہ صحیحہ پر ادا نہیں کئے اور باطل عمل کا کوئی ثواب نہیں۔

(الکشاف، ۲: ۲۱۰)

امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "جان لو کہ عقل اس پر قطعی طور پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ یہ —— دنیا میں تعریف کی طلب کے لئے اور ریا کے لئے اعمال بجالایا۔ یہ اس وجہ سے کہ اس کے دل پر دنیا کی محبت غالب تھی اور آخرت کی محبت اس کے دل میں موجود نہ تھی۔ کیونکہ اگر آخرت کی حقیقت اور اس کی برکات سامنے ہوتیں تو وہ اسے دنیا کی خاطر سے روک دیتی۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ وہ دنیا میں زیادہ رغبت رکھتا ہوگا اور آخرت کی طلب ہی نہیں۔ جو اسی حال میں مرگیا تو اس کی دنیا کے تمام منافع ختم ہو جائیں گے اس کو پانے سے عاجز ہو جائے گا۔ اس وقت اس میں اس کو پانے کی قدرت نہ ہوگی۔ اور انسان جس چیز سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے پھر اس کے اور مطلوب کے درمیان کوئی حائل ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا دل حسرت سے معمور و مشغول ہو جائے ثابت ہوا —— جو دنیوی احوال کی طلب کے عمل کے ساتھ آئے گا۔

وہ اس عمل سے دنیوی فائدہ پائے گا۔ پھر اگر وہ مرگیا تو سوائے آگ کے اس میں سے کچھ نہیں حاصل کرے گا۔ اس کے یہ عمل آخرت میں بے سود، باطل اور بے اثر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ
نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ
يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ
مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ
نَصِيْبٍ۔

جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے۔ ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اسے وہی عطا کر دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

(سورۃ الشوریٰ، ۲۰)

دوسرے مقام پر فرمایا:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ
عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاۗءُ
لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ
يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا
وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى
لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَاُولٰۗىِٕكَ كَانَ سَعْيُهُمْ
مَّشْكُوْرًا۔

جو شخص دنیا چاہتا ہے ہم اسے جس طرح چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں۔ پھر اسے ہم جہنم میں ذلیل و رسوا کر کے ڈال دیتے ہیں اور جو آخرت چاہتا ہے اور حالت ایمان میں اس کے لیے کوشاں رہتے ہیں ان کی سعی نہایت ہی ماجور ہے۔

(سورۃ الاسراء، ۱۸، ۱۹)

امام بیضاوی "لھا" کے لام کا فائدہ بیان کرتے ہیں کہ یہ بتا رہا ہے کہ اعتبار نیت اور خلوص کا ہی ہے۔ (البیضاوی، ۱: ۵۸۱)

امام زمخشری فرماتے ہیں "سعی کے مشکور" ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں:
۱۔ آخرت کا پکا ارادہ ہو، دھوکے کی زندگی سے دوری ہو۔
۲۔ سعی اس کام میں ہو جس کے کرنے اور چھوڑنے کا حکم ہو۔
۳۔ ایمان صحیح ثابت ہو یعنی عقیدہ درست ہو۔
(الکشاف ۲: ۳۵۶)

امام ابولیث کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کی رضا کے بغیر کوئی کام کیا اس کا آخرت میں کوئی ثواب نہیں اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کام کیا تو اس کا عمل مقبول ہوگا۔ اور کوشش مشکور ہوگی۔

اس باب میں احادیث مبارکہ بہت زیادہ ہیں مگر ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ حضرت ضحاک بن قیس سے روایت ہے کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ میں بغیر شریک ہوں۔ پس جس نے میرے ساتھ شریک بنایا پس وہ میرا شریک ٹھہرا۔ اے لوگو! اعمال کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انہی اعمال کو قبول فرماتا ہے جو خالصۃً اسی کے لئے ہوں۔ یہ نہ ہو کہ یہ اللہ اور رشتہ داروں کے لیے ہے کیونکہ وہ عمل اللہ کے لیے نہ ہوگا۔ یہ بھی نہ کہو کہ یہ اللہ تعالیٰ اور ہماری ذات کے لیے ہے کیونکہ وہ تمہاری ذوات کے لئے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہوگا۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار، ۴: ۲۱۷)

۲۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اس آدمی کے بارے میں کیا فرمان ہے جو اس کے لیے جہاد کرتا ہے کہ اسے اجر، شہرت اور مال ملے۔

فرمایا اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔ اس نے تین دفعہ سوال دہرایا۔ آپ نے یہی فرمایا اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔ پھر فرمایا:

ان اللّٰہ لا یقبل من العمل	اللہ تعالیٰ اس عمل کے سوا کسی عمل کو
الا ما کان خالصاً	قبول نہیں فرماتا جو فقط اس کی
وابتغی بہ وجہ اللّٰہ	رضا کے لیے کیا گیا ہو۔
سبحانہ۔	(سنن نسائی، کتاب الجہاد)

۳۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الدنیا ملعونۃ وملعون	اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب کے سوا
ما فیھا الا ما ابتغی بہ وجہ	دنیا میں جو کچھ ہے، لعنتی ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ۔ (الترمذی باب ماجاء فی ھوان الدنیا علی اللہ عزوجل)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

من تزیّن بعمل الآخرۃ و	جس نے عمل آخرت اپنایا مگر آخرت
ھو لا یریدھا لعن فی السموات	مقصود نہ تھی اس پر زمین و آسمان
والارض۔ (مجمع الزوائد ۱۰: ۲۲۰)	میں لعنت برستی ہے۔

۵۔ حضرت جارود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من طلب الدین بعمل الآخرۃ	جس نے آخرت کے عمل سے دنیا کو
طمس وجھہ ومحق ذکرہ	طلب کیا اس کا چہرہ مسخ اور ذکر

واثبت اسمہ فی النار۔	مٹ جائیگا اور اس کا نام جہنم میں
(المعجم الکبیر ۲۱: ۲۶۸)	لکھا جائے گا۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جُبّ الحزن سے پناہ مانگو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب الحزن کیا ہے؟ فرمایا۔ جہنم کی وہ وادی ہے جس سے باقی جہنم ایک دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ عرض کی گئی پیارے آقا اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا:

اعد القرّاء المرائین	وہ ان قراء کے لئے ہے جو اعمال
باعمالھم وان ابغض	میں ریاکاری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
القراء الی اللہ تعالیٰ الذین	کے ہاں وہ قراء سب سے ناپسند ہیں جو
یزورون الامراء۔	امرا کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔

(ابن ماجہ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ)

۷۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ خوف وخطر والی چیز جس سے میں تم کو ڈراتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ شرکِ اصغر کیا ہے؟ فرمایا ریاکاری!

یقول اللہ عزوجل اذا	اللہ تعالیٰ جب جزا دے گا تو ریاکاری
جزی الناس باعمالھم اذھبوا	کرنے والوں سے فرمائے گا تم ان
الی الذین کنتم تراؤن فی	کے پاس جاؤ جن کی خاطر تم نے
الدنیا فانظروا۔	دنیا میں عمل کئے۔ تو دیکھو کیا ان
(مسند احمد ۵، ۴۲۸)	کے پاس جزا ہے؟

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں شرکاء کے شرک سے بے نیاز ہوں۔

فمن عمل لی عملاً اشرک	جس نے میرے لیے عمل کیا اور
فیہ غیری فانا منہ بری	اس میں میرے غیر کو شریک کیا تو میں
وھو للذی اشرک۔	اس سے بری ہوں۔ وہ عمل اس
(المسلم، کتاب الزھد)	شریک کا ہے۔

۹۔ حضرت قاسم بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یقبل اللہ عملاً فیہ	اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول نہیں فرمائیں
مثقال حبۃ خردل من	گے جس میں رائی کے دانے کے برابر
ریاء۔	ریا ہوگی۔

۱۰۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی خاطر عمل کرنا، عمل سے سخت ہے۔ آدمی جب عمل کرتا ہے تو اس کا اچھا عمل لکھا جاتا ہے جسے وہ چھپا کر کرتا ہے اس پر اسے ستر گنا زیادہ اجر دیا جاتا ہے۔ شیطان انسان کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے حتیٰ کہ وہ شخص اس عمل کا ذکر لوگوں میں اعلانیہ کر دیتا ہے تو وہ عمل اعلانیہ لکھا جاتا ہے اور اس کے ستر گنا اجر کو مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اور وہ اسے دوسری بار لوگوں سے ذکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے اور اس پر اس کی تعریف کی جائے پھر یہی عمل اس کے حق میں ریا بن جاتا ہے اور ریا لکھی جاتی ہے ۔۔۔ پس اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔ اپنے دین کو بچاؤ۔ بے شک ریا شرک ہے۔ (الدر المنثور، ۵، ۴۷۴)

۱۱۔ حضرت جندب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اللہ تعالٰی کے لیے عمل کرتا ہوں مگر جب اطلاع دیجاتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں۔ حضور نے فرمایا:

لا یقبل اللّٰہ ما شورک فیہ۔	اللہ تعالٰی اس عمل کو قبول نہیں فرماتا جس میں کسی دوسرے کو شریک کیا گیا ہو۔

(الترمذی، باب العمل)

۱۲۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے دو اجر ہیں۔ ایک خفا کا اور دوسرا ظاہر کا اجر۔ لیکن اس وقت ہے جب تعلیم مقصود ہو۔ (ابن ماجہ، کتاب الزھد)

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من تعلم علماً لغیر اللّٰہ فلیتبوا مقعدہ من النار۔	جس نے اللہ کے علاوہ کسی کے لئے علم سیکھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(الترمذی، باب ماجاء فیمن یطلب بعلمہ الدنیا)

۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا یتعلمہ الا یصیب بہ عرضاً من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیامۃ۔	جس نے وہ علم جو اللہ تعالٰی کی رضا کی خاطر سیکھنا تھا وہ دنیا کو پانے کی خاطر سیکھا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

(ابوداؤد، باب فی طلب العلم لغیر اللہ)

۱۵۔ ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ عنہ نے ہم کو

خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو اس شرک سے ڈرو۔ اس میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدگی ہے۔

حضرت عبداللہ حزن اور قیس بن مغارب رحمۃ اللہ علیہما اٹھے اور انہوں نے کہا خدا کی قسم اس پہ کوئی حوالہ دو۔ فرمایا: ہاں۔

ایک دفعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا لوگو اس شرک سے ڈرو جس میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدگی ہے۔ جو اللہ نے جسے چاہا اس نے پوچھا کہ ہم اس سے کیسے بچیں۔ حالانکہ وہ تو چیونٹی کی چال کی آواز سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا نَعْلَمُہٗ۔	اے اللہ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں اس بات سے کہ ہم تیرے ساتھ شرک کریں ایسی شے سے جسے ہم جانتے ہوں اور ہم معافی مانگتے ہیں اس شے سے جسے ہم نہیں جانتے۔
(مسند احمد، ۴: ۴۰۳)	

ابو علی کی روایت میں حضرت حذیفہ سے ہے کہ سرکار نے یہ دعا روزانہ تین مرتبہ پڑھنے کے لیے فرمایا۔

ھم اس دعا پہ ہی اکتفا کرتے ہیں جو ریا سے خلوص کا سبب ہے۔ وہ ریا جس میں چیونٹی کی چال کی طرح پوشیدگی ہے جو تاریک رات میں کالے پتھر پہ چلتی ہے کلام کا حاصل یہ ہے کہ علماء کے سوا ساری مخلوق ہلاک ہو گی اور علماء ہلاک ہو جائیں گے مگر عامل نہیں، عامل بھی ہلاک ہوں گے مگر مخلصین اور مخلصین کو بھی بہت بڑے خطرے کا سامنا ہے۔

اللہ ہمیں علم نافع عطا کرے اور عمل صالح کی توفیق دے اور ہمیں مخلصین کا درجہ عطا فرمائے۔ خاتمہ بالخیر کرے اور مقام اعلیٰ تک پہنچا دے ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ کا انعام ہے یعنی نبیین، صدیقین، شہداء، صالحین۔ یہی اچھے ساتھی ہیں۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین

والحمد للہ رب العلمین

الرحمة المهداة فی فضل الصلاۃ

نماز

کی

اہمیت و فضیلت

تصنیف

امام یوسف بن اسمٰعیل النبہانی

ترجمہ

حافظ محمد طاہر نجمی، ایم۔اے

مرکز تحقیقاتِ اسلامیہ

۲۰۵۔ شادمان لاہور فون: ۷۵۸۰۰۰۴

اَلخُشُوعُ فِی الصَّلَاۃِ

امام ابنِ رجبؒ حنبلی

دعائے نبوی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا
يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَ
مِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ
لَا يُسْمَعُ۔

(ترجمہ) اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے (بھاگ کر) جو نافع نہ ہو، اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو۔ اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو مقبول نہ ہو۔

فہرست

۱	خشوع کا مفہوم	۱۶۹
۲	خشوعِ نفاق منع ہے	۱۷۲
۳	نماز میں خشوع	۱۸۴
۴	نمازیوں میں تبدیلی	۱۸۹
۵	رکوع سراپا خشوع	۱۹۱
۶	سجدہ کامل خشوع کا مظہر	۱۹۲
۷	دعا اور خشوع	۱۹۶
۸	اے اللہ مجھے مسکینوں میں رکھ	۱۹۹
۹	مسکین کا معنی	۲۰۰
۱۰	مقامِ عبدیت کی فضیلت	۲۰۲
۱۱	حکمت لقمان کو جامع چھ چیزیں	۲۰۶
۱۲	دلوں کی دعا پانچ چیزیں	۲۰۷
۱۳	دعا قبول نہ ہونے کی دس وجوہات	۲۰۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین والحمد للہ رب العالمین !

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو اپنے لیے شکستہ دلوں کو جوڑ دینے والا ہے۔ اپنے فضل وکرم سے بخشش مانگنے والوں کے گناہ معاف فرمادیتا ہے ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے ۔ اس کی مثل نہیں ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں جنہیں اس نے کامل رہنمائی اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کردیں اور یہ اختیار دیا کہ آپ چاہیں تو فرشتہ مرسل بن جائیں چاہیں تو عبد رسول بن جائیں تو آپ نے عبودیت و رسالت کو اختیار کرلیا۔ اتنا عظیم شرف و مقام پانے کے باوجود یہ دعا کرتے :

اللھم احینی مسکینا	اے اللہ مجھے حالتِ مسکینی میں رکھ
وامتنی مسکینا واحشرنی	اس میں موت عطا فرما اور مساکین کے
فی زمرۃ المساکین۔	گروہ میں مجھے اٹھا۔

(الترمذی ، ۲ : ۵۶)

صلوٰۃ وسلام ہو آپ پر ، آپ کے آل و اصحاب پر اور آپ کے متبعین پر بھی ۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد ـــــــ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی بارگاہ میں جھکنے والوں، عظمتِ الٰہیہ کے سامنے ڈرنے اور عاجزی و خشوع کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ	بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی
فِي الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُوْنَنَا	کرتے ہیں اور ہمیں پکارتے ہیں
رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَ كَانُوْا لَنَا	امید اور خوف سے اور ہمارے حضور
خَاشِعِيْنَ ـ (الانبیاء، ۹۰)	گڑگڑاتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَ الْخَاشِعِيْنَ وَ الْخَاشِعَاتِ	اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی
اِلٰى قَوْلِهٖ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ	کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے
مَغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ـ	بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا
(الاحزاب، ۳۵)	ہے۔

سب سے اعلیٰ عبادت نماز کی محافظت کرتے ہوئے خشوع کرنے والے اہلِ ایمان کے بارے میں فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ	بے شک مراد کو پہنچے وہ ایمان
الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ	والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔
خَاشِعُوْنَ ـ (المومنون، ۱-۲)	

جو صاحبانِ علم اللہ کا کلام سن کر خشوع اختیار کرتے ہیں ان کی تعریف یوں کی:

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ	بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے
قَبْلِهٖ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ	سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا	ہے، ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر

وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ	پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں پاکیزگی ہے
كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا	ہمارے رب کو بے شک ہمارے
وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ	رب کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ اور ٹھوڑی
وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۔	کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور
(الاسراء، ۱۰۷ ـ ۱۰۹)	یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے

خشوع کا مفہوم

اصلاً خشوع، دل کا رقیق، نرم، ساکن، عاجز اور سوز و گداز کے ساتھ منکسر ہونا ہے۔ جب دل میں خشوع کی کیفیت ہوگی تو باقی اعضاء و جوارح میں میں تابع ہونے کی وجہ سے از خود یہ کیفیت پیدا ہو جائے گی جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ان فی الجسد مضغة	سنو، جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے
اذا صلحت صلح الجسد	اگر وہ صحیح رہے تو تمام جسم صحیح اور
کله و اذا فسدت فسد	اگر وہ فاسد ہوگیا تو تمام جسم فاسد
الجسد کله الا وهی القلب	ہو جاتا ہے یاد رکھو وہ دل ہی ہے۔

(البخاری ۱، ۱:۱۷)

تو جب دل خشوع والا ہوگا تو کان، آنکھیں، سر، چہرہ اور بقیہ تمام اعضاء حتی کہ ان سے صادر ہونے والی اشیاء مثلاً کلام میں بھی خشوع کی کیفیت ہوگی۔

یہی وجہ ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے رکوع میں اللہ کے حضور یوں عرض کرتے:

خشع لک سمعی وبصری	میرے کان، آنکھیں، دماغ،

ومخی وعظمی وفی روایة	ہڈیاں اور ہر وہ شی جس پر میں کھڑا
وما استقل به قدمی	ہوں تیری بارگاہ میں جھکی ہوئی ہیں ۔

(المسلم ، ۷۷۱)

بعض اسلاف نے کسی شخص کو نماز میں ہاتھ کو ادھر ادھر کرتے دیکھا تو فرمایا :

لوخشع القلب هذا	اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے
لخشعت جوارحه ۔	اعضاء پر بھی خشوع طاری ہوتا ۔

یہ مذکورہ ارشاد حضرت حذیفہ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب ہے بعض روایات کے مطابق یہ ارشاد نبوی ہے مگر سندِ صحیح کے ساتھ ثابت نہیں ۔

شیخ مسعودی ، ابو سنان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے اَلَّذِیْنَ هُمْ فِی صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (وہ اپنی نماز میں خشوع کرنیوالے ہوتے ہیں) کے بارے میں فرمایا :

هو الخشوع فی القلب	یہ دل کا خشوع ہے ۔
وان تلین کنفک للمرء	مسلمان کے لیے تو نرمی اختیار
المسلم وان لا تلتفت فی	کرے اور نماز میں ادھر ادھر
صلاتك ۔	توجہ نہ کرے ۔

(الزھد لابن مبارک : ۱۱۴۸)

حضرت عطاء بن سائب نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا :

الخشوع خشوع القلب	خشوع دل کا جھکنا اور دائیں
وان لا تلتفت یمینًا	بائیں نہ دیکھنا ہے ۔
ولا شمالاً ۔	

حضرت علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خاشعون کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے :

خاشعون ای خائفون ساکنون۔	خشوع کرنے والے یعنی ڈرنے اور سکون والے۔

شیخ ابن شوذب، امام حسن بصری کے حوالے سے لکھتے ہیں :

کان الخشوع فی قلوبہم فغضوا لہ البصر فی الصلاۃ۔	خشوع دلوں میں ہونے کا اثر یہ ہے کہ نماز میں ان کی آنکھیں پست اور جھکی ہوئی ہوں۔

شیخ ابن ابی نجیح نے حضرت مجاہد سے "کانوا لنا خاشعین" کی تفسیر متواضعین (تواضع کرنے والے) کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں زمین کا وصفِ خشوع بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَ مِنْ اٰیَاتِہٖٓ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَۃً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْھَا الْمَآءَ اھْتَزَّتْ وَ رَبَتْ۔	اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی ہے۔ پھر جب ہم نے اس پہ پانی اتارا، تروتازہ ہوئی اور بڑھ چلی۔

(حم السجدۃ ۳۹)

تو زمین کا خشوع اس کا ساکن ہونا اور پست ہونا ہے۔ اسی طرح دل میں جب خشوع ہوگا تو اتباعِ نفس سے پیدا ہونے والے خیالات اور ارادوں سے وہ ساکن ہوگا اور اللہ کی بارگاہ میں منکسر اور جھکا ہوا ہوگا اور اس سے تکبر، بلندی اور بڑا ہونے کا تصور زائل ہو جائے گا تو جب دل ساکن ہوگا تو باقی اعضاء وجوارح اور حرکات حتیٰ کہ آواز میں بھی خشوع ہوگا۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے آواز کا وصف خشوع بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ (طٰہٰ: ۱۰۸)

اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہوکر رہ جائیں گی۔

آواز کا خشوع یہی ہے کہ وہ پست اور پُر سکون ہو۔

اسی طرح روزِ قیامت کفار کی آنکھوں اور چہروں کے بارے میں ہے کہ ان پر خشوع یعنی شرمندگی طاری ہوگی۔

یہ گفتگو واضح کر رہی ہے کہ خشوع تمام اعضاء میں ہوتا ہے۔

خشوعِ نفاق منع ہے

اگر کوئی انسان باقی اعضاء میں بتکلّف خشوع لائے مگر اس کا دل خشوع سے خالی ہو تو یہ خشوع نفاق ہوگا۔ اس سے اسلاف پناہ مانگتے رہے ہیں جیسے کہ منقول ہے کہ ایک بزرگ نے کہا خشوع نفاق سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ ان سے عرض کیا گیا کہ یہ خشوع کونسا ہے؟ فرمایا:

ان ترٰی الجسد خاشعًا و القلب لیس بخاشع.

جسم خشوع والا مگر دل خشوع سے خالی ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو بہت زیادہ سر جھکائے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

ارفع رأسك فان الخشوع لا یزید علی ما فی القلب.

سر اٹھاؤ کیونکہ خشوع جو دل میں ہے اس سے زائد کا اظہار نہ کرو

تو جس نے دل کے خشوع سے خالی ہوتے ہوئے خشوع کا اظہار کیا اس نے نفاق در نفاق کا مظاہرہ کیا۔

تو اصلاً خشوع دل میں اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کے جلال و عظمت اور کمال کی معرفت سے پیدا ہوتا ہے جسے جتنی معرفت ہوگی وہ اتنا ہی زیادہ خشوع والا ہوگا۔ دلوں کے خشوع کے لیے مقتضی صفات کے مشاہدہ میں تفاوت کی وجہ سے خشوع میں تفاوت ہوگا۔ کوئی اللہ تعالےٰ کا بندے کے قریب ہونے، اس کے راز و اسرار کو جاننے پر اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے خشوع اختیار کرے گا اور اپنے حرکات و سکنات کی نگہداشت کرے گا تو کوئی اللہ تعالیٰ کے کمال و جمال کے مطالعہ سے اس کی محبت میں مستغرق اور اس کی ملاقات و زیارت کے شوق میں خشوع کرے گا۔ اور کوئی اس کی گرفت، انتقام اور عذاب کے خوف پر خشوع کرے گا۔ اور اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ ایسے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والا ہے۔

اور وہ اس بندے کے نہایت ہی قریب ہوتا ہے جو نماز میں اس سے سرگوشی کرتا ہے اور اپنے چہرے کو حالت سجدہ میں مٹی پر رکھ دیتا ہے جیسا کہ دعا کرنے، اس سے مانگنے اور سحری کے وقت اپنے گناہوں پر معافی مانگنے والوں کے قریب ہوتا ہے۔ ان کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ ان کے سوال پر عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب و مقبولیت سے بڑھ کر کوئی شے بندے کے دل کو جوڑنے والی نہیں ہو سکتی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الزھد میں حضرت عمران سے روایت کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔

الھی این ابغیك؟ قال ابغنی عند المنکسرۃ قلوبھم من اجلی انی ادنو منھم کل یوم باعًا فلولا ذلك لانھدموا (الزھد: ٦١)	اے اللہ میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ فرمایا مجھے میری خاطر ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس تلاش کرو میں ہر روز ان کے پاس ہوتا ہوں اگر ایسا نہ ہو تو وہ ختم ہو جائیں۔

شیخ ابراہیم بن الجنید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب المحبۃ میں جعفر بن سلیمان سے نقل کیا کہ میں نے حضرت مالک بن دینار سے مذکورہ گفتگو سنی تو میں نے ان سے یہ سوال کیا :

کیف المنکسرۃ قلوبھم ؟ دلوں کے ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟

فرمایا میں نے یہی سوال اپنے شیخ سے کیا تھا تو انہوں نے فرمایا میرے شیخ نے حضرت عبداللہ بن سلام سے یہی سوال پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا :

المنکسرۃ قلوبھم بحب اللہ عز وجل۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ٹوٹ جاتے ہیں ۔

حدیث صحیح بھی اس پر شاہد ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے اوپر آنے والی مصیبت پر اللہ کی قضا سمجھ کر راضی و مطمئن ہو جاتا ہے تو اسے اللہ کا قرب نصیب ہو جاتا ہے۔ مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ روزِ قیامت بندے سے فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تھا تو نے میری عیادت نہیں کی وہ عرض کرے گا تو رب العالمین ہے ۔ میں تیری عیادت کیسے کرتا ؟ فرمایا تو نہیں جانتا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے عیادت نہیں کی تھی ۔

اما علمت انک لو عدتہ لوجدتنی عندہ ۔ کیا تو نہیں جانتا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو اسے کے پاس پالیتا۔

(المسلم حدیث ۶۹ ۲۵)

امام ابو نعیم نے شیخ حمزہ سے شیخ ابن شوذب کے حوالے سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ جانتے ہیں میں نے آپ کو لوگوں میں سے کلام اور رسالت کے لیے کیوں منتخب کیا ؟ عرض کیا اے رب کریم میں

نہیں جانتا فرمایا:

لانہ لم یتواضع لی احد قط تواضعک۔ — کیونکہ میری بارگاہ میں آپ جیسی تواضع کسی نے نہیں کی۔

اور تواضع، خشوع ہی کا دوسرا نام ہے اور یہی علم نافع جو علوم میں سے سب سے پہلے اٹھالیا جائے۔ امام نسائی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا تو فرمایا اس وقت علم اٹھالیا جائے گا تو ایک انصاری صحابی زید بن لبید نے عرض کیا یارسول اللہ کیا علم اٹھ جائے گا حالانکہ وہ سینوں میں محفوظ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان کنت لاحسبک من افقہ اھل المدینۃ۔ — اگرچہ تجھے تمام اہل مدینہ سے بڑا عالم تصور کیا جائے۔

اس کے بعد فرمایا کہ یہود کے پاس کتاب تھی اس کے باوجود وہ گمراہ ہو گئے۔ صحابی کہتے ہیں میں حضرت شداد بن عوف رضی اللہ عنہ کو ملا اور یہ عوف بن مالک والی حدیث انہیں سنائی تو انہوں نے فرمایا عوف نے سچ کہا اور کہا کہ میں تجھے اس چیز کے بارے میں اطلاع نہ دوں جو پہلے اٹھالی جائے گی۔ میں نے عرض کیا ہاں ضرور تو انہوں نے فرمایا سب سے پہلے

الخشوع حتی لا تری خاشعاً۔ — خشوع اٹھالیا جائے گا حتی کہ تجھے کوئی خشوع کرنے والا دکھائی نہ دے گا۔

امام ترمذی نے جبیر بن نفیر سے بیان کیا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا:

لوشئت لحدثتک باول — اگر آپ چاہیں کہ میں تجھے بتادوں

علم یرفع من الناس	کہ سب سے پہلا علم جو لوگوں سے اٹھا
الخشوع یوشک ان تدخل	لیا جائے گا وہ خشوع ہے ۔ تو
المسجد الجامع فلا تری	جامع مسجد میں داخل ہوگا تو وہاں
فیہ رجلاً خاشعًا۔	کسی کو بھی خشوع کرنے والا نہیں
	پائے گا ۔

محدثین کے ہاں روایت نسائی راجح ہے :

سعید بن لبشیر نے امام حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اول ما یرفع من الناس	لوگوں سے سب سے پہلے جو چیز اٹھالی
الخشوع ۔	جائے گی وہ خشوع ہے ۔

ابوبکر بن ابی مریم نے اسے شیخ حمزہ بن حبیب سے مرسلاً روایت کیا ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے :

تو علم نافع وہ ہوتا ہے جو دل میں سکینت وطمانیت، اللہ کی بارگاہ میں خشوع و خضوع اور تواضع وانکساری پیدا کر دے اور اگر علم ایسی بات پیدا نہیں کرتا تو یہ فقط زباں پر ہوا جو ابن آدم کے خلاف بطور حجت ہوگا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

ان اقوامًا یقرؤن القرآن	کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ
لا یجاوز تراقیھم ولکن اذا	ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے
وقع فی القلب یرسخ فیہ	گا لیکن جن کے دل میں راسخ ہو
نفع صاحبہ ۔	گیا اسے یہ نفع دے گا ۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ علم کی دو اقسام ہیں :

علم باللسان وعلم بالقلب	زبان پر علم اور دل میں علم ۔ دل کا
فعلم القلب ھو العلم النافع	علم نافع ہے مگر زبان پر علم ابن آدم
وعلم اللسان حجۃ اللہ علی	کے خلاف بطور حجت ہوگا ۔
ابن آدم۔ (الدارمی ۱: ۱۰۲)	

امام حسن بصری نے اسے حضور علیہ السلام سے مرسلاً اور حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اس کا متصل ہونا صحیح نہیں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آگاہ فرما دیا کہ اہل کتاب کے پاس علم تھا مگر انہوں نے اس سے نفع حاصل نہ کر کے مقصود کو فوت کر لیا اور وہ یہ تھا کہ علم کے ذریعے ایمان کی حلاوت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ لیکن علم فقط ان کی زبانوں تک ہی رہا جو ان کے خلاف بطور حجت پیش ہوگا۔

اسی حقیقت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علماء کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع اختیار کرتے ہیں:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ	بے شک اصحاب علم ہی اللہ سے ڈرتے
الْعُلَمَاءُ. (الفاطر، ۲۸)	ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ	کہاں وہ جسے فرمانبرداری میں رات
سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ	کی گھڑیاں گزر رہی ہیں سجود میں اور
الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ	قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب
رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي	کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں
الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ	جیسا ہو جائے گا۔ تم فرماؤ کیا برابر

لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ (الزمر، ۹)

ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے۔

اہل کتاب علماء کے خشوع کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَّيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۔ (الاسراء، ۱۰۷-۱۰۹)

بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا ہے ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکیزگی ہے ہمارے رب کو بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ اور وہ ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے۔

ان اہل علم کی یوں تعریف کرنا کہ وہ روتے ہوئے چہرے کے بل گر پڑتے ہیں اور ان کے خشوع میں اضافہ ہو جاتا ہے واضح کر رہا ہے کہ ہر وہ شخص قابلِ مدح ہے جس کے دل میں کتاب اللہ کا سماع خشوع پیدا کر دے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ

ویل ہے ان دلوں کے لیے جو ذکرِ الٰہی نہ کرنے سے سخت ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب، اوّل سے آخر تک ایک سی ہے۔ دوہرے بیان

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۔ (الزمر، ۲۲، ۲۳)	والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں۔

دلوں کی قساوت اور سختی کا زوال وہ نرمی ہے جو انہیں خشوع و رقت سے عارض ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو اللہ کے کلام کو سننے اور اس میں تدبّر کرنے کے لیے دلوں میں خشوع پیدا نہیں کرتے۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے۔

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۔ (الحدید : ۱۶)	کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اتارا۔

مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہمارے اسلام لانے اور اس آیت کے ذریعے ہمیں عتاب کرنے کے درمیان چار سال کا عرصہ ہے۔
امام نسائی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ اس کے بعد اہل ایمان نے ایکدوسرے کو (عدم خشوع پر) عتاب کرنا شروع کیا۔
ابن ماجہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ متعدد صالحین کے بارے میں ہے کہ جب انہوں نے یہ آیت مذکورہ سنی تو بعض کے دل پھٹ گئے اور ان کا وصال ہو گیا اور بعض نے سُن کر اپنے دلوں کو درست کر لیا ایسے واقعات پر تفصیلی گفتگو ہم نے " الاستغنا بالقرآن " میں کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ	اگر یہ قرآن ہم کسی پہاڑ پہ اتارتے تو
عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا	تو ضرور اسے دیکھتا ہوا جھکا ہوا
مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ	پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

(الحشر)

شیخ ابو عمران الجونی فرماتے ہیں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اس قرآن میں وہ چیز بھیجی ہے کہ اگر پہاڑ پہ رکھی جائے تو وہ انہیں مٹا دے۔

شیخ مالک بن دینار جب یہ آیت کریمہ پڑھتے تو کہتے:

اقسم لکم لا یؤمن عبدًا	قسم ہے جو بھی بندہ اس قرآن پہ
بهذا القرآن الا صدع	ایمان لائے گا۔ اس کا دل ضرور شق
قلبه۔	ہوگا۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے انسان جب کوئی شیطان وسوسہ ڈالے یا تیرے دل میں کوئی خرابی پیدا کرے تو اس بات کو یاد کر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تجھے وہ کچھ عطا کیا اگر وہ مضبوط پہاڑوں پہ نازل ہو کر دب پھٹ جاتے۔ کیا تو نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

یہ تمثیل اس لیے دی ہے تاکہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے۔ اے ابنِ آدم تو زیادہ اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی عطا کردہ کتاب و حکمت پہ خشوع اختیار کرے کیونکہ تیرا حساب ہونا ہے اور تیرے لئے جنت ہے یا دوزخ۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ خشوع سے خالی دل سے پناہ مانگتے

تھے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے:

اللّٰھم انی اعوذ بک من علم	اے اللہ میں ایسے علم سے پناہ مانگتا
لا ینفع ومن قلب لا یخشع	ہوں جو نفع نہ دے، اس دل سے
ومن نفس لا تشبع ومن	جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے
دعوۃ لا یستجاب لھا۔	جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو
(المسلم، حدیث ۲۷۲۲)	قبول نہ ہو۔

حضرت کعب الاحبار سے منقول ہے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قلب لا یخشی علمہ لا	جس دل میں خشوع نہ ہو اس کا علم
ینفع وصوتہ لا یسمع	نافع نہیں، اس کی آواز سنا نہیں
ودعاءہ لا یرفع	جاتی اور اس کی دعا بلند نہیں ہوتی۔

شیخ اسد بن موسیٰ "کتاب الورع" میں مبارک بن فضالہ سے نقل کرتے ہیں امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہل ایمان کے پاس جب اللہ کی طرف سے یہ پیغام آیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور اس پہ انہیں کامل یقین ہوا۔ ان کے دل، جسم اور آنکھیں اپنے رب کے لیے سراپا خشوع بن گئے اور اللہ کی قسم میں انہیں ایسی قوم دیکھتا تھا

"اللہ کی قسم نہ وہ لڑائی جھگڑا کرتے اور نہ عمل باطل، انہیں کتاب اللہ کے بغیر اطمینان نہ ملتا اور رحجان کے دلوں میں نہ ہوتا اس کا اظہار نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آگیا جس کی انہوں نے تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی کیا ہی خوب تعریف فرمائی۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ — اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین
يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا — پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل
وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ — ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں
قَالُوْا سَلَامًا ۔ (الفرقان، ۶۳) — سلام!

اور فرمایا اہلِ حلم، جاہل نہیں ہوتے اور اُن کے ساتھ جاہلانہ سلوک ہو تو حلم اختیار کرتے ہیں ۔ اور جہلاء کی ہر طرح کی سختی کے باوجود ان سے بہتر انداز میں زندگی بسر کرتے ہیں ۔

پھر ان کی بہتر راتوں کا ذکرِ خیر یوں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ — اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب
سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۔ — کے لیے سجدے اور قیام میں ۔

(الفرقان، ۶۴)

رب کے خوف سے ان کے رخسار آنسوؤں سے تر ہوتے ہیں

امام حسن بصری نے فرمایا:

یہ لوگ راتوں میں بیدار اور دنوں کو خشوع میں کیوں رہتے ہیں ۔ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا — اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے
اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ — رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب ۔
اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا. — بے شک اس کا عذاب گلے کا غل

(الفرقان، ۶۵) — (پھندا) ہے ۔

غرام کی تفسیر میں فرمایا جو چیز کسی انسان کو لاحق ہو اور پھر زائل ہو جائے وہ غرام نہیں کہلاتی ۔ غرام وہ شی ہے جو ہمیشہ زائل نہ ہو ۔

پھر فرمایا ۔ قسم اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہتے: اعلیٰ لوگ تھے

جو احکام الٰہیہ پر عمل کرتے تھے اور تم آرزؤوں میں لپٹے ہو۔ ان غلط آرزؤوں سے بچو۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی غلط آرزؤوں پر دنیا و آخرت میں کبھی خیر نہیں عطا فرماتا۔

کاش اس نصیحت سے دل کو زندگی حاصل ہو۔

نماز میں خشوع کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایسی عبادات عطا کی ہیں جن میں وہ اس جسمانی خشوع کا اظہار کریں جو اُن کے دلی خشوع اور دل کی عاجزی و انکساری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ سب سے کامل خشوع کا اظہار اعلیٰ عبادت نماز میں ہوتا ہے۔ نماز میں خشوع کرنے والوں کی تعریف میں فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔	بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

(المومنون، ۱-۲)

شیخ ابن لہیعہ نے عطا بن یسار سے اور انہوں نے حضرت سعید بن جبیر سے اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے:

متواضعين لا يعرف من عن يمينه ولا من عن شماله ولا يلتفت من الخشوع لله عز وجل	وہ تواضع کرتے ہوئے دائیں بائیں والے کو نہیں پہچانتے اور نہ اللہ بزرگ و برتر کی بارگاہ میں خشوع کی وجہ سے کسی اور طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

امام ابن المبارک نے ابو جعفر سے انہوں نے لیث سے اور انہوں نے حضرت مجاہد سے

قوموا لِلّٰهِ قانتین (البقرة ، ۲۳۸)	اللہ کی رضا کی خاطر اس کی بارگاہ میں ادب و نیاز کے ساتھ کھڑے ہوا کرو۔

کی تفسیر یہ نقل کی ہے :

القنوت الرکون والخشوع وغض البصر وخفض الجناح من رحمۃ اللہ تعالیٰ	قنوت کا معنی جھکنا، خشوع، آنکھوں کا جھکانا اور اللہ کی رحمت کے سامنے تواضع کرنا ہے۔

اہل علم نے فرمایا ہے کہ جب نماز کے لیے قیام کرو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ نہ آنکھیں سختی سے بند کرو نہ ادھر ادھر دیکھو نہ سنگریزہ الٹ پلٹ کرو نہ کسی شی سے کھیلو اور نہ دل میں دنیاوی خیال لاؤ۔ البتہ اگر نسیاناً ہو جائے تو معافی ہے۔

شیخ منصور، مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ آیت مبارکہ

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۔ (الفتح، ۲۹)	ان کے چہروں میں سجود کے نشانات ہیں۔

میں نماز میں خشوع و خضوع ہی مراد ہے۔

امام احمد، نسائی اور ترمذی نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

الصلاۃ مثنی مثنی تشھد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن تقنع بیدیك یقول ترفعھما الی ربك	نماز دو دو رکعات ہے ہر دو کے بعد تشہد ہے اور نماز سراپا خشوع، آہ و زاری، مسکینی اور ہاتھوں کو رب کریم کی بارگاہ اقدس میں اٹھا کر منت۔۔

عزوجل یارب یارب	اے میرے رب اے میرے رب
فمن لم یفعل ذلک فھی	اے میرے رب! جو شخص ایسا نہیں
خراج۔ (تحفۃ الاشراف ۸: ۲۶۴)	کرتا اس کی نماز ناقص ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من امرئ مسلم تحضرہ	جو بھی مسلمان فرض نماز کے وقت
صلاۃ مکتوبۃ فیحسن	اچھی طرح وضو کرے اور نماز میں
وضوءھا وخشوعھا	رکوع وخشوع اچھی طرح کرے
ورکوعھا الا کانت کفارۃ	تو اس کے ماقبل کے گناہ معاف ہو
لما قبلھا من الذنوب	جائیں گے بشرطیکہ اس کا کبیرہ
ما لم تؤت کبیرۃ وذلک	گناہ کا ارتکاب نہ کیا ہو اور یہ
الدھر کلہ۔ (المسلم، حدیث ۲۲۸)	ساری زندگی کے لیے ہے۔

افعالِ نماز میں سے جن چیزوں سے اظہار خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری ہوتا ہے ان میں حالتِ قیام میں دونوں ہاتھوں کا ایک دوسرے پر رکھنا بھی ہے۔

امام احمد سے وضع الیدین کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

ھو ذل بین یدی عزیز	یہ عزت والے رب کے سامنے عاجزی کا اظہار ہے۔

شیخ علی بن محمد الواعظ مصری نے فرمایا: میں نے اس سے اچھا قول نہیں سنا۔
حضرت بشر حافی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اشتھی منذ اربعین	میں چالیس سال سے تمنا رکھتا ہوں
سنۃ ان اضع یدًا علی	کہ نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھوں مگر

يد في الصلاة ما يمنعني الا ان يكون قد اظهرت من الخشوع ماليس في القلب مثله۔

یہ چیز منع کرتی ہے کہ میں اتنا خشوع کا اظہار نہ کروں جو میرے دل میں نہیں۔

امام محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشادِ گرامی نقل کیا ہے:

يحشر الناس يوم القيامة على قدر صنيعهم في الصلاة۔

روزِ قیامت لوگوں کا حشر ان کی نماز کے درجہ کے مطابق ہوگا۔

اس کے بعض راویوں نے شرح کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑنا اور جھکنا ہے۔

اور انہوں نے حضرت ابو صالح السمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی نقل کیا:

يبعث الناس يوم القيامة هكذا ووضع احدى يديه على الاخرى۔

لوگوں کو روزِ قیامت اسی طرح کھڑا کیا جائے گا۔ ان کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر ہوگا۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ نمازی کو بارگاہِ ایزدی میں روزِ قیامت کھڑا ہونے اور پیش ہونے کی یاد تازہ ہوتی رہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے عابدین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر کوئی شخص ان کو مسجد و محراب میں اپنے رب کی بارگاہ میں عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے دیکھ لے تو اس کا دل اس موقعہ کو یاد کرے گا جب بندہ

روزِ قیامت رب العالمین کے حضور پیش ہوگا تو اس کے دل اور عقل دہل جائیں گے۔"

اور اسی میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے غیر کی طرف عدم التفات ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ رب کریم کے لیے فارغ ہو اور وہ کسی غیر کی طرف متوجہ نہ ہو۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت و ثوابِ وضو کے بارے میں فرمایا:

فان هو قام وصلى	نمازی کھڑا ہوا، نماز پڑھی۔ اللہ
محمد الله واثنى عليه	کی حمد و ثنا اور بزرگی اس کے
ومجده بالذى هو اهله	شایانِ شان کی اور اپنا دل اللہ
وفرغ قلبه لله انصرف	کے لیے فارغ کر لیا تو اب نماز
من خطيئته كيوم ولدته	سے اس حال میں فارغ ہوگا کہ ماں نے
امه۔ (المسلم، ۸۲۲)	اسے آج ہی جنا ہے۔

دوسرا یہ کہ نظر کو سجدہ کی جگہ رکھے اور ادھر ادھر نہ دیکھے۔ یہ خشوعِ قلب کے لوازمات اور تقاضوں میں سے ہے۔ اس لیے ایک صحابی نے کسی نمازی کو عبث کام میں مشغول دیکھا تو فرمایا:

لو خشع قلب هذا لخشعت	اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا
جوارحه۔	تو اس کے اعضاء پر بھی خشوع
	طاری ہوتا۔

امام طبرانی نے امام ابنِ سیرین سے انہوں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ پہلے نماز میں رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائیں بائیں

التفات فرماتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔۔۔ بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے
الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۔ ۔۔۔ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید خشوع فرماتے ہوئے اس عمل کو ترک فرما دیا۔
یہ ابن سیرین سے مرسلاً بھی مروی ہے اور یہی اصح ہے۔

نمازیوں میں تبدیلی

ابن ماجہ میں اُم المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات میں لوگ جب نماز پڑھتے تو ان کی نگاہ قدموں کی جگہ سے تجاوز نہ کرتی تھی۔ حضور کے وصال کے بعد لوگ اس حال میں نماز پڑھتے کہ ان کی نگاہ موضع سجدہ سے تجاوز نہ کرتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد نماز میں لوگوں کی نگاہ موضع قبلہ سے متجاوز نہ ہوتی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد تو فتنہ پھیل گیا۔ اب لوگوں نے دائیں بائیں التفات شروع کر دی۔

بخاری میں حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں التفات کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

هو اختلاس یختلسه الشیطان من صلاة العبد ۔۔۔ یہ شیطان کا بندے کی نماز سے اُچک لینا ہے۔

(البخاری ، ۲ : ۱۹۴)

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا :

لا یزال اللہ مقبلاً علی	جب تک نمازی غیر کی طرف متوجہ
العبد فی صلاتہ مالم	نہیں ہوتا اللہ بھی اس کی طرف متوجہ
یلتفت فاذا انصرف	رہتا ہے۔ جیسے ہی بندہ دوسری
عنہ۔ (مسند احمد، ۵ : ۱۷۲)	طرف متوجہ ہوا اللہ تعالیٰ بھی توجہ
	پھیر لیتا ہے ۔

امام احمد اور ترمذی نے حضرت حارث اشعری سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن ذکریا علیہما السلام کو پانچ چیزوں پر عمل کا حکم دیا ان میں سے ایک یہ ہے :

وامرکم بالصلاۃ	میں تمہیں نماز کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ
فان اللہ ینصب وجہہ	تعالیٰ اس وقت تک اپنا مقدس
لوجہ عبدہ مالم	چہرہ نمازی کے چہرے کے سامنے
یلتفت فاذا صلیتم	رکھتا ہے جب تک نمازی غیر کی
فلا تلتفتوا۔	طرف التفات نہ کرے۔ لہٰذا تم
	نماز میں غیر کی طرف توجہ نہ کرو ۔

حضرت عطا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

اذا صلی احدکم فلا یلتفت	جب تم نماز پڑھو تو غیر کی طرف توجہ نہ
فانہ یناجی ربہ امامہ	کرو کیونکہ نمازی اپنے سامنے اپنے
وانہ یناجیہ فلا یلتفت	رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔
	لہٰذا مناجات کی وجہ سے کسی اور طرف
	توجہ نہ کرو ۔

اُنہی سے مروی ہے کہ ہمیں یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے :

یاابن آدم الی من تلتفت انا خیر لك ممن تلتفت الیہ ۔	اے نمازی تو کس کی طرف تک رہا ہے؟ تیرے تکنے کے لیے میری ذات سب سے بہتر ہے ۔

محدث بزار وغیرہ نے اسے موقوفاً روایت کیا اور یہی اصح ہے ۔

شیخ ابو عمران الجونی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسٰی علیہ السلام پر یہ وحی فرمائی ۔

اذا قمت بین یدی فقم مقام العبد الحقیر الذلیل و ذم نفسك فھی اولی بالذم و ناجنی لقلب وجل ولسان صدق ۔	جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو عبدِ حقیر و فقیر کی طرح کھڑا ہو اور اپنے نفس کی خوب مذمت کر کیونکہ یہ مذمت ہی کے لائق ہے اور مجھ سے ڈرنے والے دل اور سچی زبان سے راز و نیاز کر ۔

رکوع سراپا خشوع

ان افعال میں سے رکوع بھی ہے جو ظاہری جسم کے لئے عاجزی وانکساری ہے ۔عرب اس عمل سے کتراتے تھے حتی کہ وہ سجدہ بھی رکوع بغیر کرتے ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ (المرسلات، ۴۸)	اور جب ان سے کہا جائے کہ رکوع کرو تو وہ نہیں کرتے ۔

رکوع میں کامل خشوع یہ ہے کہ جیسے جسم جھکا ہوا ہے اسی طرح دل بھی اپنے اللہ کے سامنے خوب عاجزی کے ساتھ جھکا ہوا ہو تاکہ بندے کو ظاہری و باطنی خضوع نصیب ہو۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ کلمات کہتے :

خشع لك سمعي وبصري	تیری بارگاہ میں میرے کان، آنکھیں
ومخي وعظمي وما استقل	دماغ، ہڈیاں اور ہر وہ شے جھکنے
به قدمي۔	والی ہے جس پر میں قائم ہوں۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رکوع کی صورت میں تمام اعضاء میں خضوع کی کیفیت ہوتی ہے اور ان میں سب سے اعظم دل ہے جو بقیہ اعضاء کا بادشاہ ہے اور وہ خشوع میں اس کے تابع ہیں۔

سجدہ کامل خشوع کا مظہر

ان افعال میں سے سجدہ بھی ہے جو ان تمام سے عظیم ہے کیونکہ اس صورت میں بندہ اپنے رب کے سامنے کامل خشوع کا اظہار کرتے ہوئے جسم کے اس حصہ کو زمین پر رکھ دیتا ہے جو تمام اعضاء سے اعلیٰ و افضل ہے اور یہ بھی دل کی تواضع اور خشوع کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اسی لیے ایسے مومن کی جزا اللہ تعالیٰ کا کمال قرب ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اقرب ما يكون العبد	بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب
من ربه وهو ساجد	حالت سجدہ میں ہوتا ہے۔

(المسلم، حدیث ۴۸۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔ اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ ۔ (العلق ، ۱۹)

مشرکین تکبر کرتے ہوئے بطور عبادت الٰہی سجدہ سے بھی گریز کرتے ۔ بعض کہتے ہم ایسا عمل پسند نہیں کرتے اس میں دُبر اوپر ہو جاتی ہے ۔ بعض سجدہ کے لیے نیچے جھکنے کے بجائے مٹھی میں مٹی اٹھا کر پیشانی پر رکھ لیتے ۔ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے دھتکار دیا کہ اس نے اس ذات کو سجدہ نہ کیا جسے سجدہ کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا ۔ اسی لیے جب مومن اللہ کے حضور سجدہ کرتا ہے تو وہ روتا ہوا کہتا ہے :

امر ابن آدم بالسجود ففعل فله الجنة وامرت بالسجود فعصيت فلي النار ۔ (مسند احمد ، ۲ : ۴۴۳)

ابن آدم کو اللہ نے سجدہ کا حکم دیا وہ بجالایا تو اس کے لیے جنت ہے ۔ مجھے سجدہ کا حکم دیا گیا مگر میں نے نافرمانی کی تو میرے لیے دوزخ ہے ۔

بندے کا رکوع و سجود میں اللہ تعالیٰ کی عزت وکبریائی اور عظمت و بزرگی کے گن گانا بھی کمال خشوع میں سے ہے گویا بندہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے :

الذل والتواضع وصفي ذلت وعاجزی میرا وصف ہے ۔ اور اے مالک

العلو والعظمة والكبريا وصفك ۔ بلندی ۔ عظمت وکبریائی تیری شان اور کمال ہے ۔

اسی لیے بندے کے لیے رکوع میں سبحان ربي العظيم اور سجدہ میں سبحان ربي الاعلیٰ کے الفاظ عطا کیے گئے ہیں ۔

بعض اوقات حالتِ سجدہ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات بھی پڑھتے :

سبحان ذی الملک والملکوت	پاک ہے تیری ذات ، تمام ملکوں
والجبروت والکبریاد	اور سلطنتوں کا مالک تو ہے۔کبریائی
والعظمة۔	وعظمت تیری ہی شان ہے ۔

(النسائی ۲ : ۱۹۱)

یہ بھی مروی ہے کہ ایک رات آپ حالتِ سجدہ میں یہ پڑھ رہے تھے کہ میں وہی کہہ رہا ہوں جو میرے بھائی داؤد علیہ السلام نے کہا :

اعفر وجھی فی التراب	میں اپنے آقا کے لیے اپنا چہرہ خاک
لسیدی وحق لسیدی	آلود کرتا ہوں اور میرا آقا اس چیز کا
ان تعفر الوجوہ لہ۔	سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لئے
	چہرے خاک آلود کیۓ جائیں ۔

شیخ محمد بن نصر المروزی نے نقل کیا کہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا :

"جب نماز شروع کرو تو اس طرح کھڑے ہو جس طرح اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اور سہو والتفات سے بچو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تمہاری طرف متوجہ ہو اور تم غیر کی طرف اور ایسا بھی نہ ہو کہ زبان سے جنت میں داخلہ اور جہنم سے پناہ مانگ رہا ہو مگر دل اس طرح غافل کہ اسے علم ہی نہ ہو کہ زبان کیا کہہ رہی ہے ۔"

حضرت عثمان بن ابی اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بالجہر قرأت فرمائی ۔ فارغ ہو کر پوچھا۔اس سورت سے میں نے کوئی شئی

چھوڑی ہے ؟ دیگر اصحاب نے عرض کیا آقا ہمیں علم نہیں۔ حضرت ابی بن کعب نے عرض کیا ہاں فلاں فلاں۔ تو آپ نے فرمایا: اس قوم کا کیا حال ہے جس پہ کتاب اللہ کی تلاوت کی جائے اور انہیں علم ہی نہ ہو کہ کیا پڑھا جا رہا ہے اور کیا چھوڑا جا رہا ہے۔

ھکذا اخرجت عظمۃ	بنی اسرائیل کے دل عظمتِ الٰہی
اللہ من قلوب بنی اسرائیل	سے اسی طرح خالی ہوئے ان کے
شھدت ابدانھم و غابت	بدن حاضر مگر دل غائب۔ اللہ تعالٰی
قلوبھم ولا یقبل اللہ من	بندے کا وہ عمل قبول نہیں کرتے
عبد عملا حتی یشھد	جس میں دل، جسم کے ساتھ حاضر
قلبہ مع بدنہ۔	نہ ہو۔

(مجمع الزوائد ۲، ۶۹)

شیخ عصام بن یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس کے پاس گزرے وہ وعظ کر رہے تھے تو کہا کیا آپ نماز اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں ؟ کہا ہاں۔ پوچھا آپ کیسے نماز ادا کرتے ہیں۔ تو کہا:

"میں اللہ کے حکم سے اٹھتا ہوں، خشیتِ الٰہی سے چلتا ہوں، نیت سے داخل ہوتا ہوں، اللہ کی عظمت کی تکبیر کہتا ہوں، ترتیل و تدبر کے ساتھ قرأت کہتا ہوں، خشوع کے ساتھ رکوع، سجدہ اور تواضع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ تشہد کے لیے خوب اطمینان سے بیٹھتا ہوں، نیت سے سلام کہتا ہوں۔ اللہ کے لیے اخلاص کے ساتھ نماز کا اختتام کرتا ہوں۔ اس کے بعد اپنے اوپر اس بات کا خوف کھاتا ہوں کہ مبادا یہ نماز قبول نہ ہو۔"

فرمایا اب وعظ کرو تمہاری نماز کامل ہے ۔

دُعا اور خشوع

جن عبادات میں خضوع وخشوع کا اظہار ہوتا ہے ان میں دعا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے :

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا	اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے
وَّ خُفْيَةً ۔ (الاعراف ، ۵۵)	اور آہستہ ۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ	بے شک وہ بھلے کاموں میں جلدی
فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا	کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے
رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّ كَانُوْا	امید اور خوف سے اور ہمارے حضور
لَنَا خٰشِعِيْنَ ۔ (الانبیاء)	گڑگڑاتے ہیں ۔

یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مقامات دعا میں ہاتھ اٹھاتے خصوصًا بارش کے لیے دعا میں مبارک ہاتھ اتنے بلند فرماتے کہ آپ کی مبارک بغلیں نظر آتیں ۔ اسی طرح عرفات میں شام کے وقت دعائیں کرتے ۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ :

رأيت رسول الله صلى الله	میں نے عرفہ کے دن رسول اللہ صلی
عليه وسلم يدعو بعرفة	اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دعا کرتے
ويداه الى صدره كاستطعام	ہوئے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ سینے تک
المسكين ۔ (فیض القدیر ۲ ، ۱۱۸)	اٹھائے ہوئے تھے جیسے کوئی مسکین
	سائل کرتا ہے

اللہ سے خشیت رکھنے والے بعض لوگ ساری رات سر جھکائے ، اور سائلوں کی طرح ہاتھ پھیلائے رب کے حضور حاضر رہتے ہیں اور یہ عاجزی ، مسکینی اور محتاجی کے اظہار کی بہتر صورت ہے ۔

اللہ کے لیے دل کا دعا میں سوز و گداز سے شکستہ ہونا اور محتاجی کا اظہار کرنا بھی

ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان اللہ لا یستجیب دعاء	اللہ تعالیٰ غافل اور بے پرواہ دل والے
من قلب غافل لاہٍ ۔	کی دعا قبول نہیں فرماتا ۔

(الترمذی حدیث ۳۴۷۹)

ایک صورت خشوع کی مانگنے میں الحاح وزاری بھی ہے ۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

افضل الدعا الالحاح علی	سب سے بہتر دعا اللہ تعالیٰ سے الحاح
اللہ و التضرع الیہ ۔	وزاری کر کے دعا کرنا ہے ۔

طبرانی میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یوم عرفہ کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات سے دعا فرمائی :

اللّٰھم انک ترٰی مکانی	اے اللہ تو میری جگہ دیکھ رہا ہے ۔
وتسمع کلامی ولا یخفی	میرا کلام سن رہا ہے ۔ تجھ پہ میرا کوئی
علیک شیئٌ من امری انا	معاملہ مخفی نہیں ۔ میں محتاج ، پناہ
البائس الفقیر المستجیر	طلب کرنے والا ، شرمندہ ڈرنے
الرجل المشفق المقر	والا اور اپنے گناہوں کا اعتراف
المعترف بذنبہ اسالک	کرنے والا ۔ تجھ سے مسکینوں کی

سائلہ المسکین وابتھل	طرح مانگتا ہوں۔ نہایت ہی
الیک ابتھال المذنب	گنہ گار وحقیر کی طرح تیری پناہ
الذلیل وادعوک دعا الخائف	مانگتا ہوں۔ میں تیری بارگاہ میں ڈرنے
الضریر دعاء من خضعت	والے، نقصان اٹھانے والے اس
لک رقبتہ وذل لک جسدہ	شخص کی طرح التجا کرتا ہوں جس کی
ورغم انفہ وفاضت	گردن تیرے لیے اس کا
عیناہ اللھم لا تجعلنی	جسم تیرے لیے جھکا ہوا ہے اور ناک
بدعائک رب شقیا و	تیرے لیے خاک آلود ہے اور اس
کن بی رؤوفا رحیما	کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔
یا خیر المسئولین۔	اے اللہ مجھے دعا میں ناامید نہ فرمانا
ویا خیر المعطین ۔	مجھ پر مہربانی اور رحمت فرمادے
	اے سب سے بہتر امید اور سب سے
	بہتر عطا فرمانے والے۔

بعض اسلاف یہ دعائیہ کلمات کہتے :

لعزتک وذلی ولغناک	تو عزت والا ہے میں ذلیل اور تو
وفقری۔	غنی ہے میں محتاج ہوں۔

امام ابن ابی الدنیا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ امام علی بن حسین رضی اللہ عنہ ایک رات حجرہ میں داخل ہوئے۔ نماز پڑھی۔ میں نے حالتِ سجدہ میں یہ کلمات کہتے ہوئے سنا

عبدک بفنائک فقیرک	تو غنی من غلام، تو غنی من فقیر
بفنائک مسکینک بفنائک	تو غنی من مسکین

حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ میں نے ان کلمات کو یاد کر لیا۔ ہر مشکل میں پڑھتا وہ دور ہو جاتی۔ شیخ ابن باکویہ الصوفی نے بیان کیا کہ ایک عابد نے اسّی دفعہ پیدل چل کر حج کیا۔ ایک مرتبہ انہوں نے طواف کرتے ہوئے کہا یا حبیبی! (اے میرے حبیب) تو ہاتفِ غیبی نے آواز دی کیا تو مسکین بننا پسند نہیں کرتا۔ تاکہ تو حبیب بن جائے؟ تو ان پہ غشی طاری ہو گئی۔ ہوش آیا تو کہہ رہے تھے:

مسکینک و انا تائب عن	تیرا مسکین حاضر ہے اور اپنے قول
قولی "حبیبی"۔	"حبیبی" سے توبہ کرتا ہے۔

اے اللہ مجھے مسکینوں میں رکھ

امام ابنِ ماجہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور علیہ السلام کی یہ دعا نقل کی ہے:

اللّٰھم احینی مسکینا و	اے اللہ مجھے مسکینوں میں زندہ
امتنی مسکینا واحشرنی	رکھ، مسکینوں میں موت دے اور
فی زمرۃ المساکین۔	مساکین کے گروہ میں مجھے اٹھا۔

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں؟ فرمایا:

لانھم یدخلون الجنۃ قبل	کیونکہ وہ اغنیاء سے چالیس سال پہلے
اغنیاءھم باربعین خریفًا	جنت میں جائیں گے۔ اے عائشہ
یا عائشہ لا تردی المسکین	مسکین کو رد نہ کر خواہ کھجور
ولو بشق تمرۃ یا عائشۃ	کا ایک چھلکا ہی کیوں نہ دے۔ اے

احبی المساکین وقربهم	عائشہ مساکین سے محبت کر اور
فان اللہ یقربک یوم	انہیں اپنے قریب رکھ ۔ روزِ قیامت
القیامۃ ۔ (الترمذی حدیث ۲۳۵۲)	اللہ تعالیٰ تجھے اپنے قریب رکھے گا۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی :

ان احب المساکین و ان	مساکین سے محبت رکھو اور ان کے
ادنو منھم	قریب رہو ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں حضور کی دعا کے یہ کلمات ہیں :

اسألک فعل الخیرات	میں تجھ سے نیکیوں پر کاربند،
وترک المنکرات وحب	برائیوں کے ترک اور مساکین سے
المساکین ۔	محبت مانگتا ہوں ۔

(مسند احمد ، ۵ : ۲۴۳)

مسکین کا معنیٰ

ان تمام احادیث میں جو مسکین کا ذکر آیا ہے اس سے مراد یہ ہے :

من کان قلبه مسکینا	کہ اس کا دل اللہ کی بارگاہ میں
خاضعًا للّٰہ خاشعا له	خشوع و عاجزی اور مسکینی کرنے
و ظاهره کذلک ۔	والا ہو اور اسی طرح اس کا ظاہر بھی۔

اور یہ کیفیت اکثر طور پر انہیں ہی حاصل ہوتی ہے جو مال نہیں رکھتے ۔ کیونکہ مال و دولت آدمی کو اللہ کا باغی بنا دیتے ہیں ۔ حدیثِ انس اس پر شاہد ہے ۔

اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔ امام نسائی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الفقر فقر النفس و الغنی غنی القلب۔

حقیقی فقر نفس کا فقر ہے اور حقیقی غنا دل کا غنا ہے۔

(المستدرک، ۴: ۹۲)

اسی لیے امام احمد، ابن عیینہ، ابن وہب اور ایک جماعت ائمہ نے فرمایا جس فقر سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے وہ نفس کا فقر ہے۔ تو جس کا دل اللہ کے لیے عاجز و خاشع ہو وہ مسکین کہلائے گا اگرچہ وہ مالی لحاظ سے غنی ہو کیونکہ دل کا خاشع ہونا جوارح کے خشوع کو مستلزم ہے اور جس کا ظاہر تو خاشع ہو مگر دل میں خاشع نہ ہو تو وہ مسکین نہیں بلکہ وہ ہے۔

امام نسائی وغیرہ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ سے گزرے تو اس میں ایک کالے رنگ کی خاتون تھی۔ اسے ایک آدمی نے کہا راستہ!

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دعوها فانها جبارة۔

اسے چھوڑ دو یہ کمزور ہے۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! — آپ کی مراد اس کا مسکین ہونا ہے؟

فرمایا: "اس کا مقام دل ہوتا ہے۔"

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب لوگوں نے تواضع لباس میں بنالی ہے حالانکہ دلوں میں تکبر ہے۔

یہ بات صحت کیساتھ ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی

نفی فرمائی ہے کہ اچھا لباس اور جوتا تکبر ہوتا ہے۔ بلکہ فرمایا تکبر دل میں ہوتا ہے اور وہ حق کے سامنے گردن نہ جھکانا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے تو جو شخص لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بڑا تصوّر کرے اور حق کے سامنے جھکنے سے انکار کرے وہ متکبّر ہے اگرچہ اس کے کپڑے اور جوتے اچھے نہ ہوں ہاں جس شخص نے اللہ کی بارگاہ میں تواضع و عاجزی کرتے ہوئے اچھا لباس اس لیے نہ پہنا کہ کہیں ان کی وجہ سے دل میں تکبّر نہ آجائے تو یہ اچھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہی عمل ہے۔ حضور علیہ السلام نے جبہ پہننے کے بعد فرمایا تھا:

الھتنی انفاً عن صلاتی۔	میری نماز میں مجھے یہ مشغول کر رہا تھا۔

اور یہ مذکورہ گفتگو پر دال ہے۔

مقامِ عبدیت کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ملکیت اور مقامِ عبدیت دونوں میں سے مقامِ عبدیت کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ فتح مکہ کے دن ایک شخص آپ کی بارگاہ میں آیا تو وہ کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا:

ھون علیک انی لست بملک	پریشان نہ ہوں۔ میں ملک نہیں ہوں
و انما انا ابن امرأۃ من	میں تو اس قریشی خاتون کا بیٹا ہوں
قریش کانت تاکل القدید۔	جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

(ابن سعد: ۱، ۲۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

لا تطرونی کما اطرت	میری مدح میں اس طرح کا مبالغہ

النصاری عیسٰی بن مریم انما انا عبد فقولوا عبد اللہ و رسولہ۔ (البخاری ۶: ۳۵۴)

نہ کرو جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا۔ میں تو عبد ہوں۔ لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل امین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس حاضر تھے۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو اچانک ایک فرشتہ دکھائی دیا۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ فرشتہ اس وقت سے پہلے کبھی زمین پہ نہیں آیا۔ اس فرشتے نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ!

ارسلنی الیک ربک افملکا نبیًا یجعلک ام عبدًا رسولا۔ (مسند احمد ۲: ۲۳۱)

مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ میں آپ کو فرشتہ بنا دوں یا عبد رسول؟

شیخ یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ کے مراسیل میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اکل کما یاکل العبد واجلس کما یجلس العبد فانما انا عبد۔ تخریج الاحیاء، ۲: ۴)

میں اسی طرح کھاؤں گا جس طرح بندہ کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھوں گا جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔ میں بلاشبہ عبد ہی ہوں۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا رب کریم سلام کہتے

ہیں اور فرماتے ہیں، آپ چاہیں تو فرشتہ نبی بن جائیں یا عبد رسول۔ جبرئیل امین نے مجھے اشارہ کیا تو میں نے کہا میں عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں۔ آپ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد کبھی ٹیک لگا کر نہیں کھایا بلکہ فرمایا کرتے۔

اکل کما یاکل العبد و	میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ
اجلس کما یجلس العبد	کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں
(اخلاق النبی، ۲۱۲)	جس طرح عبد بیٹھتا ہے۔

مراسیلِ زہری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جبریل امین کے ساتھ ایک ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ فرشتہ بن جائیں یا نبی عبد؟ آپ نے جبرئیل کی طرف مشورہ کی نظر سے دیکھا تو انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ تواضع اختیار فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا میں نبی عبد بننا پسند کرتا ہوں۔ زہری کہتے ہیں کہ اہل علم نے بیان کیا کہ اس کے بعد وصال تک آپ نے ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔

مسند احمد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عرض علی ربی عز وجل	میرے رب بزرگ و برتر نے فرمایا:
ان یجعل بطحاء مکۃ	اگر آپ چاہیں تو بطحا مکہ کو سونا بنا دوں
ذھبًا فقلت لا یا رب و	میں نے عرض کیا۔ میرے رب میں
لکن اشبع یومًا و اجوع	ایسا نہیں چاہتا۔ ہاں ایک دن میں
یومًا وقال ثلاثا نحو ھذا	سیر ہو جاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں
فاذا جعت تضرعت الیک	آپ نے تین دفعہ ایسے کہا۔ پس جب
واذا شبعت شکرتک۔	مجھے بھوک لگے تو میں تیری طرف تضرع

(مسند احمد ۵: ۲۵۴) کروں اور جب سیر ہو جاؤں تو تیرا
شکر ادا کروں۔

بعض اہل معرفت کا یہ قول ہے کہ جو شخص بھی عبدیت کا دعویٰ کرے پھر اپنے ارادے کو باقی رکھے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ عبودیت تو اسی کو حاصل ہوگی جو اپنے ارادوں کو ترک کر دے اور اپنے آقا کے ارادہ کے مطابق چلے۔ اس کا نام وہی جو مالک رکھ دے۔ اس کا وصف وہی جو مالک عطا کرے۔ جب اس کے نام سے بلایا جائے تو عبودیت سے جواب دے۔ اس کا کوئی نام نہیں رہتا اور نہ کوئی نشان۔ بلانے والے کو اپنے مالک کی عبدیت کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

یا عمرو ثاری عند دھری   یعرفه السامع والرائی
(اے عمرو میرا انتقام میرے زمانے کے پاس ہے سننے والا اور دیکھنے والا اس سے آگاہ ہے)

لا تدعنی الا بیا عبدی   فانه اصدق اسمائی
(مجھے صرف اے میرے بندے کہہ کر پکار بس یہی میرا سب سے خوبصورت نام ہے۔)

مالی وللفقرا لی عاجز   مثلی لا یملک اغنائی
(میرے اور میرے فقر کے لیے کوئی عاجز نہیں جو میری طرح غنا کا مالک نہ ہو)

وانما یحسن فقری الی   مالک اسعادی واشقائی
(اور میرا فقر اچھا ہے اس کی طرف جو تیرے پاس ہے میری سعادت اور میری محرومی)

اتیته عجبا بانتما الی   ابوابه اذ قلت مولائی
(میں اسکے دروازوں کیطرف نسبت کرتے ہوئے پسندیدگی سے آیا جبکہ میں اے میرے مولا کہہ رہا ہوں)

لا تدعنی الا بیا عبدی   فانه اشرف اسمائی
(تو مجھے اے میرے بندے کہہ کر پکار بس یہی میرا زیادہ فضیلت والا نام ہے۔)

حکمتِ لقمان کو جامع چھ چیزیں

حافظ ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اسماء الصحابۃ" میں شیخ ابوسلیمان الدارانی کے حوالے سے بیان کیا کہ مجھے علقمہ بن حارث ازدی نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ حضرت لقمان حکیم کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ میں تجھے اپنی تمام حکمت تیرے لئے ان چھ باتوں میں جمع کردیتا ہوں۔

۱۔ اعمل للدنیا بمقدار لبقائک فیھا۔ واعمل للاٰخرۃ بمقدار لبقائک فیھا۔	دنیا میں اتنا کما جتنا یہاں رہنا ہے اور آخرت کے لیے اتنا کما جتنا وہاں رہنا ہے۔
۲۔ واعمل من المعصیۃ بمقدار لبقائک فیھا۔	اتنے گناہ کر جتنا وہاں رہنا ہے۔
۳۔ واعمل للہ بمقدار حاجتک الیہ۔	اللہ کے لئے اتنا کر جتنی تیری ضرورت ہے۔
۴۔ واعمل من المعصیۃ بمقدار ما تطیق من العقوبۃ۔	اتنے گناہ کر جن کی سزا کی تو طاقت رکھتا ہے۔
۵۔ ولا تسأل الا من لا یحتاج الی احد۔	اسی سے مانگ جو کسی کا محتاج نہیں۔
۶۔ واذا اردت ان تعصی اللہ فاعصہ فی مکان لا یراک فیہ	اگر تو اللہ کی نافرمانی کرنا چاہتا ہے تو وہاں کر جہاں وہ نہ دیکھ رہا ہو۔

دِلوں کی دَوا پانچ چیزیں

شیخ ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ نے فرمایا دلوں کا علاج پانچ چیزیں ہیں :۔
(i) تدبّر کے ساتھ قرأتِ قرآن (ii) بطن کا خالی ہونا (iii) رات کا قیام (iv) سحری کے وقت رونا (v) اور صالحین کی صحبت

دعا قبول نہ ہونے کی دس وجوہات

حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔ تم مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا ۔

(سورۃ الغافر، ۶۰)

ہم دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں کی جاتی تو آپ نے فرمایا :

١ ۔ عرفتم اللہ فلم تطیعوہ ۔ اللہ کو پہچانتے مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے ۔

۲ ۔ قراتم القرآن فلم تعملوا بہ ۔ قرآن پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے ۔

۳ ۔ وعرفتم الشیطان فوافقتموہ ۔ تم شیطان کے بارے میں جانتے ہو مگر اس کی موافقت کرتے ہو ۔

۴ ۔ وادعیتم حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وترکتم سنتہ ۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو مگر ان کا طریقہ چھوڑ چکے ہو ۔

۵۔ وادعیتم حب الجنۃ ولم تعملوا لہا۔	تم جنت کی محبت کا دم بھرتے ہو مگر اس کے لیے عمل نہیں کرتے۔
۶۔ وادعیتم خوف النار ولم تنتہوا عن الذنوب	تم دوزخ سے خوف کی بات تو کرتے ہو مگر گناہوں سے بچتے نہیں۔
۷۔ وقلتم ان الموت حق ولم تستعدوا لہ۔	تم مانتے ہو کہ موت حق ہے مگر اس کے لیے تیاری نہیں کرتے۔
۸۔ واشتغلتم بعیوب غیرکم ولم تنظروا الی عیوبکم	تم غیروں کے عیوب دیکھتے ہو لیکن اپنے عیوب تمہیں دکھائی نہیں دیتے۔
۹۔ وتاکلون رزق اللہ ولا تشکرون۔	تم اللہ کا رزق کھاتے ہو مگر شکر ادا نہیں کرتے
۱۰۔ وتدفنون امواتکم ولا تعبرون	تم اپنی اموات کو دفن کرتے ہو مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔

ہم اللہ سے مانگتے ہیں کہ ہمیں ایسے اعمال کی توفیق دے جن سے اپنی رحمت کے ساتھ راضی ہو جائے۔ بلاشبہ وہ ارحم الراحمین اور رب العالمین ہے۔

وَصَلّی اللّٰہ تعالیٰ علی خاتم النبیّین سیّدنا محمّدٍ
وآلہ واصحابہ اجمعین وحسبی اللّٰہ علیہ توکلت
ونعم الوکیل۔

(ترجمہ بروز جمعرات بوقت ۱۲ بجے دن بمقام جامعہ سلامیہ لاہور تکمیل پذیر ہوا۔ مترجم)

اللہ تعالیٰ سے تعلقِ بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلقِ غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ کی دیگر علمی و تحقیقی کتب

۱۔ شاہکار ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفیٰ
۳۔ حضور کا سفرِ حج
۴۔ امتیازات مصطفیٰ
۵۔ در رسول کی حاضری
۶۔ ذخائر محمدیہ
۷۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائل نعلین حضور
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟
۱۳۔ حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۴۔ اسلام اور تحدید ازدواج
۱۵۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبر۔ عشق رسول
۱۷۔ شب قدر اور اس کی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصور رسول
۱۹۔ مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین

۲۱۔ حضور رمضان المبارک کیسے گذارتے؟
۲۲ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
۲۴۔ کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ منہاج النحو
۳۰۔ منہاج المنطق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
۳۷۔ ترجمہ اشعۃ اللمعات۔ جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافل نعت
۳۹۔ صحابہ کے معمولات
۴۰۔ خواب کی شرعی حیثیت

۴۱۔ مزاحِ نبوی ﷺ
۴۲۔ تبسمِ نبوی ﷺ
۴۳۔ گریہ نبوی ﷺ
۴۴۔ مجلسِ نبوی ﷺ
۴۵۔ فضائل و برکات زمزم
۴۶۔ اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
۴۷۔ جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
۴۸۔ کیا سگِ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی
۵۰۔ مقصد اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک)
۵۴۔ محبت و اطاعت رسول ﷺ
۵۵۔ آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور کا

اللہ تعالیٰ سے تعلقِ بندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلقِ غلامی مستحکم بنانے کیلئے امیر عالمی دعوتِ اسلامیہ کی دیگر علمی وتحقیقی کتب

۱۔ شاہکار ربوبیت
۲۔ ایمان والدین مصطفیٰ
۳۔ حضور کا سفرِ حج
۴۔ امتیازات مصطفیٰ
۵۔ در رسول کی حاضری
۶۔ ذخائر محمدیہ
۷۔ محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
۸۔ فضائل نعلین حضور
۹۔ شرح سلام رضا
۱۰۔ حبیب خدا سیدہ آمنہ کی گود میں
۱۱۔ نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
۱۲۔ نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟
۱۳۔ حضور نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
۱۴۔ اسلام اور تحدید ازواج
۱۵۔ اسلام میں چھٹی کا تصور
۱۶۔ مسلک صدیق اکبر۔ عشق رسول
۱۷۔ شب قدر اور اس کی فضیلت
۱۸۔ صحابہ اور تصور رسول
۱۹۔ مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب و مستی
۲۰۔ اسلام اور احترام والدین

۲۱۔ حضور رمضان المبارک کیسے گذارتے؟
۲۲ صحابہ کی وصیتیں
۲۳۔ رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
۲۴۔ کیا رسول اللہ نے لوگوں کی اجرت پر بکریاں چرائیں؟
۲۵۔ حضور کی رضاعی مائیں
۲۶۔ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
۲۷۔ عورت کی امامت کا مسئلہ
۲۸۔ عورت کی کتابت کا مسئلہ
۲۹۔ منہاج النحو
۳۰۔ منہاج المنطق
۳۱۔ معارف الاحکام
۳۲۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
۳۳۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
۳۴۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
۳۵۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۳۶۔ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
۳۷۔ ترجمہ اشعت اللمعات۔ جلد ششم
۳۸۔ صحابہ اور محافل نعت
۳۹۔ صحابہ کے معمولات
۴۰۔ خواب کی شرعی حیثیت

۴۱۔ مزاحِ نبوی ﷺ
۴۲۔ تبسمِ نبوی ﷺ
۴۳۔ گریہ نبوی ﷺ
۴۴۔ مجلسِ نبوی ﷺ
۴۵۔ فضائل و برکات زمزم
۴۶۔ اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
۴۷۔ جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
۴۸۔ کیا سگِ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
۴۹۔ ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی
۵۰۔ مقصد اعتکاف
۵۱۔ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
۵۲۔ صحابہ اور بوسہ جسم نبوی
۵۳۔ رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں (مسئلہ ترک)
۵۴۔ محبت و اطاعت رسول ﷺ
۵۵۔ آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور کا